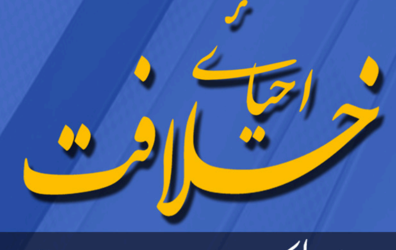


شوال المکرّم ۱۴۳۷ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۶ء

شمارہ نمبر ۱۲

امیر محترم عمر خالد خراسانی حفظہ اللہ کا مجاہدین کے نام پیغام

دنیا بھر کی جہادی تنظیموں کو ناکام بنانے میں پاکستان کا کردار

پولیو کی حقیقت اور دار الافتاء سے جواب

پاکستانی غربت زدہ عوام اور سرمایہ دار حکمران

خطاب بہ نوجوانانِ اسلام

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبّر بھی کیا تو نے؟ — وہ کیا گردوں تھا، تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں — کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا
تمدّن آفریں ، خلّاقِ آئینِ جہاں داری — وہ صحرائے عرب، یعنی شُتربانوں کا گہوارا
سماں الفقر فخری کا رہا شانِ امارت میں — بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت رُوئے زیبا را
گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے — کہ مُنعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا
غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرانشیں کیا تھے — جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا
اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں — مگر تیرے تخیّل سے فزوں تر ہے وہ نظارا
تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی — کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی — نہیں دنیا کے آئینِ مسلّم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی — جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

علامہ محمد اقبالؒ



تحریکِ طالبان پاکستان جماعت الاحرار کا علمی، عسکری اور سیاسی ترجمان



شوال المکرم ۱۴۳۷ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۶ء | سلسلہ نمبر ۱۲

ہمارا برقی پتہ ہے:

IHYAEKHILAFAT@GMAIL.COM

رسالے کو انٹرنیٹ پر پڑھئے:

WWW.IHYAEKHILAFAT.COM
IHYAEKHILAFAT.BLOGSPOT.COM

نبی کریم ﷺ نے فرمایا

عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف نشان باقی رہ جائیگا مسلمانوں کی مساجد آباد ہونگی مگر درحقیقت وہ ہدایت سے خالی ہونگی اس زمانہ کے علماء روئے زمین کے آدمیوں میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے انہیں کی طرف سے فتنہ وفساد شروع ہوگا اور انہیں پر ختم ہوگا۔ (رواہ الدیلمی فی مسندہ)

زیرِ انتظام



احیائے خلافت
اعلامی کمیشن
تحریکِ طالبان پاکستان جماعت الاحرار

القرآن والسنه

قال تبارك وتعالیٰ : قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُواْ حَتَّى يَأْتِيَ اللّهُ بِأَمْرِهِ وَاللّهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ(التوبہ)

ترجمہ: کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

انسانوں کے دومختلف اور متضاد نظریئے اس وقت دنیا میں متعارف ہیں ایک نظریہ اسلام کا ہے اور دوسرا نظریہ کفر کا ہے۔اسلام کا نظریہ وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبروں کے ذریعے اپنی مخلوق کو روشناس کرایا اور اسی نظریہ میں دنیا و آخرت کی ابدی کامیابیاں مضمر ہیں جبکہ ناکامی کا راز کفری نظریات میں پوشیدہ ہیں جس کے اپنانے سے ہلاکت یقینی ہے اور بندہ راہ حق سے بھٹک کر ذلت ورسوائی سے دوچار ہوتا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ صحیح سالم نظریات کے حامل افراد کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں اور اس کی مثالیں زمانہ قدیم سے لیکر آج تک عقل ونقل کے ذریعے ہمارے مشاہدے میں آئی ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مقابلے میں بے سروسامانی کی حالت میں استقامت اختیار کیا باوجود اس کے کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہ تو لشکر تھا اور نہ ہی دیگر وسائل لیکن پھر بھی بنی اسرائیل کو نہ صرف فرعون کے تسلط سے آزادی دلائی بلکہ ایک آزاد اور مختار اسلامی خلافت قائم کرنے میں بھی کامیاب ہوئے جبکہ دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں کھڑا فرعون ہر قسم ساز وسامان سے لیس تکبر وغرور سے سرمست الوہیت کا دعویدار موجود تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کرنے کی غرض سے لاؤ لشکر کا حکم صادر کیا تو لاکھوں مسلح افواج نے فرعون کے اس حکم پر لبیک کہا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کرنے اور لڑنے کی غرض سے نکل کھڑے ہو گئے تو سمندر کی موجوں نے فرعون اور اس کے لشکر کو ایسی حالت میں آن دبوچ لیا کہ وہ یقین کامل کے ساتھ بندگان خدا کو اپنا پیدا کردہ مخلوق سمجھتا تھا جب سمندر کی موجوں کے لہروں نے فرعون کو بمعہ لشکر اپنے قبضہ میں لے لیا تو اس وقت اس کو ہوش آیا اور اپنی الوہیت پر سے یقین ہٹ کر ربّ موسیٰ علیہ السلام کو الہ تسلیم کرنے لگا مگر اس وقت کیا ہو سکتا تھا کہ پانی حد سر سے گزر چکا تھا اور فرعون کے پیٹ اور پھیپھڑوں میں پانی اپنے لئے جگہ بنا چکا تھا اور فرشتہ اجل فرعون کی روح کو قبض کرنے کیلئے امر خداوندی کی تعمیل میں حاضر ہو چکا تھا اور اس طرح فرعون کا قصہ ہمیشہ کیلئے تمام ہو گیا پھر کوئی بھی مددگار نہ تھا کہ فرعون کو اس مصیبت سے چھٹکا رادلاسکتا۔فرعون کے اس گمراہانہ نظریات سے نفرت وحقارت کی وجہ سے آج مسلمان تو درکنار کافر بھی اپنے بچوں کیلئے فرعون نام تجویز نہیں کرتا بلکہ ہر برے اور ناکارہ شخص کیلئے فرعون نام بطور طعنہ استعمال کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ نبی الملاحم ﷺ کو ایسے حالات میں مبعوث فرمایا گیا کہ اہل عرب سینکڑوں سالوں سے جہالت میں مبتلاء قوم تھی ان کے آباء واجداد جہالت میں پیدا ہو کر جہالت ہی میں مر چکے تھے اور آپ ﷺ کے ہمعصر کفار اپنے اس باطل نظریئے کو حق سمجھتے تھے۔اور سختی سے اس نظریئے کے پابند تھے۔مادی کثرت وسائل کے علاوہ جنگجو قوم تھی۔طبعی شجاعت دلیری و بہادری میں اپنی مثال آپ تھی اور تمام جزیرۃ العرب میں کوئی بھی قوم مکہ کے رہنے والوں سے زیادہ جنگی چالوں اور ماہرانہ خصوصیات کے مالک نہیں تھی دوسروں کو برداشت کرنے کا مادہ ان کے اندر نہ تھا ان کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا تو ایسا نام تجویز کرتے تھے کہ اس نام سے اس کے اندر سختی و درشتی معلوم ہو اور تاکہ مخالفین یہ نام سنتے ہی خود بخود مرعوب ہوں۔اس طاقتور ترین قوم کو آپ ﷺ نے اپنے صحیح نظریئے کے توسط سے شکست دی حالانکہ بظاہر آپ ﷺ کے پاس وسائل تھے اور نہ ہی افرادی قوت۔ جب مکہ والوں سے ناامیدی ہوئی تو تن تنہا دعوت وتبلیغ کی خاطر طائف والوں کے پاس تشریف لے گئے طائف والوں نے آپ ﷺ کا پیغام سن کر ردعمل کے طور پر جو بدتمیزی کی وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں بلکہ سارے مسلمانوں کو اس کا علم ہے۔اور آپ ﷺ کو ایک تکلیف دہ صورت حال کا سامنا کرنا پڑا طائف والوں نے بدتمیزی کی جرأت اس وجہ سے کی کہ وہ آپ ﷺ کی ظاہری بے کسی اور کمزوری کو دیکھ کر بلاخوف وخطر آپ ﷺ پر پتھر مارتے رہے۔طائف والوں کو اس بات کی پرواہ نہ تھی کہ ہم سے اس بدتمیزی کے بارے میں کوئی باز پرس بھی ہوگی۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اپنے مقاصد میں کامیابی کیلئے طاقت وقدرت کا استعمال چنداں کارگر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صحیح نظریئے کے حامل افراد ہی کامیابی کی بلندیوں کو عبور کر سکتے ہیں اور بہتوں نے عبور بھی کیا ہے۔ان واقعات سے صحیح نظریئے کی اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ یہ کتنا بڑا اہم اسلحہ اور مقاصد کے حصول کیلئے سنگ میل اور شہ

رگ کی حیثیت رکھتا ہے اوراس کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ درج بالا ایت کریمہ میں وہ تمام چیزیں ذکر کی گئیں ہیں جن کی وجہ سے ایک مسلمان شخص جہاد اور قتال فی سبیل اللہ سے روکا جاتا ہے کہ کہیں ہمارے ان املاک میں سے کسی چیز کو کوئی خطرہ درپیش نہ ہو یا ہمارے کسی رشتہ دار کو ہمارے جہاد کی وجہ سے کوئی زحمت اٹھانا نہ پڑے یہ ان لوگوں کی خصوصیات ہیں جو صحیح اور درست نظریات کے حامل نہ ہوں اور اس وجہ سے ترک جہاد کے گناہ کا مرتکب ہوجاتے ہیں۔

حالانکہ فرمان الٰہی کے حکم کے مطابق حالات جیسے بھی ہوں جہاد جاری رکھنا اور اللہ کی راہ میں نکلنا فرض ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

انفِرُواْ خِفَافاً وَثِقَالاً وَجَاهِدُواْ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (التوبة)

ترجمہ: تم سبک بار ہوں یا گراں بار (یعنی مال واسباب تھوڑا رکھتے ہو یا بہت، گھروں سے) نکل آؤ اور اللہ کے رستے میں مال اور جان سے لڑو یہی تمہارے حق میں اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ جہاد اس وجہ سے بھی اہم اور ضروری ہے کہ اس میں بہت کمزور وناتواں اور لاچار مسلمانوں کے لئے نجات کا ذریعہ ہے جس میں بے گناہ مظلوم قیدیوں کے لسٹ بھی شامل ہے اس لئے فرمان الٰہی ہے۔

وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَـذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيّاً وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا (النساء)

ترجمہ: اور تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اس شہر سے، جس کے رہنے والے ظالم ہیں، نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما۔

جب ہمارا نظریہ جہاد کا ہو تو پھر کوئی بھی شیطانی طاقت وقوت ہمارے حوصلوں کو شکست نہیں دے سکتی۔ کفری قوتیں کسی مسلمان مجاہد کو تو شہید کراسکتی ہے لیکن اس کے صحیح نظریئے اور پختہ عقیدہ کو نہیں مٹاسکتی جبکہ شہادت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم کا وعدہ ناقابل فراموش ہے اور سینکڑوں انعامات کے حصول کا ذریعہ اور جنت میں داخل ہونے کیلئے مختصر راستہ ہے۔ ہمارا یہ نظریہ مادیات ووسائل سے ہٹ کر احکام الٰہی اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہونا لازمی ہے ورنہ بصورت دیگر ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت مسلط کی جائے گی اور ہم اس دنیا میں خوار وذلیل ہونگے کیونکہ جب ہمارا صحیح نظریہ نہ رہا تو کامیابی کجا۔ اور سابقہ امتوں میں جن لوگوں نے جہاد سے انکار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر ذلت وخواری مسلط کی ہے اس بات کی نشاندہی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبانی یوں بیان فرمائی ہے۔ عن ابن عمرؓ قال قال النبی ﷺ اذا ترکتم الجهاد سلط الله علیکم ذلاً لا ینزعه حتی ترجعوا الیٰ دینکم (بحواله روح المعانی) ترجمہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نے جہاد کو ترک کیا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے تم پر ذلت مسلط ہوگی اور یہ ذلت اس وقت تک تم پر مسلط رہے گی جب تک تم جہاد کی طرف رجوع نہیں کروگے۔ مگر اس بحث سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ چونکہ ہمارا نظریہ راست اور پختہ ہوگیا اب ہمیں اللہ کے دشمن کو مات دینے کیلئے وسائل کی ضرورت نہ رہی بلکہ ہم راست اور پختہ نظریہ کے ساتھ ساتھ دشمن کو مات دینے کیلئے وسائل بھی تلاش کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر یہ ذمہ داری ڈال دی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدْوَّ اللّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لاَ تَعْلَمُونَهُمُ اللّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لاَ تُظْلَمُونَ (الانفال)

ترجمہ: اوران کافروں سے (مقابلہ کرنے) کیلئے جس قدر تم سے ہوسکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو کہ اس (سامان) کے ذریعے سے تم (اپنا) رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ (کفر کی وجہ سے) اللہ کے دشمن ہیں اور (تمہاری فکر میں رہنے کی وجہ سے) تمہارے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے (کافروں) پر بھی (رعب جمائے رکھو) جن کو تم (بالیقین) نہیں جانتے (بلکہ) ان کو اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کروگے اس کا ثواب تم کو (آخرت میں) پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارے لئے (اس میں) کچھ کمی نہ ہوگی۔ فقہاء کرام رحمھم اللہ نے بھی تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل رکھنا اور وسائل تلاش کرنا ایک دوسرے کے مخالف نہیں یعنی اگر کسی نے اللہ کی ذات پر توکل کیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ وسائل کی تلاش سے ہاتھ کھینچ لے۔

ثم ایضاً لنعلم ان التوکل لا ینافی الأخذ بالأسباب فیجمع المسلم بین التوکل علی الله والأخذ بالأسباب ولا تنافی بینهما فأنت تعمل الأسباب التی أمرت بعملها والکن الرغبة والرهبة والخشوع ودلیل الرغبة والرهبة والخشوع قوله تعالیٰ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَباً وَرَهَباً وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ (الأنبياء)

ترجمہ ہمیں جان لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اور اسباب کو بھی تلاش کرنا ایک دوسرے کے مخالف نہیں پس مؤمن کو چاہیئے کہ دونوں کو اپنائے یعنی اللہ تعالیٰ پر توکل اور اسباب کی تلاش جاری رکھے لیکن رغبت وخوف اور خشوع کے ساتھ اور اس کیلئے دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں اُمید اور خوف سے پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے۔

اداریہ

حی علی الجہاد

جہاد ہمارا راستہ ہے، ہم اس جہاد کو تادم حیات جاری رکھیں گے، اپنے پیارے نبی ﷺ کے ارشادات وہدایات کے مطابق جہاد ہمارا نصب العین اور مشعل راہ ہے، اسلئے کہ اس روئے زمین پر کفر وظلمت کا دوردورہ ہے، کسی کی جان ومال، عزت وآبرو محفوظ نہیں، مسلمانوں کی زمین واملاک کفار کے ہاتھوں غصب شدہ اور مقبوضہ ہیں، کفار کے تیارہ کردہ جیل خانے اور اس میں شکنجہ کرنے کے آلات مسلمانوں کیلئے تیار کئے گئے ہیں اور جہاں بھی جیل خانہ جات تیار کئے گئے ہیں وہ مسلمان مردوں ،عورتوں اور بچوں سے بھرے پڑے ہیں، دنیا کی کسی بھی خطے میں مسلمانوں کو آزادی وخودمختاری حاصل نہیں اور ہر جگہ مسلمان قوم کفار کی زیرنگین ہے۔

کفری ممالک مسلمانوں کے قائدین کو ایک دوسرے کے ہاتھوں فروخت کررہے ہیں، اپنی فوجوں کی تربیت اور مہلک ہتھیار صرف مسلمانوں کے خلاف استعمال کررہے ہیں اور ایک مشترکہ مشن پر کام کررہے ہیں، اس مشترکہ مشن کو دہشتگردی کے خلاف جنگ کا نام دیا گیا ہے اور اسی طرح مختلف ناموں اور بہانوں سے مسلمانوں کو کچلا جارہا ہے۔

یہود ونصاریٰ نے پاکستان اور خطے کے دیگر ممالک کو اپنی کالونیوں میں تبدیل کیا ہے، ان کالونیوں میں یہود ونصاریٰ کی مرضی ومنشا کے مطابق مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے جارہے ہیں، جسے سن کر بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، ضعیفوں اور ناتوانوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوچکا ہے، جب تک پاکستان کے نام سے یہودی کالونی آباد ہوگی اور مغربی مزدوروں کی حکمرانی قائم ہوگی، تو دنیا کی کسی بھی خطے میں اسلامی نظام کا قیام اور مسلمانوں کی نجات کا راستہ نکالنا ناممکن ہے، ان تمام مشکلات کا حل صرف اور صرف جہاد اور قتال فی سبیل اللہ میں پوشیدہ اور مصیبتوں سے نجات کا واحد راستہ ہے، اسلئے خبیر وبصیر ذات الٰہی نے ہمیں اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کو جہاد اختیار کرنے میں کررکھا ہے اور آزادی کی حکمت اسی میں پوشیدہ ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مشکل کو ہمیشہ کیلئے حل کرنے کیلئے ہماری رہنمائی کی ہے کہ تمہاری اس مشکل کو حل کرنے کا واحد راستہ قتال فی سبیل اللہ میں ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَـذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيّاً وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيراً(النساء)

ترجمہ: اور تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اس شہر سے، جس کے رہنے والے ظالم ہیں، نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما۔

پس اے امت مسلمہ کے نوجوانو! اٹھو ہمت کرو اور مظلوم مسلمانوں کو ظالموں سے نجات دلاؤ، کیونکہ یہ مظلوم مسلمان ہم سے محمد بن قاسمؒ اور صلاح الدین ایوبیؒ کے کردار کا توقع رکھتے ہیں، وہ ہر روز کسی نئی اور بڑی خوشخبری کے انتظار میں زندگیاں بسر کرتے ہیں اور یہ مظلوم مسلمان مرد وعورت اور بچے یہ یقین رکھتے ہیں کہ عنقریب امت مسلمہ کا درد رکھنے والے نوجوان آکر ہم کو ان ظالموں سے نجات دلائیں گے۔

ہمیں ان منتظر اور امید رکھنے والوں کو مایوس نہیں کرنا چاہیئے، کیونکہ ان مظلوموں کے پاس ان امیدوں کے سوا کچھ بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسی مقصد کیلئے ہم کو جہاد وقتال فی سبیل اللہ کا حکم دیا ہے۔

جہاد وقتال کے ذریعے مظلوم مسلمانوں کی نجات کے علاوہ اسلام کی بالادستی، غازی کیلئے اجر وثواب اور شہید کیلئے لاتعداد ایسے انعامات ہیں کہ دوسرے اسے دیکھ کر رشک کریں گے اور شہید اللہ تعالیٰ کی دربار میں اس بات کی آرزو کریگا کہ مجھے دوبارہ زندہ کرکے دوسری مرتبہ شہادت کے بعد تیسری مرتبہ شہادت کیلئے زندگی نصیب فرما۔

اس سے معلوم ہوا کہ جہاد ہی تمام مشکلات کے حل کیلئے کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

امیر محترم عمر خالد خراسانی حفظہ اللہ کا مجاہدین کے نام پیغام

امیر محترم عمر خالد خراسانی حفظہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ حالات کے تناظر میں مجاہدین کے نام ایک عمومی پیغام تقریری شکل میں بیان دیا ہے۔ مفید مشوروں اور نیک نیتی پر مبنی یہ تقریر مجاہدین کی خدمت میں تحریری طور پیش کیا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کیلئے قابل استفادہ اور مشعل راہ ہو۔ یقیناً آج ایک ایسے دور میں کہ ایک طرف مسلمانوں پر دائرہ تنگ کیا جارہا ہے تو دوسری طرف مسلمانوں کو اندرونی طور پر انتشار سے دوچار کیا جاتا ہے اور اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کو اپنے ہدف تک پہنچنے سے پہلے ناکام بنانا چاہتے ہیں۔ ایسے میں جہادی قائدین کو ہوش کے ناخن لینا چاہئے اور اسوہ رسول پر عمل کرکے مفید مشوروں کو اپنا شیوہ بنالینا چاہئے۔

مسنون خطبہ پڑھنے کے بعد

پاک ومقدس جہادی سفر کے ساتھیو بھائیو اور بہنو: آج کے دور میں ساری دنیا والے عیش وعشرت میں زندگی گزارتے ہیں بہت سے مسلم نوجوان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور دنیا پرستی میں مبتلاء ہیں اللہ تعالیٰ کے دینی احکام سے غافل ہیں شراب اور دیگر منہیات کا ارتکاب ان سے سرزد ہوتی ہیں۔ اب ایسے حال میں کہ مسلمان ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہیں اور جہاد کے نام پر آپس میں جنگیں شروع کررکھی ہیں اور ہر ایک جماعت جو دوسری جماعت کے خلاف لڑتی ہے اپنے آپ کو غازی وشہید کا لقب دیتی ہے اور اپنی جنگ کو جہاد کا نام بھی دیتی ہے جبکہ مخالف جماعت بھی اپنے آپ کو شہید وغازی سمجھتی ہے اور ہر مخالف کو غیر شرعی تصور کرتی ہیں۔ ایسی صورت حال میں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک مرتد حکومت کی خلاف جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمادی ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا احسان تسلیم کرکے شکرگزار ہونا چاہئے اور پھر خصوصاً گذشتہ چند دنوں سے ہمارے مجاہد بھائیوں نے آپریشن الرعد کے نام پر جو کامیاب عملیات شروع کئے ہیں اور جو قربانیاں دیں تو میں تمام ساتھیوں کو مبارکباد دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اجر عظیم کی امید رکھتا ہوں اور یہ امید بھی رکھتا ہوں کہ اگر ہمارے ساتھی اس طرح کوشش کرتے رہے تو ان شاء اللہ اپنے مقاصد میں بہت جلد کامیاب ہوجائیں گے۔

اب جبکہ ہم نے ایک واضح کفر جو کہ نبوی ﷺ کے فرمان کے مطابق غزوہ ہند میں شامل ہونے والوں کیلئے خوشخبری ہے کے خلاف جہاد شروع کررکھا ہے کیونکہ یہ اسلام اور مسلمانوں کی صف اول کا دشمن ہے یہ وہ پاکستانی حکمران کافر ہے جس نے ہزاروں کی تعداد میں مجاہدین کو شہید کیا ہے اور ہزاروں مجاہدین کو جیلوں میں قید کرکے ان پر مختلف شکنجوں کے استعمال کو روا رکھا ہے جو امریکا کا ایک بڑا اپیٹو بھی ہے کہ اس کے استخباراتی اداروں اور فوجی اداروں کی بدولت کیوباجیل اب تک فعال اور مصروف ہے اسی طرح لال مسجد، سوات، باجوڑ، وزیرستان اور دیگر مختلف علاقوں میں بڑے پیمانے پر بڑے آپریشن میں یہ پاکستانی فوج ملوث ہے۔ پاکستان میں جو مظالم مظلوموں پر کیے جاتے ہیں ہم اس کو درجہ اول مظالم کہہ سکتے ہیں۔

اور غزوہ ہند کے بارے میں جو مسلمانوں کیلئے خوشخبری ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں دوگروہ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے نجات دے گا ایک وہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملکر دجال کے خلاف جنگ کرے گا تو اس وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کے بہت شکرگزار ہیں اور اس کا احسان مانتے ہیں کہ ہم کو یہ جہاد کرنا نصیب فرمایا کہ جس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا بلکہ سب اس پر متفق ہیں۔

مگر سب کو یہ علم ہونا چاہئے کہ جب بھی ہم نے دشمن کے خلاف عملیات پر توجہ مرکوز کی ہے تو مختلف مشکلات پیش آئے لیکن یہی جہاد کا راستہ اور اصول ہیں اور جہاد کیلئے پہلی شرط ہے کہ مشکلات درپیش ہونگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ جہاد وقتال تم پر فرض ہے لیکن اس میں تم پر مشکلات درپیش ہونگی اس میں کافی مخالفتوں اور نقصانات کا سامنا کرنا ہوگا آپ ﷺ کے دور میں آپ کے ساتھیوں میں کچھ ایسے لوگ تھے کہ جب بھی آپ ﷺ جہادی کاروائی کیلئے کوئی ترتیب بناتے تو منافقین اس میں مشکلات پیدا کرنے اور اختلاف ڈالنے کی کوشش کرتے اسی طرح جب بھی ہم نے جہاد میں کامیابی کیلئے کوئی ترتیب بنایا تو ہمارے راستے میں بھی رکاوٹیں کھڑی کردی گئی ہیں مگر یہ جہاد کا راستہ ہے اس میں ان مشکلات کا پیدا ہونا ممکن ہیں۔

انسی اور جنی شیطان اس میں رکاوٹیں پیدا کرتا رہے گا اور صرف یہ نہیں بلکہ ابتدا سے جب ہم نے جہاد کیلئے کوئی ترتیب بنائی ہے تو ضرور کوئی نہ کوئی رکاٹ سامنے آئی ہے آئندہ بھی ایسی مشکلات سے نمٹنے کیلئے آپ کو تیار رہنا چاہئے اس لئے کہ مشکلات، تکالیف اور مصائب جہاد کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس طرح کہ میں نے آیت کریمہ کا تلاوت کی جس کا مطلب یہ ہے کہ آیا آپ لوگ گمان کرتے ہیں کہ تم یو ں ہی جنت میں داخل کیے جاوگے اور تم پر پہلے جیسے لوگوں کا حال نہیں گزرے گا کیونکہ یہ لوگ کثرت مشکلات وتکالیف برداشت کرتے کرتے لرز چکے تھے یہاں تک کہ وقت کے نبیؐ اور اس کے ساتھیوں نے اندیشہ ظاہر کیا کہ اللہ تعالیٰ کب مدد ونصرت فرمائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ خبردار اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کا نازل ہونا بہت ہی قریب ہے تو جس طرح کہ آپ ﷺ کے زمانے میں یا اس سے پہلے زمانے میں مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچی ہیں یا اس کے بعد ان اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا ہوا ہے اسی طرح وہ تمام مشکلات ہمیں بھی درپیش ہونگی۔ فتوحات حاصل کرنا اور جنت میں داخل ہونا اتنی آسانی سے ممکن نہیں لگتا۔ آپ ﷺ جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین بندہ تھا وہ دس سال کے بعد اس پر کامیاب ہوا کہ مکہ کی فتح حاصل ہوئی تو یہ ایک لازمی بات ہے کہ ضرور مشکلات درپیش ہونگی جس طرح کہ پہلے سے مشکلات دیکھنے کا تجربہ ہے خصوصاً جب ہم نے پاکستان کے مرتد حکمران اور اس کے متعلقہ خطرناک مکار اداروں کے خلاف جہاد شروع کیا ہے تو مختلف قسم کی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑرہا ہے جو کہ وہ اپنے آلہ کاروں کے توسط سے کھڑی کردیتے ہیں کبھی سادہ لوح مسلمانوں یا سادہ لوح مجاہدین کے ہاتھوں ہم کو مصروف رکھنے کی کوشش جاری رکھتے ہیں تاکہ ہم کو جہاد کرنے کا موقعہ نہ ملے مگر یہ بات یاد رکھیں کہ چونکہ پاکستانی حکمران مرتد ہیں اور اس مرتد وظالم حکومت کے خلاف کسی بھی وقت جہاد ترک کرنے کا ارادہ ہرگز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہم نے اب تک جو قربانیاں دی ہیں اور جو شہداء نے اس مقصد کیلئے شہادتیں دی ہیں، اور جو عورتیں بیوہ ہوچکی ہیں، جو بچے یتیم

ہو چکے ہیں، ہماری املاک وجائیدادیں غصب اور ہمارے گھر مسمار ہو چکے ہیں، یا ہمارے جہاد کی وجہ سے دوسرے عام غریب نادار مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں اس کے باوجود پاکستانی مرتد حکمران کے خلاف جہاد ترک کر دینا ہرگز جائز نہیں، اور مجھے تمام ساتھیوں پر بھی یہ بھروسہ ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں پاکستان کے خلاف جہاد ترک نہیں کریں گے جب تک پاکستان میں اسلامی نظام حکومت قائم نہ ہو یہی ہمارا عقیدہ ونظریہ ہے کہ کسی بھی صورت میں پاکستان میں جہاد ترک نہیں کریں گے۔

بعض سادہ لوح مجاہدین کا خیال ہے کہ اب ہم پاکستان کے بجائے کسی دوسرے ملک میں جہاد کریں گے میں ایسے ساتھیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کب صحیح اور اسلامی ملک ہوا کہ اُس میں جہاد چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں جہاد شروع کیا جائے۔ پاکستان نے کب مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا ہے جو کہ پاکستان کے مختلف صوبوں کی جیلوں میں ہیں۔ خصوصاً سوات میں بٹ خیلہ، باجوڑ، مہمند اور وزیرستان سے تعلق رکھنے والے قیدیوں کو تم نے کب رہا کرائے ہیں کہ اب پاکستانی حکمرانوں کے خلاف جہاد کو خیر باد کہہ رہے ہو۔

میں تمام ساتھیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ میرا یہ عقیدہ ونظریہ ہے کہ اگر سارے ساتھی مجھے چھوڑ کر میں اکیلا رہ جاؤں تو میں اکیلا ہی پاکستان کے خلاف جہاد واعلان جنگ جاری رکھوں گا اُس وقت تک کہ جب میں شہید ہو جاؤں یا اِس ملک میں اسلامی نظام قانون نافذ ہو۔ اب ان شاء اللہ ہم ہرگز ان باتوں سے دھوکہ نہیں کھائیں گے کہ مختلف ناموں پر لوگ آکر مختلف بہانوں سے ہم کو جہاد پاکستان سے روک کر کسی دوسرے ملک میں لڑنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دیکھو اگر ہم اپنے مستقبل پر نظر رکھیں تو ہم کسی بھی صورت میں مشکلات سے نجات نہیں پا سکتے کہ پاکستان میں جہاد چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں مصروف جہاد ہوں اور یا مرتدین سے صلح مصالحت اور مجاہدین سے جنگ کریں یہ مسلمانوں کی کمزوری کا سبب ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ آپس میں نزاع اور اختلاف نہ کرو اس سے تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب ختم ہو جائے گا۔

تو ایسی صورت حال میں کہ جب ہم مجاہدین کے خلاف جنگ شروع کریں اور مجاہدین ہی کے خلاف مورچے سنبھالے ہوئے ان پر اقدام کریں اور پھر اپنے آپ کو مجاہد، غازی اور شہید سمجھ کر بیٹھیں۔ افسوس اور لعنت ہو اس قسم کی سوچ پر جو کہ اس الٰہی حکم کے باوجود اپنے آپ کو مجاہد تصور کرتا ہو حالانکہ اس نے تو کفار کے بجائے مجاہدین کے خلاف جنگ شروع کر رکھی ہے اور یہ ارادہ رکھتا ہے کہ میں اس جہادی تنظیم کو ختم کر کے رکھ دوں اور اسلامی خلافت کو خطے میں قائم کروں گا۔ جب اس کا یہ عقیدہ ہے تو وہ کیا خاک اسلامی خلافت افغانستان یا پاکستان میں قائم کرے گا۔ دیکھو فتح اللہ ہی کی مدد سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت حاصل کرنے کیلئے یہ شرط ہے کہ تم لوگ آپس میں جنگ، جھگڑوں، فرقہ بندیوں سے پرہیز کرو۔ اور جو شخص مجاہد کے خلاف بولتا ہو تو یہ اختلاف نہیں تو اور کیا ہے؟ اور کیا یہ اختلاف کا آخری درجہ نہیں؟

مگر یہ بات یاد رکھیں اور میں نے بھی اپنے اوپر یہ فرض کر رکھا ہے کہ چونکہ پاکستانی حکمران مرتد ہیں اور اس مرتد وظالم حکومت کے خلاف کسی بھی وقت جہاد ترک کرنے کا ارادہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہم نے اب تک جو قربانیاں دی ہیں اور جو شہداء نے اس مقصد کیلئے شہادتیں دی ہیں، اور جو عورتیں بیوہ ہو چکی ہیں، جو بچے یتیم ہو چکے ہیں۔ ہمارے املاک وجائیدادیں غصب اور ہمارے گھر مسمار ہو چکے ہیں یا ہماری جہاد کی وجہ سے دوسرے عام مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں اور نادار اور غریب لوگ تھے ان کو بھی پاکستانی فوج نے نقصان پہنچایا ہے،

اکثر سادہ لوح مجاہدین اور قائدین کی توسط سے جب کوئی کفری ادارہ کسی جہادی تنظیم کو مٹانا یا کم از کم کمزور کرانا چاہتا ہو تو اس کیلئے غیر شعوری طور پر اپنے ساتھیوں کی ذہن سازی کرتے ہیں کہ اس تنظیم میں فلاں فلاں نقص اور ارتداد ہے اور کسی نہ کسی بہانے سے اس تنظیم کی ارتداد کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حالانکہ ہم بھی پوری مہارت سے کسی مخلص مؤمن یا تنظیم کے کردار میں کیڑے نکال کر ارتداد کو دلائل کے ساتھ ثابت کر سکتے ہیں اور پھر ان کے خلاف اعلان جنگ کریں گے لیکن یہ کہاں جائز ہے کہ ہم ایسا کریں جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہے یا اس عادت سے مجبور ہیں کہ جب کسی کے خلاف جنگ کرنا چاہتا ہو تو اپنی جنگ کو جواز فراہم کرنے اور زیر اثر مجاہدین کو قائل کرنے کیلئے ایسا اقدام کر بیٹھتے ہیں اور مجاہدین کو مردار کا لقب دینا اور اپنے آپ کو شہید وغازی کہنا شروع کر دیتا ہے کہ یہ جہادی تنظیم والے مرتد ہو چکے تھے اور فلاں فلاں باتیں ان کے اندر ارتداد کی تھیں۔ اب ایسی صورت حال میں کہ جب ایک مجاہد دوسرے مجاہد کے خلاف بندوق اٹھا کر مورچہ زن ہو تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ اس طمع بے جا میں ہے اور اس کو یہ توقع نہیں کرنا چاہئے کہ میں نظام خلافت قائم کروں گا۔ آپ دیکھیں آپ ﷺ اور خلفاء راشدین کی تاریخ پر نظر ڈالیں کہ جب حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا آپس میں اختلاف ہوا حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے نزدیک ایک متفقہ امیر المؤمنین تھے لیکن پھر بھی وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کے حامی نہیں تھے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کیا تو اس وجہ سے مجبوری کے تحت ایک جنگ واقع ہوئی جس کے نتیجے میں شام ومصر میں الگ الگ حکومتیں قائم ہوئیں مگر حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام تابعین وتبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مسلمانوں کے خلاف خلافت کی تکمیل کیلئے اسلحہ نہیں اٹھایا ہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کی مخالفت میں تقریباً سولہ ہزار کی تعداد میں خوارج جمع ہوئے اور خلیفہ وقت سے نہ صرف یہ کہ بغاوت کیا بلکہ حضرت علیؓ کو نعوذ باللہ مرتد ٹھہرایا مگر پھر بھی حضرت علیؓ نے ان کے خلاف اعلان جنگ نہیں کیا حضرت علیؓ نے مصالحت ومفاہمت کا راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ مخالفین کی تعداد گھٹ کر صرف ایک ہزار باقی رہ گئی اس کے بعد بھی حضرت علیؓ نے مصالحت کی کوشش جاری رکھی کیونکہ جو مسلمان ہو، اس کے خلاف اقدام کرنا نہ صرف مجاہدین پر بلکہ تمام امت مسلمہ پر ایک بُرا اثر مرتب کرتی ہے اور کسی بھی مسلمان کے حق میں مفید نہیں حضرت علیؓ نے ان ایک ہزار افراد پر مشتمل گروہ کے پاس بات چیت ومفاہمت کی غرض سے ایک قاصد بھیجا جب قاصد وہاں پہنچا تو مخالفین نے قاصد کو شہید کر ڈالا اور بات حد سے نکل گئی اس وجہ سے مجبوراً جنگ واقع ہوئی۔

اب جبکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خلاف ہتھیار اٹھاتا ہے تو اس کو یہ طمع توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ اسلام کا بول بالا ہوگا۔ سارے ساتھیوں کو غور سے سن لینا

چاہئے کہ ہم نے بہت تکالیف برداشت کی ہیں اور ہماری وجہ سے عوام پر اور ان کے بچوں، عورتوں پر مشکلات کے پہاڑ گرائے گئے ہیں اب دشمن سے مقابلہ کرنے کے بجائے آپس میں اختلاف نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے اصل ہدف تک پہنچنے پر توجہ دینا چاہئے۔اور اس کیلئے طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ ایک دوسرے سے پیار و محبت سے پیش آئیں اور ہر اس کام سے پرہیز کا اہتمام کریں جس سے مجاہدین کے اندر اختلاف بڑھتا ہو۔اپنے اندر اخلاص ،تقویٰ ،ذکر و اذکار کی عادت پیدا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ مدد و نصرت کرے۔اور بیت المال میں اسراف کرنا اور اس کا اچھی طرح خیال نہ رکھنا یا غنیمت کا شرعی طریقہ سے استعمال نہ کرنا بہت گناہ ہے آپ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص قتل ہوا صحابہ کرام نے اس کو شہید کہا مگر آپ ﷺ نے اس کو اس وجہ سے شہید نہیں فرمایا کہ اس نے جوتے کے ایک تسمہ کو مال غنیمت میں سے اٹھا کر چھپا یا تھا۔اس حکم کے باوجود اگر کوئی ایسا کرے اور پھر بھی یہ یقین کرتا ہو کہ میں غازی ہوں یا جہاد کر کے فتح و کامیابی حاصل کروں گا یہ بہت دور کی بات ہے۔

اس لئے بیت المال اور مجاہدین کے دیگر سامان جس میں اسلحہ اور بیت المال میں شامل تمام اشیاء کا خیال رکھیں۔تا کہ شرعی معیار پر پورا اُتر کر ہمارا جو ہدف ہے اس تک پہنچ سکیں اور شریعت وخلافت کو قائم کر سکیں اور جب تک ہم اس مقصد میں کامیاب نہ ہوں اس وقت تک ان شاء اللہ آرام سے نہیں بیٹھیں گے اور اپنے ہدف تک پہنچنے کی کوشش جاری رکھیں گے اور اگر کسی کا یہ خیال ہو کہ ہم کو مختلف بہانوں، دلائل، اور مختلف ناموں سے جہاد پاکستان سے منع کرنے پر قائل کیا جائے گا تو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

ہوسکتا ہے کہ اس بات سے بہت ساتھی بے خبر ہوں مگر بہتوں کو یہ علم ہے کہ حکومت پاکستان کی طرف سے مختلف قسم کی تدبیریں اور فریب کاری مجاہدین کی صفوں میں سرایت کر گئی ہیں کہ پاکستانی مجاہدین کا رخ پاکستان سے جنگ کرنے کے بجائے افغانستان یا کسی دوسرے ملک کی طرف موڑ دیا جائے وہ اس کوشش میں مصروف ہیں کہ کسی نہ کسی طریقہ سے پاکستان کو جنگ سے نجات دلائے۔مگر یہ بات یاد رکھیں اور ایک مضبوط عہد کریں کہ ہم پاکستان کے خلاف جنگ سے کسی بھی وقت اور کسی بھی صورت میں دستبردار نہیں ہونگے، اگر چہ ہمارا دشمن ہزار کوشش کرے اس لئے کہ یہ اتنا ظالم خطرناک مرتد حکمران اور ظالم فوج ہے کہ ان کی چالاکی، فریب کاری سے کوئی بھی مسلمان محفوظ نہیں چاہے وہ مسلمان شام وعراق میں ہو، یا افغانستان و پاکستان میں ہو بلکہ مجاہدین اسی پاکستانی حکمرانوں کے ہاتھوں ایک دوسرے سے بے اتفاقی کا شکار اور ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں۔

اگر ہم سب ملکر یہ عہد کریں کہ پاکستان کے خلاف جنگ کو ہر صورت میں جاری رکھیں گے تو یہ ہماری کامیابی کا ضامن ہے اور یہ بات بھی یاد رکھو کہ میدان جہاد کو گرم رکھیں گے اور کبھی سرد نہیں ہونے دیں گے اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنگ کو تیز رکھو اس تیز جنگ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد و نصرت کا نزول ہوتا ہے جیسے کہ گذشتہ مہینوں میں ساتھیوں نے میدان جہاد کو گرم رکھا اور تیز کاروائیاں کیں اگر ہم اسی طرح میدان جہاد کو مزید گرم کر دیں تو اللہ پاک یہ تمام رکاوٹیں دور فرمائے گا اگر چہ میں تو بذات خود حد سے بڑھ کر اس بات پر مطمئن ہوں کہ ضرور اللہ تعالیٰ ہم کو فتح نصیب کرے گا کہ پاکستان میں ہمارے ہاتھوں سے شریعت ونظام خلافت قائم ہوگا میں آپ کو اس بات کی بشارت دیتا ہوں۔

اگر ہمیں وقتی طور پر کچھ مشکلات اور رکاوٹیں درپیش ہیں تو پریشان نہ ہوں ایسے ہی مشکلات آپ ﷺ کو بھی درپیش تھیں جو کہ سیرت نبوی میں آپ پڑھ کر معلوم کر سکتے ہیں مگر جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اللہ تعالیٰ اُس کو فتح نصیب فرما دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کا وعدہ فرمایا ہے کہ اگر تم نے تقویٰ اختیار کیا تو تم کو فتح دوں گا جسے تم پسند کرتے ہو۔میں تمام ساتھیوں سے ایک عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ ساری توجہ جنگ پر مرکوز رکھیں اور جہاں بھی میرا کوئی ساتھی ہو سب کو اس بات کی اجازت ہے کہ جتنی طاقت ہو وہ اپنے دشمن پر صرف کرے چاہے وہ کوئی بھی ترتیب شدہ طریقہ کار ہو یعنی وہ مائن کاری ہوں یا کمین گاہیں ہوں یا چریکی تعارضی پروگرام ہو یا فدائی حملے ہوں اور دشمن کو جہاں بھی کسی جگہ پاؤ قتل کرو سارے ساتھیوں کو بلا تفریق یہ امر جاری کیا جاتا ہے کہ پاکستانی حکمرانوں اور اداروں میں جو بھی ہے اس کے خلاف جنگ کیلئے اٹھو۔اگر آپ لوگ ان مشکلات و مسائل و اختلافات سے جان چھڑانا چاہتے ہو تو جنگ تیز کرو اگر فتنوں سے آمان چاہتے ہو تو جنگ تیز کرو بس یہی اس کا واحد حل ہے کیونکہ یہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا وعدہ ہے کہ ہم کو مشکلات سے نجات دلائے گا۔

اگر آپ ساتھیوں کے درمیاں محبت و بھائی چارے کے یا مدد و نصرت کے طلبگار رہوں تو بس جنگ کو تیز کرو کیونکہ یہ مقصد کے حصول کیلئے پہلا مرحلہ ہے آپ نے گذشتہ مختلف جنگوں میں دیکھا ہوگا کہ کئی مرتبہ ساتھیوں کو ملائک کی موجودگی کا احساس ہو چکا ہے کہ اسکی برکت سے فتح حاصل ہوئی ہے اکثر ساتھیوں کو یہ معلوم ہے اور وہ امداد تیز جنگوں کے دوران دیکھنے میں آئی ہے جبکہ نارمل اور آہستہ رفتار جنگوں میں ساتھی بزدل ہو جاتے ہیں اور مختلف مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں اسکے علاوہ جنگ میں اقتصادی صورت حال بہتر ہو جاتی ہے غنیمتوں کی فراوانی افرادی قوت میں اضافہ اور مجاہدین کو مزید تقویت پہنچنے کا باعث ہے۔

الغرض تمام مشکلات چاہے وہ جس نوعیت کی بھی ہوں ختم ہو جاتی ہیں اس لئے کہ یہ ایک پاکیزہ جہاد ہے اور خصوصاً موجودہ پاکستان کے خلاف جہاد پر تو امت مسلمہ کے تمام علماء کرام متفق ہیں اور اس میں کوئی شک شبہ نہیں۔البتہ جیسا کہ میں نے تقریباً ایک سال پہلے ساتھیوں کو بتایا تھا کہ آپس میں جنگوں سے بچو اگر مجاہد کے نام کوئی تم پر چڑھائی کرے تو اس پر فائر نہیں کرنا ہے میں کسی کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اگر کوئی تم کو لڑنے پر مجبور کرتا ہے تو تم وہ جگہ چھوڑ کر دوسرے مقام پر چلے جاو لیکن ہرگز اس کے خلاف لڑنا نہیں جو بھی مجاہد کے نام سے معروف ہو اور جہاں کہیں کا بھی ہو اس کے خلاف مت لڑو چند دن پہلے کی بات ہے کہ ایک ساتھی تھا جس نے میرے ساتھ بدکلامی کی تھی جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو میں نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گلے لگایا تو دیگر ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ اس نے تو تیرے ساتھ بہت بدکلامی کی تھی جسکی وجہ سے آپ بہت پریشان تھے مگر اب تم نے بہت اخلاص کا مظاہرہ کیا میں نے جواب میں کہا کہ ایک ایسے لوگوں سے ہماری دشمنی ہے جو پاکستانی فوج کہلاتی ہے اور جو دنیا میں ایک مضبوط پوزیشن کی حیثیت رکھتی ہے اُس بڑی دشمنی کی ہوتے ہوئے میں اپنے مجاہد بھائی سے چاہے وہ کسی بھی جہادی تنظیم سے وابستہ پاکستان میں ہو یا افغانستان میں ہو یہ میرا عہد ہے کہ اس کے خلاف دشمنی نہیں رکھتا اور میں کسی بھی صورت میں اس کے ساتھ لڑنے کو تیار نہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 13 پر

دارالافتاء سے جواب

پولیو کے بارے میں ادارۃ التحقیق والمعارف کا متفقہ شرعی فتویٰ جو کہ ایک سائل کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ پولیو جو کہ درحقیقت علاج نہیں بلکہ ظاہری و باطنی امراض کی جڑ ہے تو دوسری طرف پولیو قطروں کا اصل مادہ حرام اور ناجائز جانوروں کی گردوں سے تیار کیا جاتا ہے اور یہ قطرے بچے کو ایسی صورت میں پلوائی جاتی ہیں کہ بچہ صحتمند اور تندرست ہوتا ہے اور آیندہ وقت میں کسی بیماری کا لاحق ہونا غیر یقینی ہے اور وہم کی بنیاد پر حرام چیزوں کا استعمال شریعت میں جائز نہیں ایسے میں تو ڈاکٹر حضرات بھی ادویات کے استعمال سے منع کرتے ہیں درج ذیل فتویٰ میں پولیو کی شرعی تحقیق کے ساتھ ساتھ طبی تحقیق بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: محترم و مکرم جناب مسئول و اراکین ادارۃ التحقیق والمعارف۔ آپ حضرات درج ذیل مسئلے کے بارے میں وضاحت فرمائیں کہ پولیو کے قطرے بچوں کو پلانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو پھر اس کے بند کرنے کیلئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے جبکہ پولیو کی تحقیق درج ذیل ہے۔ اگر ہم ٹی وی چلائیں یا کوئی اخبار اٹھا کر دیکھیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ جیسے پاکستان میں پائی جانے والی سب سے بڑی مصیبت پولیو ہے۔ لیکن دوسری طرف دیکھیں تو ملک میں اس سے بڑے بڑے مسائل موجود ہیں۔ یہ ملک غربت کے لحاظ سے ۱۷۷ ملکوں میں سے ۱۳۶ ویں نمبر پر ہے زچہ و بچہ کی صحت کے حوالے سے صورت حال انتہائی تشویشناک ہے ۱۰۰۰ میں سے ۵۷ بچے پیدائش کے وقت مر جاتے ہیں جبکہ ۱۰۰۰۰۰ میں سے ۲۶۰ مائیں زچگی کی دوران فوت ہو جاتی ہیں۔ پولیو پاکستان میں سب سے اہم بیماری نہیں ہے ۲۰۱۳ء کے دوران پاکستان میں تپ دق کے ۲۹۸.۹۸۱ مریض دیکھے گئے ہیں جبکہ اسی پاکستان میں ہیپاٹائیٹس بی اور سی کا وائرس ایک کروڑ تیس لاکھ لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ بچوں کی اموات کا سبب بننے والی سب سے مہلک بیماریاں اسہال اور نمونیہ ہیں جن کے باعث سالانہ ۱۴۴۴۰۰ بچے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں ان سب گھمبیر مسائل کے تناظر میں جب ہم پولیو کا مشاہدہ کرتے ہیں تو یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ پولیو جس پر حکومت نے بے پناہ توجہ اور وسائل جھونک رکھے ہیں اس سے ۲۰۱۵ء سال محض ۲۰۲ بچے متأثر ہوئے ہیں ان متاثرہ بچوں سے بھی بیشتر صحت یاب ہو جائیں گے صرف چند بچوں کو معذوری ہو گی جبکہ شاذ و نادر ہی کوئی بچہ پولیو کی وجہ سے فوت ہوا ہوگا۔ یہ حقائق ہر باشعور شخص کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ یہ سیاستدان کھلاڑی میراثی اور فنکار محض چند بچوں کو معذوری سے بچانے کیلئے اتنی تگ و دو کر رہے ہیں لیکن دیگر اہم مسائل اور مہلک بیماریوں کو نظر انداز کر رہے ہیں یقیناً یہ معاملہ مشکوک ہے۔

بہتر سمجھنے کیلئے سب سے پہلے پولیو ویکسین کی تاریخ اور اس کی اصل مادہ کے بارے میں تحقیق ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ویکسین کس چیز سے تیار کی جاتی ہیں؟ سب سے پہلے پولیو ویکسین کو ۱۹۵۲ء میں ٹیکے کی صورت میں ایجاد کیا گیا اور اسے ایجاد کرنے والا ایک امریکی یہودی جوناس سالک (jonas salk) تھا اس ویکسین کے اندر پولیو کے مردہ جراثیم استعمال ہوتے ہیں۔ پلائے جانے والے پولیو کے قطرے سب سے پہلے ۱۹۵۷ء میں ایک اور امریکن یہودی البرٹ سیبن (albrt sabin) نے ایجاد کیے اور ٹیکے کے برعکس ان قطروں میں پولیو کے زندہ جراثیم استعمال ہوتے تھے اب دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ۱۹۸۸ء میں دنیا بھر میں پولیو کے مریضوں کی تعداد ۳۵۰۰۰۰ تھی اور ویکسین کے ذریعے گھٹ کر ۲۰۱۲ء میں ۲۲۳ رہ گئی پاکستان میں پولیو ویکسین پلانے کا کام روٹری فاؤنڈیشن (rotry foundation) اور بل اینڈ ملنڈا فاؤنڈیشن (bil and melinda gates foundation) نامی تنظیمیں کر رہی ہے۔ لہٰذا یہ یہود و نصاریٰ آکر ہمارے بچوں کی بھلائی کیلئے ہمیں مشورے دیتے ہیں تو ہم بہت محتاط ہو جاتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ بعض مخصوص حالات میں ویکسین کے ذریعے بیماری سے بچاؤ کیا جا سکتا ہے لیکن ہمارے خدشات کی وجہ در اصل وہ لوگ ہیں جو پاکستان میں پولیو مہم چلاتے ہیں مثلاً روٹری فاؤنڈیشن ایک اور تنظیم فری میسن سے منسلک ہے جو کہ انتہا پسند یہودی جماعت ہے۔

بہتر سمجھنے کیلئے سب سے پہلے پولیو ویکسین کی تاریخ اور اس کی اصل مادہ کے بارے میں تحقیق ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ویکسین کس چیز سے تیار کی جاتی ہیں؟ سب سے پہلے پولیو ویکسین کو ۱۹۵۲ء میں ٹیکے کی صورت میں ایجاد کیا گیا اور اسے ایجاد کرنے والا ایک امریکی یہودی جوناس سالک (jonas salk) تھا اس ویکسین کے اندر پولیو کے مردہ جراثیم استعمال ہوتے ہیں

بل اینڈ ملنڈا ادارے کے سربراہ بل گیٹس (bil gates) نے ۲۰۱۰ء میں ایک اجلاس (innovating to zero) منعقد کروایا جس میں وہ عالمی سطح پر کاربن ڈائی اکسائیڈ کی سطح کو درجہ صفر پر لانے کیلئے مختلف تجاویز دے رہا تھا اس نے کہا۔ آج دنیا کی آبادی ۶.۸ ارب نفوس پر مشتمل ہے جو کہ کچھ عرصہ تک ۹ ارب تک پہنچ جائے گی اگر ہم ویکسین اور صحت عامہ اور خاندانی منصوبہ بندی پر خصوصی توجہ دیں تو ہم دنیا کی آبادی کو ۱۰ سے ۱۵ فیصد تک کم کر سکتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولیو ویکسین میں ایسے اجزا بھی ہیں جن سے دنیا میں آبادی کا تناسب کم ہو سکتا ہے۔ روایتی طور پر پولیو ویکسین کو بندر کے گردوں کے ذریعے بنایا جاتا ہے اور ماضی میں ایسے واقعات دیکھنے کو ملے ہیں کہ بندر کے گردے سے بنائی ہوئی ویکسین کے ذریعے بندروں کی بیماریاں انسانوں میں منتقل ہو گئیں مثلاً بندروں میں قدرتی طور پر ایک وائرس پایا جاتا ہے جس کا نام (simian virus40) ہے بندروں کے گردوں سے بنائی گئی پولیو ویکسین جب انسانوں کو دی گئی تو اس وائرس نے دماغ ہڈیوں پھیپھڑوں و پیٹ کی جھلی اور خون کے سرطان پیدا کرنا شروع کر دئے اور ماہرین کا یہ بھی خیال ہے کہ بندر کے اعضاء سے تیار کردہ ویکسین بندر سے انسان میں ایڈز کا مرض پھیلانے کا باعث بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے متعلق بھرپور حوالہ جات موجود ہیں لیکن طوالت کی خوف سے ہم نے مختصر ذکر کیا۔ آپ حضرات جواب دے کر عند اللہ ماجور ہونگے۔

والسلام ابو عبیدہ

الجواب بعون الملک الوھاب

محترم ابوعبیدہ صاحب آپ نے پولیو ویکسین کے بارے میں حقائق بیان کر کے ایک دردمند مسلمان کے حیثیت سے جواب طلب کیا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ جزاءِ خیر دے دراصل مریض یا بیمار کیلئے علاج معالجہ سنت نبوی ﷺ ہے لیکن یہ صرف اس صورت میں کہ جب ایک بندہ کسی مرض میں مبتلا ہوا ب جبکہ بچہ بیمار ہی نہیں تو ایسی صورت میں علاج کرنا کسی بھی صورت میں مفید نہیں چہ جائیکہ وہ کسی ایسی چیز سے علاج کرے جو بذات خود حرام ہو اور قبل از وقت بھی ہو۔ایسی حرام اشیاء کے ذریعے علاج کرنے کی متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

عن ابی الدرداءؓ عن النبی ﷺ قال ان اللہ خلق الداء والدواء فتداووا ولا تداووا بحرامٍ (اخرجه ابو داود :کتاب الطب)

ترجمہ: ابی الدرداءؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیماری اور اس کیلئے دوائی دونوں کو پیدا کیا ہے (جب تم لوگوں کو بیماری لاحق ہو) تو علاج کیا کرو حلال چیزوں سے اور حرام چیزوں سے علاج نہ کرو۔

اس لئے کہ حرام اشیاء میں کوئی شفا نہیں ہوتی جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے

عن ابن مسعودؓ ان النبی ﷺ قال ان للہ لم یجعل شفاء کم فیما حرم علیکم ۔(تفسیر ابن کثیر)

ترجمہ: ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایسی چیز میں شفاء نہیں رکھی ہے جو کہ حرام ہو۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ نجس چیز میں شفاء نہیں ہے لقوله علیه السلام ان الله لم یجعل شفاء أمتی فیما حرم علیها او ـــ؛؛لا شفاء فی نجسٍ ؛؛

(المجموع للنووی، الجامع احکام القرآن)

اور نجاست بذات خود ایک بیماری ہوتی ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ولھذا جاء فی الحدیث الصحیح عن رسول لله ﷺ قال عباد الله تداووا ولا تداووا بحرامٍ وفی لفظٍ آخر ان الله لم یجعل شفاء کم فیما حرم علیکم وصح عنه ان رجلاً سئله عن الخمر یصنعها للدواء فقال له النبی ﷺ لیست بدواءٍ ولکنها داء (الفتویٰ الذھبیة فی الرقی الشرعیه)

ترجمہ: اس وجہ سے حدیث صحیح میں نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ اے اللہ کے بندوں بیماری کی صورت میں علاج کرو لیکن حرام سے نہیں اور دوسری جگہ ہے کہ اللہ نے کسی حرام میں شفاء نہیں رکھی ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ وہ شراب کو علاج کی غرض سے تیار کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دواء نہیں بلکہ یہ خود بیماری ہے۔

الثالث :ان اصل التداوی مشروع ولیس بواجبٍ فلا یجوز ارتکاب محظورٍ من أجل فعلٍ جائزالرابع ان زوا ل المرض مظنون بدواء المباح واما بالدواء المحرم فمتوھم فکیف یر تکب الحرام لأمرٍ متوھم ؟(تفسیر ابن کثیر)

ترجمہ: تیسرا یہ کہ علاج جائز ہے اور واجب نہیں پس کسی جائز کام کیلئے ناجائز کام کیسے کیا جا سکتا ہے اور چہارم یہ کہ مباح دوائی کے ذریعے بیماری کا ختم ہو جانا یقینی نہیں اور ہر چہ حرام سے علاج ہے تو یہ وہم پر مبنی ہے پس حرام کو کس طرح ایک ایسی چیز کی خاطر استعمال کیا جاتا ہے جو کہ درحقیقت وہم ہو۔

درج بالا تمام احادیث صحیحہ سے بخوبی ثابت ہوا کہ حرام چیزوں میں شفاء نہیں اور شریعت نے ہم کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ انسانوں کیلئے ایسے علاج میں کوئی فائدہ نہیں اور نہ اس سے کسی مریض کو فاقہ ہو سکتا ہے۔اس کے علاوہ پولیو قطروں سے علاج ایک ایسے ممکنہ بیماری کیلئے جس کا امکان بہت کم ہوتا ہے اور فی الوقت تو سرے سے موجود ہی نہیں اور مستقبل میں امکان کے طور پر وہم کی بنیاد پر قائم ہے جس کیلئے شریعت میں کوئی حیثیت نہیں اور نہ ہی اس قسم کی امکانات کی خوف سے حفظ ما تقدم کے طور پر کچھ اقدامات کرنا لازمی ہوتا ہے زندہ انسانوں کو ہمہ وقت کوئی نہ کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے لیکن کہیں بھی ہوشیار سے ہوشیار ترین لوگوں نے بھی ایسی کوئی تدبیر اختیار نہیں کر رکھی ہے کہ مستقبل میں خدا نا خواستہ ہمیں کوئی بیماری یا ہلاکت درپیش نہ ہو ایسے میں تو ان لوگوں کو ہر وقت یہ خطرہ ہوتا ہے جو ہوائی جہازوں اور مختلف قسم کی تیز رفتار گاڑیوں بحری بیڑوں میں سفر کرتے ہیں یا وہ لوگ جو کہ بڑے اور اونچے اونچے پہاڑوں کے قریب قریب سکونت پذیر ہیں ان کو تو ہر وقت اچانک حادثہ درپیش ہو سکتا ہے کہ بڑے بڑے پہاڑوں کے قریب رہنے والوں پر پہاڑی تودے گر سکتے ہیں اور کئی بے شمار مرتبہ ایسا ہوا بھی مگر کسی نے ان مذکورہ چیزوں سے پرہیز نہیں کی اور پرہیز نہ کرنے والوں کو کسی نے ملامت بھی نہیں کیا۔اب جبکہ یہ ثابت ہے کہ پولیو قطرے بندر کے گردوں سے تیار کی جاتی ہیں تو لامحالہ قرآن وسنت کی روشنی میں ایسا علاج جائز نہیں۔

اس کے علاوہ پولیو کے قطرے ان بچوں کو پلائی جاتی ہیں جن کی عمریں پانچ سال یا اس سے کم ہو اور اس وقت بچہ سو فیصد تندرست ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بچے کو آیندہ کوئی بیماری لاحق نہ ہو یعنی مستقبل میں اس بات کا امکان ہے کہ بچہ پولیو سے دوچار ہو اس کو وہم کہتے ہیں اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا نام اس کیلئے تجویز نہیں کیا جا سکتا شریعت مطہرہ میں وہم کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ یہ شریعت اسلامی کا قاعدہ کلیہ ہے۔

لا عبرت للتوھم (درالحکام شرح مجلة الاحکام الماده ٧٤)

یعنی وہم کیلئے کوئی اعتبار نہیں۔کیونکہ وہم وہم ہی ہوتا ہے اور کبھی وہم کا درست ثابت ہونا صحیح نہیں۔

ہر ڈاکٹر پر لازم ہے کہ وہ مریض کا علاج کرتے وقت مریض سے اجازت

لے کر علاج کرے وہ مریض یا اس کے وارث کے اجازت کے بغیر علاج نہ کرے ورنہ ہر قسم نقصان کا ذمہ دار ہوگا جبکہ پولیو قطرے مریض یا اس کے وارث کی اجازت کے بغیر پلوائی جاتی ہیں اور اگر کوئی والدین اپنے بچوں کو پولیو قطرے پلانے سے انکار کرے تو حکومت کا پورا عملہ حرکت میں آجاتا ہے اور پولیو قطرے نہ پلانے والوں کو ایک نامعلوم مدت تک قید میں رکھا جاتا ہے اور جرمانہ بھی لگاتے ہیں اس کے علاوہ ایسے والدین پر مجاہدین سے تعلق کا بھی شبہ ہوتا ہے۔ ایسا کرنا شریعت کی رو سے قطعاً جائز نہیں اور فقہاء کرام نے جو تصریح کی ہے وہ یہ ہے۔

والحاجة داعية الىٰ تقدم الا ذن عن العمل الطبى وذالك من وجهين :الاول انه لايحق لأ ىّ انسانٍ ان يتصرف فى جسم انسانٍ آخر بغير اذنه فأ نه اعتداء عليه وقد قرر الفقهاء انه لا يجوز لأ حدٍ ان يتصرف فى ملك الغير او حقه بلا اذنٍ ومنافع الأ نسان و أطرافه حق له ـ

(الأ ذن فى اجراء العمليات الطبيه احكامه و أثره ص ٣٤)

ترجمہ: ضرورت اس بات کی ہے کہ طبی عملیات سے پہلے مریض کی اجازت ہو مریض کی اجازت دو وجوہات کے بنا پر لازمی ہے اول یہ کہ کسی انسان کا حق نہیں بنتا کہ وہ دوسرے انسان کے اجازت کی بغیر اس کے جسم میں کوئی تصرف کرے اس لئے کہ یہ تجاوز شمار کیا جاتا ہے اور فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ کسی کیلئے جائز نہیں کہ ملک غیر یا حق غیر میں تصرف کرے اور انسان کی اعضاء اور اطراف تو اسی کی ملکیت ہیں۔

اسی طرح اگر طبیب نے مریض یا اس کے وارث کی اجازت کی بغیر کوئی عمل کیا تو ذمہ دار ہوگا اور مریض یا اس کا وارث اس ڈاکٹر سے پوچھنے کا حقدار ہوگا۔

فقد عاقب النبى ﷺ من داواه بعد نهيه عن ذالك والعقوبة لا تكون الا بسبب تعدٍ وهذا يوضح ان اذن المريض ضرورى لاجراء التداوى فأ ذا رفض التداوى فله الحق فى ذالك ويكون اجباره على التداوى تعدياً

(الاذن فى اجراء العمليات الطبيه احكامه واثره ص٨)

ترجمہ: آپ ﷺ نے قابل سزا ٹھہرایا ہر اس شخص کو جو ممانعت کے بعد بھی ایسا علاج کرتا ہے اور سزا کسی متعدی سبب کی وجہ سے ہوتا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ مریض (یا وارث) کی اجازت علاج میں لازمی ہے اور جب اجازت کے بغیر کوئی طبیب علاج کرے تو اس مریض کا حق بنتا ہے کہ اپنا حق طلب کرے کیونکہ اس نے گویا ادویات جبراً استعمال کرائے ہیں اور یہ تجاوز ہے۔

چونکہ پولیو قطرے غیر مسلم بلکہ مسلمانوں کے دشمنوں نے تیار کئے ہیں اور غیر مسلم خصوصاً یہودی قطعاً مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ان لوگوں سے علاج کرنے میں بھی شریعت نے احتیاط کو ملحوظ رکھا اور اشد ضرورت کے علاوہ اجازت نہیں چنانچہ فقہاء کرام رحمھم اللہ نے لکھا ہے۔

يكره ان يتداوى المسلم عند طبيبٍ نصرانيٍ او يهوديٍ لغير ضرورة لأنه غير مأمون فينبغى أن لا نأمنهم وخونهم الله تعالىٰ ولا يجوز التداوى عند غير المسلمين الا بشرطين الاول الحاجة اليهم والثانى الأمن من مكرهم

(مسائل فى التداوى والرقٰى ص ٥)

ترجمہ: نصرانی و یہودی طبیبوں کے ہاں بغیر ضرورت علاج کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ ان کے شر سے مسلمان محفوظ نہیں اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے خیانت کی ہے اور غیر مسلم طبیب سے علاج کرنا دو شرائط کے علاوہ جائز نہیں اول یہ کہ سخت ضرورت اور دوم یہ کہ غیر مسلم طبیب کی شر سے محفوظ ہونا یقینی ہو۔

جس طرح کہ تحقیق سے ظاہر ہے کہ پولیو قطرے حرام جانوروں کے گردوں سے تیار کیا جاتا ہے اور یہ کہ بیماری سے قبل یہ قطرے پلائی جاتی ہیں اس کے علاوہ بغیر اجازت اور زبردستی پلوائی جاتی ہیں تو ایسی صورت میں قرآن وسنت اور اقوال فقہاء کی روشنی میں یہ علاج قطعاً جائز نہیں اس سے پرہیز کرنا لازمی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ کسی مرض کا آنا ہو تو وہ ہر صورت میں وقوع پذیر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی دوسرا اس کو نہیں ٹال سکتا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِن يَمْسَسْكَ اللّهُ بِضُرٍّ فَلاَ كَاشِفَ لَهُ إِلاَّ هُوَ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدُيرٌ (الانعام)

ترجمہ :اور اگر اللہ تمہیں کوئی سختی پہنچائے تو اُس کے سوا اس کو کوئی دُور کرنے والا نہیں اور اگر نعمت (وراحت) عطا کرے تو (کوئی اُس کو روکنے والا نہیں) وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

والله تعالىٰ اعلم بالصواب

بقیہ از: آئین پاکستان ۱۹۷۳ء یا مملکت خداداد کیلئے دی گئی

دوسرے ملک کے سفر پر جاتی ہے تو پاکستان کا مطلب کیا ؟خون کے آنسو روتا ہے، پھر لعنت پر لعنت کہ ان کھیلوں پر حکومتی سطح پر لوگ جوا کھیلتے ہیں اور جب ایسا کوئی کھیل کھیلا جارہا ہو تو پھر تمام سرکاری ملازمین کی چھٹی ہوتی ہے اور سڑکوں، چوکوں ہوٹلوں اور پارکوں میں لوگ اس دن صرف کھیل ہی دیکھتے ہیں گویا کہ اس ملک میں رہنے والوں نے پہیہ جام ہڑتال کی ہو۔

مذکورہ بالا کفر و کفریات اور گمراہیاں نہایت ہی امن وسکون کے ساتھ بلا کسی مزاحمت و تصادم کے دنیا کے ہر شخص کے دل ودماغ تک پہنچائی گئی اور ان کفریات اور گمراہیوں کے ذرائع ووسائل کی ایجاد واشاعت میں کسی قسم کی رکاوٹ پیش نہیں آتی۔

مملکت خداداد پاکستان میں اب شریعت مطہرہ میں مذکورہ بالا امور کا حکم قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم کرتے ہیں تاکہ قارئین حضرات آسانی سے سمجھ سکے کہ موجودہ پاکستان اور کفریہ ممالک ایک صف میں کھڑے ہیں اور ان میں ایک ذرہ برابر فرق بھی نہیں ہے۔

جاری ہے

بدنصیبی کی بھی ایک حد ہوتی ہے

اوریا مقبول جان

یہ میڈیا کا کمال ہے کہ آپ پاکستان کے کسی بھی ذی عقل پڑھے لکھے یا ان پڑھ شخص سے سوال کریں کہ عورتوں کے چہروں پر تیزاب کہاں پھینکا جاتا ہے؟ یا پھر ایسے ظالم کہاں رہتے ہیں؟ تو چونکہ اس کے دماغ میں روزانہ کے پروپیگنڈہ نے یہ بات نقش کروادی ہے کہ ایسے ظالم تو صرف پاکستان میں ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ یہی جواب دے گا کہ ''ہم ہی ظالم ہیں'' پرنٹ الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر چھائے ہوئے ان لوگوں کا یہ کمال پوری دنیا کے بلاگوں اور ٹاک شوز میں بھی نظر آتا ہے اور سنجیدہ مضامین میں بھی (بقول اوریا صاحب) آپ ان سارے مضامین کو دیکھئے آپ کو ایسا لگے گا کہ یہ ظالمانہ کام صرف اور صرف مسلمان کرتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ آسکر ایوارڈ کیلئے تیزاب پھینکے جانے پر جس ڈاکو مینٹری کو منتخب کیا گیا ہے وہ پاکستان سے متعلق تھی اور اسے بنانے والی خاتون کا نام شرمین عبید تھا۔ ساری دنیا سے پاکستان کا انتخاب بہت معنی رکھتا ہے۔

اس لئے کہ یہ واحد ملک ہے جو رنگ، زبان اور علاقے کے نام پر نہیں بلکہ اسلام کے نام پر بنا اور قوموں کی برادری میں یہ واحد ملک تھا جس نے اپنے نام کے ساتھ اسلامی لکھا۔ ایسے میں اس ڈاکو مینٹری کو آسکر ایوارڈ دینے سے دو مقاصد حاصل ہو رہے ہیں۔ ایک تو مغرب دنیا پر یہ تأثر مستحکم ہو جاتا ہے کہ یہ ظلم اور تشدد صرف مسلمان معاشروں کا خاصہ ہے۔

اور دوسرا یہ کہ پاکستانیوں کے ذہن میں اس تصور کی جڑیں مضبوط کر دی جاتی ہیں کہ صرف ہم ہی ظالم ہیں اور باقی دنیا کی مہذب اقوام کو دیکھیں کہ کس طرح امن سے رہتے ہیں اور وہاں کوئی ایسا ظالمانہ کام نہیں کرتا۔ اگر وہاں اس طرح عورتوں کے منہ پر تیزاب پھینکا جا رہا ہوتا تو وہاں سے کوئی نہ کوئی شرمین عبید تو ضرور نکلتی جو اس بد ترین ظلم پر ڈاکومنٹری بناتی ان کا میڈیا بھی اس ظلم پر آواز اٹھاتا وہ لوگ تو اپنی غلطیوں اور مظالم پر خود ہی آواز اٹھاتے ہیں اگر وہاں بھی ہماری طرح تیزاب سے عورتوں کے چہرے بدنما بنائے جاتے تو وہاں ہمارے طرح طوفان نہ کھڑا ہو جاتا۔

میڈیا کا یہی کمال ہے کہ وہ جسے بدنام کرنا چاہتا ہے تو پھر صرف اسے کی منہ پر سیاہی تھوپتا ہے اور باقی چہروں کے عیب چھپاتا ہے تاکہ یہ زیادہ سے زیادہ بدنما معلوم ہو۔

یہ کام ایک خاص انداز سے پاکستان کے ساتھ کیا جا رہا ہے اور ہمارے سادگی دیکھئے کہ جو ہمارے برائیوں کو اسی طرح سر عام دیکھا کر ایوارڈ وصول کرتی ہے اس کی فلموں کیلئے وزیر اعظم ہاؤس میں خصوصی شوز کا اہتمام کرتے ہیں۔

مغربی تہذیب کے پرستار برطانیہ کو دنیا کا مہذب ترین اور جمہوری اقدار کا پاسدار اور سیکولر اخلاقیات کا امین ملک تصور کرتے ہیں۔ امریکا کے بارے میں ان لوگوں کا تصور ایک ایسی عالمی طاقت کا ہے جو خود کو ہر قسم کے قانون سے بالاتر تصور کرتی ہیں۔ اس نے عورت اور بچوں کے حقوق کے عالمی چارٹر پر دستخط نہیں کئے وہاں زیادہ تر لوگ پوری دنیا سے بھاگ کر آباد ہوئے اور آج بھی وہ تارکین وطن سے بنا ہوا ایک معاشرہ ہے یہ تارکین وطن اپنے اپنے ممالک کے جرائم کا ایک ورثہ بھی ساتھ لاتے ہیں۔ اس لئے جب کبھی امریکا میں اس طرح کے جرائم جیسے عورتوں پر تشدد، غیرت کے نام پر قتل، چھوٹی بچیوں کا ماں بننا وغیرہ کے بارے میں اعداد و شمار ان سیکولر، لبرل اور جمہوری قوتوں کے علمبردار لوگوں کے سامنے رکھو تو وہ کہتے ہیں کہ امریکا کونسا ایک مثالی معاشرہ ہے۔ لیکن برطانیہ اور فرانس کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔

برطانیہ کی جمہوریت آزادی رائے سیکولر اخلاقیات کی تو وہ بہت زیادہ تعریف کرتے ہیں کہ یہ سینکڑوں سال پرانی ہے اور برطانیہ تو اس وقت مہذب معاشرہ تھا اور انسان کے احترام پر یقین رکھتا تھا جب دنیا بادشاہوں کے ظلم سہہ رہی تھی اکسفورڈ اور کیمبرج نے سب سے پہلے علم کی شمعیں روشن کیں اور وہیں سے برطانوی مہذب معاشرہ تخلیق پایا۔

میڈیا کا یہی کمال ہے کہ وہ جسے بدنام کرنا چاہتا ہے تو پھر صرف اسے کی منہ پر سیاہی تھوپتا ہے اور باقی چہروں کے عیب چھپاتا ہے تاکہ یہ زیادہ سے زیادہ بدنما معلوم ہو۔ یہ کام ایک خاص انداز سے پاکستان کے ساتھ کیا جا رہا ہے اور ہمارے سادگی دیکھئے کہ جو ہمارے برائیوں کو اسی طرح سر عام دیکھا کر ایوارڈ وصول کرتی ہے اس کی فلموں کیلئے وزیر اعظم ہاؤس میں خصوصی شوز کا اہتمام کرتے ہیں۔

میں یہ ساری باتیں تھوڑے دیر کیلئے سچ مان لیتا ہوں حالانکہ حقائق اس کے برعکس ہیں لیکن میں ان دوستوں کی بات کو سچ مان کر برطانیہ کے وہ اعداد و شمار سامنے رکھ رہا ہوں جو گزشتہ دس سالوں میں عورتوں پر تیزاب پھینکنے کے حوالے سے ہیں یہ دنیا میں تعداد اور تناسب کے حوالے سے کسی بھی بدنام ملک سے کم نہیں ہیں۔ یہ کسی این جی اوز یا اخباری تحقیق کے اعداد و شمار نہیں بلکہ یہ برطانیہ کے سرکاری ادارے کے بتائے گئے اعداد و شمار ہیں۔

ہیلتھ اینڈ سوشل کیئر انفارمیشن سنٹر (hscic) نے بتایا کہ برطانیہ میں خواتین کے چہروں پر تیزاب پھینکنے کی وارداتوں میں ہر سال اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ۲۰۰۴ء سے ۲۰۱۴ء تک یہ تعداد دگنی ہو چکی ہے انہوں نے یہ ریکارڈ ہسپتالوں سے حاصل کی جہاں یہ بدنصیب عورتیں اپنے چہروں کا علاج کروانے داخل ہوتی ہیں۔

اب ذرا سال بسال ان تعداد کو ملاحظہ کریں ۲۰۰۱ء میں ۱۰۳، عورتیں ۲۰۰۴ء میں ۵۵ عورتیں تیزاب گردی کا شکار ہو کر ہسپتال میں داخل ہوئیں جبکہ ۲۰۰۵ء میں ۴۷، ۲۰۰۶ء میں ۴۴، ۲۰۰۷ء ۶۷، ۲۰۰۸ء میں ۶۹، ۲۰۰۹ء میں ۹۸، ۲۰۱۰ء میں ۱۱۰، اور ۲۰۱۲ء میں ۹۷، ۲۰۱۳ء میں ۱۰۹، اور ۲۰۱۴ء میں ۱۲۴ خواتین اپنے زخموں کا علاج کروانے ہسپتال میں داخل ہوئیں جو ان پر تیزاب پھینکنے سے ہوئے اور جس نے ان کے چہروں کو بدنما بنا دیا تھا ان میں سے ۸۰ فیصد سفید فام خواتین تھیں۔ گذشتہ دس سالوں میں ۹۲۵ عورتیں ہسپتال میں تیزاب گردی کا علاج کروانے آئیں۔

اور اس معاشرے کی درندگی دیکھئے کہ ان میں سے ۲۵۳ وہ عورتیں تھیں جن کی عمریں ۷۵ سال سے زیادہ تھیں۔ کس قدر پاگل پن ہے اس مہذب معاشرے میں۔

بقیہ صفحہ نمبر 21 پر

پاکستانی غربت زدہ عوام اور سرمایہ دار حکمران

از ڈاکٹر حقیار مہمند

دلچسپ بات یہ ہے کہ میرے ایک ساتھی نے مجھ سے کہا کہ میں نے نواز شریف کو خواب میں دیکھا کہ اس کا ایک گردہ باہر کو نکلا ہوا ہے اور اس گردہ سے قطرہ قطرہ خون بھی ٹپک رہا ہے تو یہ سن کر میرے دل میں طرح طرح کے خیالات گردش کررہے تھے کہ شاید اس کا مطلب یہ ہوگا وہ ہوگا وغیرہ مگر یہ ساری تعبیریں میرے اپنے خیالات تھے جو سب کے سب بے کار اور فضول نکلے مگر حقیقت اس وقت ہم پر کھلنا شروع ہوا جب مجھے ایک دینی عالم کی مجلس میں بیٹھنے کا موقعہ ملا وہ مسائل بیان کرنے میں مشغول تھے میں اس کی باتیں سن رہا تھا وہ انتہائی پرخلوص اور حددرجہ فصاحت وبلاغت سے گفتگو کررہے تھے اس کے زبان میں بہت مٹھاس تھی، نیک نیتی اور صداقت اس کے ہر ہر لفظ میں موجود تھی، اور طور اطوار میں شائستہ گی نمایاں تھی، گھنی داڑھی روشن اور چمکدار آنکھیں، بڑی سلیقے سے سر پر پگڑی باندھ رکھی تھی جسے ہر کوئی دیکھتے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے سب سننے والے اس کے وعظ کو بڑے غور سے سن رہے تھے۔

گر سودی بینکوں میں قرضوں کے کھاتوں کا جائزہ لیا جائے تو اس وقت پاکستان اکیس ہزار ارب کا مقروض ہے اور یہ قرضہ کسی ایسے پاکستانی نے نہیں لیا جو کہ سارا دن محنت مزدوری کر کے بمشکل اپنا پیٹ پال سکتا ہے بلکہ یہ قرضہ ان حکمرانوں نے ملکی ترقی کے نام اپنے اپنے کھاتوں میں ڈال کر نواز شریف جیسے بیرونی ملکوں میں کمپنیاں، جائیدادیں خرید کرا پنے بچوں کے کھاتوں میں ڈال دیئے ہیں۔

میں نے فوراً دل میں پکا ارادہ کیا کہ موقعہ ملتے ہی میں اس خواب کی تعبیر معلوم کئے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا جو میرے دوست نے دیکھا تھا اور جس کے تعبیر معلوم کرنے کیلئے میں بہت بے تاب تھا خدا خدا کر کے آخر مجھے موقعہ مل گیا اور میں نے شرم وحیا کی باوجود ہمت کر کے پوچھ ہی لیا اس نے میری بات کو بڑے غور سے سنا اور کچھ تامل کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ کیا یہ خواب تم نے دیکھا ہے؟ میں نے تو پہلے تھوڑا سا جھجک محسوس کیا کہ کیا جواب دوں لیکن جی میں آیا کہ سچ بتاؤں اس وجہ سے میں نے وضاحت کی کہ جی نہیں میرے ایک دوست نے دیکھا ہے وہ اس وقت موجود نہیں اور میں نے اس وجہ سے پوچھا کہ مجھے حد درجہ حیرت ہے کہ ضرور کوئی ایسا واقعہ ہونے والا ہے جسے ہم نہیں جانتے۔

اس بزرگ عالم دین نے بتایا کہ انسانی گردہ سے مراد وہ مال ہے جو کسی جگہ پوشیدہ رکھا گیا ہو اور پوشیدہ رکھنے والا شخص اس کو ہرگز ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ یہ فرماتے ہی میرے سمجھ میں آ گیا کہ ضرور نواز شریف کے پاس ایسا مال ہے جو کہ اس نے کہیں چھپا کر رکھا ہے اور جس طرح کہ یہ گردہ باہر نکلا ہے اسی طرح وہ پوشیدہ مال جو کہ نواز شریف نے کہیں چھپا کر رکھا ہے عنقریب سب پر ظاہر ہو جائے گا اور یہ مال اس کیلئے تکلیف دہ ثابت ہوگا۔ بس چند دن نہیں گزرے تھے کہ پانامہ لیکس نے نواز کی تمام جمع پونجی کو سرعام رسوا کیا اور اس کے کرتبوں کا وہ سربستہ راز کھل گیا جو کہ نواز شریف نے انتخابات میں عوام سے ووٹ مانگتے وقت جھوٹے دعوے اور وعدے کررکھے تھے کہ میں غریب نواز ہوں اور غریب خاندانوں کو اپنے پاؤں پہ کھڑا کر دینے کے قابل بنا دوں گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ میں واقعی ایسا ہی کروں گا بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ میں اپنے آپ کو اس قابل بنادوں گا کہ بیرون ملک میں اپنے لئے اور اپنے بچوں کیلئے پانامہ لیکس کے توسط سے اتنا پیسہ بنا دوں گا کہ پھر کوئی کمی نہ رہے۔ اور اس نے یہ کر کے دکھایا اب جبکہ یہ راز تمام پاکستانیوں پر کھل گیا تو معلوم ہوا کہ نواز شریف کے وہ تمام تر دعوے جھوٹ اور فریب تھے کیونکہ اس نے اپنے اور اپنے بچوں کے نام تمام سرمایہ بیرون ملک منتقل کر دیا اور یہ بھی ایک کھلی حقیقت ہے کہ یہ دولت نواز شریف نے اپنی محنت ومزدوری سے نہیں کمایا بلکہ دوسوارب ڈالر کی اتنی بڑی خطیر رقم فراڈ اور دھوکہ سے ہی پیدا ہوسکتی ہے کیونکہ نواز شریف کے بظاہر ایک معصومانہ قول کے مطابق جب نواز شریف سعودی عرب میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے تو اس وقت انہوں نے سعودی عرب بینکوں سے قرضہ لیکر کاروبار شروع کیا اور وہ واجب الاداء رقم بھی سعودی بینکوں کو واپس کر دی گئے تو اس طرح گویا کہ نواز شریف کے پاس الہ دین کا چراغ تھا کہ راتوں رات ارب پتی بن بیٹھا کیا اس نے قومی خزانے کو دونوں ہاتھوں سے نہیں لوٹا؟ ایک مرتبہ نواز شریف پشاور تشریف لایا تھا اس کے سامنے کسی نے پشوری چپل کا ذکر کیا تو نواز شریف نے بھی موچی سے پشوری چپل بنانے کا آرڈر دیا اور بیس ہزار قیمت اداء کر کے چلتے بنے۔

جب نواز شریف کی ڈھائی سالہ دور حکمرانی کا جائزہ لیا گیا تو پتہ چلا کہ اس ڈھائی سالہ دور حکومت میں نواز شریف نے پینسٹھ کروڑ سے زیادہ رقم غیر ملکی دوروں کی نذر کر دی ہے ان غیر ملکی دوروں سے برآمد نتیجہ صفر ہے اور اس سے پہلے پڑوس ممالک سے جو تعلقات تھے ان کے بقول سب سے بہتر اور اچھے تعلقات تھے مگر آج یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ ان غیر ملکی دوروں نے پڑوس ممالک میں منفی تاثر پیدا کیا اور پاکستانی دوغلی پالیسی نے پاکستان کی ساکھ کو نقصان پہنچایا یہ صورت حال ہندوستان کے مفاد میں بہتر ثابت ہوا اور اس طرح تمام پڑوس ممالک میں جن سے پاکستان اچھے تعلقات کا دعویدار تھا پاکستان کی روز بروز اہمیت کم ہوتی دکھائی دے رہی ہے اس سے تمام تر فائدہ ہندوستان کو ہو رہا ہے کیونکہ وہ ان ممالک میں اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے کی خاطر ان ملکوں کے دوروں میں مصروف نظر آ رہا ہے غرض یہ کہ پاکستان کسی بھی لحاظ سے ایک کامیاب ملک نہیں۔

ایک طرف نواز شریف کے پاس دولت کی ریل پیل جب کہ دوسری طرف وزیر صحت سائرہ افضل تارڑ نے قوم کو مہنگی ادویات خریدنے کے بجائے سستی دوائی خریدنے کا مشورہ دیا کیونکہ اسے یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ نواز شریف نے غریب عوام کا خون چوس کر بیرون ملک منتقل کیا اور بچے کچے دولت کو غیر ملکی دوروں کی نذر کر دی اور قوم کی غریبوں کیلئے ایک تنکا بھی نہیں چھوڑا۔

سستی دوائی یقیناً نا قابل بھروسہ ہوتی ہے جب کبھی کوئی مریض اس نا قابل اعتماد دوائی کے استعمال سے شفایاب نہ ہو تو اس غیر معیاری دوائی کا رونا روتا ہے اور چار و ناچار دوسری مرتبہ دوائی خریدتا ہے جس سے اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ غریب آدمی کو ایک سال میں دو مرتبہ کپڑا خریدنا پڑتا ہے کیونکہ وہ مجبوری کے تحت خریدتے وقت کسی ایسے کپڑے کا انتخاب کرتا ہے جو قیمت میں کم ہو پھر وہ کپڑا چند مرتبہ زیب تن کرنے کے بعد بوسیدہ ہو کر جلد پھٹ جاتا ہے۔

پاکستان اندرونی طور پر بھی کہیں کا نہیں رہا جب بھی کوئی اخبار دیکھو تو ملک

میں ضرور کوئی نہ کوئی مسئلہ یا بحران کا سامنا ہوتا ہے کسی کے پاس شام کو بھوک کی آگ کو بجھانے کیلئے روٹی کا ایک نوالہ دستیاب نہیں تو کہیں مریضوں کے پاس ایک گولی خرید کی طاقت نہیں جبکہ بھتہ خور پولیس افسران اور علاقے کے با آثر افراد کی من مانی چلتی ہے، قومی ،لسانی فسادات اور بے روزگاری کا ایک گڑھ ہے۔

اگر سودی بینکوں میں قرضوں کے کھاتوں کا جائزہ لیا جائے تو اس وقت پاکستان جملہ اکیس ہزار ارب ڈالر کا مقروض ہے ،اس میں ایک سو اکیس کھرب پاکستانی روپیہ اندرون ملک میں عوامی رقم ہے جو کہ سودی منافع کی خاطر بینکوں میں رکھی گئی تھی اور ۵۱ ،اکیاون ارب ڈالر بیرون ملک بینکوں کا قرضہ ہے جس پر اضافی رقم یعنی سود کی ادائیگی بھی واجب الاداء ہیں اور یہ قرضہ کسی ایسے پاکستانی نے نہیں لیا جو کہ سارا دن محنت مزدوری کر کے بمشکل اپنا پیٹ پال سکتا ہو بلکہ یہ قرضہ ان حکمرانوں نے ملکی ترقی کے نام اپنے اپنے کھاتوں میں ڈال کر نواز شریف جیسے بیرونی ملکوں میں کمپنیاں ،جائیدادیں خرید کر اپنے بچوں کے کھاتوں میں ڈال دیئے ہیں ۔یہ غربت و افلاس، بے روز گاری، مہنگائی ،زلزلوں اور سیلابوں کی تباہ کاریاں، ہر وقت ڈاکوؤں اور رہزنوں سے خوف ہر پاکستانی کے ساتھ اس کے سایہ کی طرح اس کے ساتھ پیوست رہتا ہے اور کسی وقت بھی جان چھوڑنے کا نام نہیں لیتا اس کی بہت ساری وجوہات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ووٹ کے ذریعے کسی شخص کو سربراہی کیلئے منتخب کرنا شریعت کے رو سے ویسے بھی جائز نہیں جو شخص ایک غیر شرعی طریقے سے سربراہی کیلئے منتخب کیا گیا ہو تو اس میں خیر و برکت کہاں سے آئے کیونکہ وہ شخص اہلیت و قابلیت کی بناء پر سربراہ مملکت نہیں بنا بلکہ ایسے عوام نے اس کو منتخب کیا جو منتخب کرنے کی اہلیت ان کے اندر موجود نہیں تھی۔

دوم یہ کہ جو شخص مملکت کی سربراہی کیلئے اہل نہ ہو اور لوگ اس کو سربراہ مملکت منتخب کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زمام اختیار ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دیا گیا جو اس کا اہل نہیں تھا ایسے میں علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ بھی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه جاء رجل يسئل رسول الله صلى الله عليه و سلم متىٰ تقوم الساعة فقال اذا ضيُعت الأمانة فا نتظرا لساعة فقال كيف اضاعتها قال اذا وسد الأ مر الىٰ غير اهله فانتظر الساعة (رواه البخاري)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آ کر آپ ﷺ سے قیام قیامت کے بارے میں پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب امانت کو ضائع کیا جائے پس قیامت کا انتظار کرو اس شخص نے پوچھا کہ امانت کی ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب ذمہ داری کسی ایسے شخص کی سپرد کی جائے جو اس کا اہل نہ ہو تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔

یعنی جب ذمہ داری کسی ایسے شخص کے پاس ہو جو اس کا اہل نہ ہو تو یہ اتنی بری بات ہے کہ قرب قیامت کے علامات میں سے ایک علامت ہے اور قیامت ان لوگوں کے موجودگی میں قائم ہوتا ہے جن کے اندر برائی کی عادتوں کا عروج ہو۔

اور ایسا نا اہل شخص جو ہر اعتبار سے نامناسب ہو سربراہ مملکت مقرر کرنا اللہ و رسول ﷺ سے خیانت کے زمرے میں آتا ہے ایک حدیث نبوی ﷺ میں ہے۔

عن بن عباس رضي الله عنهما عن الر سول الله ﷺ من استعمل عاملاً من المسلمين و هو يعلم ان فيهم اولىٰ بذالك منه واعلم بكتاب الله و سنة نبيه فقد خان الله ورسوله و جميع الموۂ منين (سنن البيهقي)

ترجمہ: ابن عباسؓ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے باوجود علم کے ایک شخص کے ذمہ کوئی ذمہ داری لگادی اور اس سے بہتر شخص جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کا عالم ہو وہ ان کے اندر موجود تھا جس کو مقرر نہیں کیا گیا تو اس نے اللہ و رسول ﷺ اور مؤمنوں سے خیانت کی۔ جب یہ تینوں باتیں اس نام نہاد حکمران کے اندر موجود ہیں اور وہ یہ کہ ایک غیر شرعی طریقہ سے برسر اقتدار آیا دوم یہ کہ نا اہل کی قیادت قرب قیامت کی علامت ہے سوم یہ کہ نا اہل شخص کو قیادت حوالہ کرنا اللہ و رسول ﷺ اور مسلمانوں سے خیانت کے زمرے میں ہے تو پھر پاکستان میں امن خوش حالی و ترقی کی کوئی گنجائش نہ رہی اور نہ ہی اس کی توقع کی جا سکتی ہے۔

بقیہ از: امیر محترم عمر خالد خراسانی کا مجاہدین کے نام پیغام

اگر وہ آئے اور مجھ پر پتھر مارے تو بھی میں اس کے خلاف اپنا اسلحہ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ ہمارا بڑا دشمن موجود ہے اور اس دشمنی کی موجودگی میں دوسری دشمنیاں نہیں چلتی ۔ہمیں چاہئے کہ دشمنوں کی تعداد بڑھانے کے بجائے دوستوں کی تعداد بڑھائیں۔ مجاہدین کے خلاف بُری باتیں اور غیبت کا اگر ہم مرتکب ہوں تو اللہ تعالیٰ مدد و نصرت نہیں فرمائے گا کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی بڑھ کر بدترین گناہ ہے اس سخت گناہ کی موجودگی میں مدد و نصرت کیسے نازل کی جاسکتی ہے یہ تو آپ نے سنا ہوگا کہ ایک صحابی نے ایک تابعی سے پوچھا کہ کتنی دیر میں تم کو فتح حاصل ہوتی ہے اس نے جواب میں کہا کہ جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کو پارچہ کیا جاتا ہے اگر چہ یہ بھی بہت کم وقت ہے لیکن پھر بھی اس صحابیؓ نے کہا کہ واللہ اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اس سے بھی کم وقت میں تم کو فتح حاصل ہوتی کیونکہ ہم آپ ﷺ کے زمانے میں جب کفار پر حملہ کرتے تو کوئی بھی دیر نہیں لگتی تھی بلکہ فوراً فتح حاصل ہوتی تھی۔

اگر ہم گناہوں میں مبتلاء ہیں تو یہ جہادی تاریخ سے ثابت ہے کہ گناہ اور اختلاف کی صورت میں مجاہدین کو ہرگز فتح حاصل نہیں ہوتی ہے۔ البتہ اتفاق سے قوت بنتی ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اگر کفار کے درمیاں اتفاق ہو تو وہ بھی مسلمانوں کے خلاف اور آپس میں بھی ایک دوسرے کے خلاف کامیابی حاصل کرتے ہیں ۔اب موجودہ صورت حال میں جبکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خلاف اور ایک مجاہد دوسرے مجاہد کے خلاف بولتا ہو تو پھر فتح و نظام خلافت اور شریعت کے قیام کی امید نہ رکھیں ۔تو میں تمام ساتھیوں کو بار بار یہ باتیں دہراتا ہوں کہ اختلاف کے بجائے ساری توجہ کاروائیوں پر دیں اور جو ساتھی جہاں کہیں بھی ہو مقامی امیر کی اطاعت میں اور ترتیب کے مطابق جنگ پر توجہ دیں ۔اور بہت وقت گزرنے کیساتھ ساتھ اگر مجاہدین جنگ سے پیچھے رہتے ہیں تو ان میں بزدلی پیدا ہوتی ہے۔ دعاؤں پر توجہ دیں خصوصاً اللھم انی اعوذ بك من الھم و الحزن (الخ) کثرت سے پڑھ لیا کریں اور اسی طرح حسبنا الله و نعم الوكيل اور دیگر اذکار بڑھائیں اور جنگ شروع کریں پھر ان شاء اللہ بزدلی باقی نہیں رہی گی اور الٰہی مدد کے مستحق ہو جائیں گے۔

تیز جنگ کی صورت میں ہر طرف فتح ہی فتح ہوگی۔ میں آپ سے کامیابی کا وعدہ کرتا ہوں کیونکہ میں مطمئن ہوں کہ اللہ ضرور ہم کو فتح سے ہمکنار کرے گا بشرطیکہ جن باتوں سے فتح مشروط ہے اور ہم اس شرط پر پورا اُتریں اور میں نے جو بیان کیا اس پر عمل کر کے ضرور کامیاب ہونگے۔

آہنگری

فدایان اسلام اوراس کے کارنامے

ابن سعید حقانی

مجاہدین اسلام جوساری دنیا میں کفر کے ساتھ برسر پیکار ہیں، افغانستان ہو یا پاکستان ،شام وعراق ہو یا صومالیہ، مختصراًیہ کہ مشرقی ممالک ہو یا کہ مغربی ممالک ہر جگہ محمد رسول اللہ ﷺ کے جان نثار کفر کے مقابلے میں مصروف جہاد ہیں۔

میں عام مجاہدین اسلام، ان کی بہادری، شجاعت اور قربانی کے تذکرے میں ایک ایسی ہستی کا ذکر کرونگا جو بہادری شجاعت اور قربانیوں کی حد کو کراس کر چکی ہیں اور وہ ہیں فدایان اسلام۔

فدائین اسلام سے تو تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں صحابہ کرامؓ سے لیکر تابعین وتبع تابعین سے آج تک ان شخصیات کے کارنامے عام مجاہدین سے کچھ زیادہ مختلف ہیں۔

اگر میں یہ کہوں کہ تاریخ میں جب بھی حق کا غلبہ سخت حالات میں ہوا ہے تو وہ صرف اورصرف فدائیان اسلام کی فدائی حملوں کے ذریعے سے ہی ممکن ہوا ہے اورفدائی حملہ کرنے کے ذریعے ہی اٹل فیصلے ہو چکے ہیں، فدائی کے ذریعے ہی انقلاب برپا ہو چکا ہے، فدائی کے ذریعے ہی دشمن کا کمر ٹوٹ چکا ہے، فدائی کے ذریعے ہی اسلام یا اس سے پہلے ادوار کے دین حقہ کارٹ قائم ہو چکا ہے۔

اگر میں یہ کہوں کہ تاریخ میں جب بھی حق کا غلبہ سخت حالات میں ہوا ہے تو وہ صرف اورصرف فدائیان اسلام کے فدائی حملوں کے ذریعے سے ہی ممکن ہوا ہے اورفدائی حملہ کرنے کے ذریعے ہی اٹل فیصلے ہو چکے ہیں، فدائی کے ذریعے ہی انقلاب برپا ہو چکا ہے، فدائی کے ذریعے ہی دشمن کا کمر ٹوٹ چکا ہے، فدائی کے ذریعے ہی اسلام یا اس سے پہلے ادوار کے دین حقہ کارٹ قائم ہو چکا ہے۔ اب یہ معلوم کرنا بہتر ہے کہ فدائی کس کو کہتے ہیں؟

فدائی وہ شخص ہوتا ہے کہ وہ اپنے دین کی خاطر ایسی جنگ لڑتے ہیں جس میں سو فیصد شہید ہونے کا خطرہ ہو جب کہ بچ جانے کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔

آج اگر امریکہ اوراس کے حواری شکست سے دوچار ہیں تو وہ صرف فدایان اسلام کے توسط سے ہیں۔ آج اگر کفار ومرتدین پریشان وسرگردان ہیں تو وہ صرف اورصرف فدایان اسلام کے ذریعے سے ہیں۔ اگر مؤمنوں کے سینے ٹھنڈے ہو چکے ہیں تو وہ صرف فدایان اسلام کی کاروائیوں سے ہیں۔

اگر ہمارے وہ قیدی بھائی جو کفار ومرتدین کی جیلوں میں خصوصاً پاکستانی مرتدین کی جیلوں میں ظلم وستم جبر وتشدد اور سخت مشکلات کی زندگی میں قید وبند ہیں تو ان کا انتظار صرف ان فدائی بھائیوں کا ہے کہ یہی فدایان اسلام ان مرتدین اسلام کی خونخوار پنجوں سے ہم کو چھڑالینگے۔ جیلوں میں ہماری ماؤں، بہنوں کی عزت وآبرو سے کفار اور مرتدین کھیل رہے ہیں انہی فدایان اسلام کو پکار رہی ہیں کہ آؤ ہمارے جیلوں

پر ہی انحصار کرو کہ ہم اس ذلت کی زندگی سے آزاد ہوجائیں۔ چونکہ بعض لوگ مغرب اور مغربی میڈیا سے اس قدر متاثر ہو چکے ہیں کہ فدائی عملیات کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں ان میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اسلامی احکامات کے متعلق چنداں معلومات نہیں رکھتے یا وہ اپنے آپ کو روشن خیال مسلمان تصور کرتا ہے اس شک وشبہ سے پردہ اٹھانے کی غرض سے چند ایسی مثالیں پیش خدمت ہیں جس سے بخوبی واضح ہو کہ فدائی عملیات کتنے اہم اور صحابہ کرامؓ کی سب سے بہترین کارکردگی یہی فدائی عملیات تھے۔

اول یہ کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے قصہ اصحاب الاخدود جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اس سے استدلال کیا ہے کہ اس میں بچے نے اپنے دین حق کی خاطر کہ وہ لوگوں پر ظاہر ہوجائے خود کو مار ڈالنے کا حکم دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو سراہا چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ ان الغلام أمر بقتل نفسه لأجل مصلحة ظهور الدين ولهذا جوز الأئمة الأربعه ان ينغمس المسلم في صف الكفار و ان غلب علىٰ ظنه انهم يقتلو نه اذا كان في ذالك مصلحة للمسلمين۔

(الفتاویٰ الکبریٰ ص ۵۴۰ ج ۲۸)

تو أئمہ اربعہ کے نزدیک بھی یہ جائز ہے کہ دین کی مصلحت کی بنیاد پر فدائی کیلئے یہ جائز ہے کہ اکیلے دشمن کے اہداف پر حملہ کرے اگرچہ اسے یقین ہو کہ میں شہید ہو جاؤنگا۔ اگر آج دیکھا جائے کہ دشمن کو ایسا ضرب کہ ان کے دلوں پر رعب اور خوف چھا جائے اور ان پر لرزہ طاری ہو جائے تو صرف اور صرف فدائی حملے کے ذریعے سے ہی ممکن ہوتا ہے۔

دوسرا واقعہ حضرت انس بن نضرؓ کا ہے کہ احد کی جنگ میں اکیلے حملہ کر کے شہید ہوا اور یہ آیت کریمہ اس کے بارے میں نازل ہوئی۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (الأحزاب)

ترجمہ: مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللہ سے کیا تھا اُس کو سچ کر دکھایا تو اُن میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔

جب میں یہ آیت لکھتا ہوں تو مولوی صلاح الدین خراسانی شہیدؒ کی یاد تازہ ہوتی ہے ے جنہوں نے کچھ عرصہ قبل عیسائیوں پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارود اور جسم میں اتنی برکت ڈالی کہ تقریباً سو لوگ مارے گئے اور تین سو سے زائد زخمی ہوئے۔

اگر چہ بارود دو تین کلو سے زیادہ نہیں تھے لیکن ابھی تک لوگ یہ نہیں مانتے کہ یہ بارود بھری گاڑی نہیں تھی اور ساری دنیا میں اوباما، جان کیری، اور کفری پادری، شریف خاندان سمیت اور دوسرے مرتدین بہت ہی پریشان ہوئے اور سخت برہمی کا اظہار کیا خصوصاً اوباما تو خوب بڑھ اٹھا اور شریف برادران کو تسلی دی کہ امریکہ اور اس جیسے تمام ممالک پاکستان کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور یہ کہ یہ مشترکہ جنگ ہے۔ یہاں مشترکہ جنگ سے مراد صاف واضح ہے کہ یہ اسلام اور کفر کے درمیاں جنگ ہے۔ اگر ایسا نہیں تو جب حکومت پاکستان مجاہدین کے خلاف جاری جنگ میں بے شمار مجاہدین کو شہید کر چکی ہے اور ہزاروں کو اپنے وطن سے بے دخل کر کے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے اور ہزاروں کے تعداد جیلوں میں پڑے لاوارثوں کی طرح بے بسی و بے کسی کی زندگی گزار رہے ہیں کسی بھی کفری ملک نے اس کی مذمت نہیں کی بلکہ ہمیشہ پاکستانی حکمرانوں کی اس عمل کو سراہتے بھی رہیں۔ اور مسلسل یہ راگ الاپتے رہتے ہیں کہ پاکستان سب سے زیادہ دہشت گردی کا شکار ملک ہے

اوباما اور دیگر کفری ممالک کے اس غم و غصے نے ہمارے اور ہمارے ساتھیوں کے حوصلے مزید بڑھا دیئے کہ ہم نے دنیا کے سب سے بڑی فرعونی طاقتوں کو لرزہ براندام کیا اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس ابرہہ وقت کو بمعہ ہاتھیوں کے اس کمزور ابابیل کی کنکریوں سے زمین بوس کریگا اور اسی طرح دنیا کا سب سے بڑا ہبل ان بہادر مجاہدین کے ہاتھوں پاش پاش ہو جائے گا۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ انسانی تاریخ ایسے سینکڑوں واقعات سے بھرے پڑے ہیں؟۔ کیا تم نے نمرود وہامان اور اس امت کے فرعون ابوجہل کو فراموش کیا؟ کہ آج ان کا نام و نشان تک نہیں۔ کہاں چلے گئے وہ جبابرہ جو خدائی کے دعویدار تھے اور اپنے آپ کو خالق و مالک سمجھتے تھے؟۔

اس کے علاوہ حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ یمامہ میں خود کو فدائی کیلئے پیش کیا اگر فدائی حملوں کے بارے میں دلائل لکھی جائیں تو ایک ضخیم کتاب اس پر لکھی جاسکتی ہے جیسا کہ کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں کیونکہ سلف صالحین کے ادوار میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معرکوں میں تقریباً ہر ایک جنگ فدائی حملوں سے کم نہ تھے اور اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جنگوں کو غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کا شوق فتح سے زیادہ شہادت کی طرف ہوتا تھا۔

اسی طرح تابعین و تبع تابعین اور بعد کے زمانے کے مجاہدین کو لیجئے مثال کے طور پر صلاح الدین ایوبیؒ کے دور کو دیکھا جائے کہ یہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے بیت المقدس کی آزادی کیلئے قسم کھائی اور پکا ارادہ کیا تھا کہ میں فلسطین کو ان کفار سے آزاد کراؤنگا تو اللہ نے انہی کے ہاتھوں فلسطین کو آزاد کر لیا اور ان کی یہ تمنا پوری ہوگئی۔ ان کے ساتھ ایسے فدائی مجاہدین تھے کہ جب وہ حملہ کرتے تھے تو اس دور میں شہر کے گرد ایک مضبوط دیوار ہوتی تھی جس کو شہر پناہ (سور البلد) کہتے ہیں جب وہ اس شہر کو فتح کرتے تو دروازے یا دیوار کو توڑنے کیلئے یہی فدائیان اسلام آگے دوڑتے اور دروازے یا دیوار کو گرانے کیلئے کوشش کرتے لیکن یہ مرحلہ اتنا سخت ہوتا تھا کہ اوپر سے کفار تیر، پتھر اور آگ پھینکتے تھے اور اکثر مجاہدین شہید ہو جاتے، لیکن دوسرے فدائیان اسلام جب دیکھتے کہ یہ ساتھی شہید ہوئے تو اور مجاہدین آگے بڑھ جاتے اور ان تیروں پتھروں اور آگ کے انگاروں کی بارش کی پرواہ کئے بغیر دیوانہ وار آگے دوڑتے اور دیوار کو گرانے کی کوشش کرتے کہ اس دوران وہ بھی شہید ہو جاتے۔

جاری ہے

بقیہ از: مصیبت میں صبر اور میدان جہاد میں تیاری کرنے والی خواتین

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تم کو ذبح کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں قربانی کروں۔ اس پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ میں فوراً تسلیم کرتا ہوں آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے وہ مجھے بسر و چشم منظور ہے۔

ابلیس شیطان نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو نافرمانی پر امادہ کرنے کی ایک ناکام کوشش کی اور جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ابلیس شیطان کے اس وار سے محفوظ رہا تو جا کر حضرت ہاجرہؓ کو ورغلانے کی کوشش شروع کی شیطان کے اس مجرمانہ قول کے جواب میں حضرت ہاجرہؓ نے جو کچھ کہا علماء کرام نے یوں نقل کیا ہے۔

ان كـان ربه أمره بذالك فتسليماً لأمر الله فرجع بغيضه لم يصب منهم شيئاً

(الكامل في التاريخ ص٩٩ ج ١)

یعنی حضرت ہاجرہؓ نے ابلیس کے جواب میں کہا کہ اگر اس کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تو میں تسلیم کرتی ہوں، پس یہ سن کر شیطان غصے کی حالت میں واپس ہو گیا اور ان میں سے کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔ اس واقعہ میں بھی ہماری خواتین کیلئے چند اہم اور سبق آموز باتیں ہیں اول یہ کہ حضرت ہاجرہؓ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مکہ کی طرف ہجرت کر کے ایک بیابان میں اقامت پر راضی ہوگئی۔ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر توکل کرنے والی تھی کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ٹھیک ہے ہم کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔ سوم یہ کہ اس توکل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے وہ تمام مشکلات دور فرمائی جس سے وہ دست و گریباں تھی اور آسانی و راحت عطاء کیا۔ چہارم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے لخت جگر کو قربانی کیلئے پیش کیا۔ پنجم یہ کہ اپنے شوہر کی تابعدار تھی اور کبھی ناشکری نہیں کی۔ ششم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر خواتین اسلام میں دوسری مہاجرہ تھی۔ ہفتم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہؓ کی صفا اور مروہ کے درمیاں تگ و دو کو اتنا پسند فرمایا کہ فوراً ان کو ایک ایسا چشمہ عطاء فرمایا کہ اس کا پانی صاف شفاف اور امراض سے شفاء دینے والی ہے۔ اس زمانے سے لیکر آج تک مسلمان اس چشمہ کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہشتم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہؓ کی وہ سعی بین الصفا والمروہ اتنا پسند فرمایا کہ تا روز قیامت حج و عمرہ کرنے والوں پر سعی بین الصفا والمروۃ لازم اور مناسک حج و عمرہ میں اہم رکن شمار کیا۔

جاری ہے

دشمن پر کامیابی کی کلید

مولانا مفتی ابو اسامہ صاحب

اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کا درخت رات کے اندھیروں میں تہجد گذاروں کے آنسوؤں کے سوا کسی چیز سے سیراب نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی وانکساری کرنے والوں کے رکوع اوران کے سجدے ہی وہ پانی ہے جس سے اس درخت کے تنوں اور شاخوں کی آبیاری ہوتی ہے۔ پس جو لوگ رات کے راہب ہیں دن کے شہسوار بھی درحقیقت وہی ہیں اور دن کے شہسوار اس وقت تک اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لے سکتے جب تک وہ رات میں راہب نہ بنے، کیونکہ جب یہ رات میں اپنے رب کے سامنے خوب آہ وزاری اور انکساری کیساتھ فتح ونصرت کی دعائیں مانگتے ہیں، اس کوشش کے بعد ہی یہ اس بات کے اہل قرار پاتے ہیں کہ دشمن کے خلاف ان کی مدد کی جائے اور انہیں زمین پر حکومت اور خلافت دی جائے، پس تہجد درحقیقت فتح ونصرت کی چابی ہے۔

جس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیاوی آسمان پر نازل ہوکر اپنی مخلوق (انس وجن) کو آواز دیتا ہے ”میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں کوئی ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کی پکار کا جواب دوں کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں کوئی ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی طلب کرے اور میں اس کے گناہ معاف کروں“ اللہ تعالیٰ یہ ندا (آواز) مسلسل لگاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ فجر روشن ہوجائے۔ (رواہ مسلم)

اسلاف اس حقیقت کو جان چکے تھے، ہم پر بھی لازم ہے کہ اس حقیقت کے ادراک کی کوشش کریں کیونکہ ہم بھی اس امت کے لئے اس زمین میں خلافت اور حکومت چاہتے ہیں، پس کہاں ہے وہ لوگ جنھوں نے اسلاف کی طرح اس راستے کو اختیار کیا۔

سب سے پہلے ہم آپ کو سید الانبیاء محمد مصطفی ﷺ کی سیرت پر مطلع کرینگے کیونکہ آپ ﷺ تمام قائدین کے قائد اور تمام فاتحین کے سردار ہیں، آپ ﷺ نے صرف زبان پر اکتفاء کرنے کے بجائے اپنے عمل سے بھی امت کو اسی کی ترغیب دی۔

بدر کی رات پیغمبر ﷺ کا نماز میں مشغول رہنا:

شیر خدا حضرت علیؓ فرماتے ہیں: غزوہ بدر میں میں نے رات کو دیکھا کہ جب سب کے سب سو رہے تھے، رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے ساری رات نماز پڑھتے رہے اور روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوئی۔

(رواہ احمد ونسائی وصححہ الالبانی رقم الحدیث ۶ ۵۴)

حضرت ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کی رات رسول اللہ ﷺ نے ایک درخت کے تنے کے قریب کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں رات گذاری، اس رات آپ ﷺ سجدے میں یہ الفاظ بہت کثرت سے پڑھتے رہے ”یا حی یا قیوم“ اے زندہ! اے وہ ذات جو ہر چیز کو تھامنے والی ہے۔

آپ ﷺ روتے جاتے اور دشمن پر اللہ سے مدد مانگتے رہے، آپ ﷺ یہ دعا بھی مانگتے: اے اللہ میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں اگر تو چاہے تو ہم مغلوب ہوجائینگے مگر تیری پھر کبھی عبادت نہ ہوگی اور یہ دعا بھی مانگتے: اے اللہ تو مجھے تنہا نہ چھوڑ دشمن کے مقابلے میں مجھے رسوا نہ کر اے اللہ یہ قریش تکبر وفخر کے ساتھ تیری آیات اور تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہوئے لڑنے آئے ہیں اے اللہ تو اپنی وہ مدد نازل فرما جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ دعا مانگتے مانگتے آپ ﷺ کی چادر مبارک آپ ﷺ کے کندھوں سے نیچے اتر گئی، حضرت ابو بکر صدیقؓ تشریف لائے اور چادر آپ ﷺ کے کندھوں پر ڈال کر کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے اے اللہ کے نبی آپ نے اپنے رب کو جس وعدے کا واسطہ دیا ہے وہ آپ ﷺ کیلئے کافی ہے اور وہ رب آپ ﷺ سے کئے ہوئے وعدے کو عنقریب پورا کریگا، اللہ تعالیٰ نے درجہ ذیل آیت مبارکہ اسی منظر کے بیان میں نازل فرمائی:

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ (الانفال)

ترجمہ: جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ (تسلی رکھو) ہم ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمہاری مدد کریں گے۔

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: ہم نے کسی گم شدہ چیز کی تلاش کرنے والے کو (فکر وتجسس میں) اس طرح سے اپنی چیز کا اعلان کرتے اور تلاش کرتے نہیں پایا جس طرح بدر کے دن آپ ﷺ کا اپنے رب کو پکارتے سنا، آپ ﷺ یہ دعا

مانگتے تھے : اے اللہ میں تجھے تیرے فتح ونصرت کے اس وعدے کا واسطہ دیتاہوں جووعدہ تونے مجھ سے کیاہے (رواہ الطبرانی وحسنہ ابن حجر رقم الحدیث ۳۹۵۳)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دشمن پر غلبہ کی وجہ:

رومیوں کا بادشاہ ہرقل کو جب صحابہ کرامؓ کی فوج سے پے در پے شکست سے دوچار ہونا شروع ہوا تو ایک دن اس نے اپنی فوج کے کسی کمانڈر سے پوچھا کیا بات ہے کہ ہم تعداد ووسائل میں برتری کے باوجود مسلمانوں سے شکست کھاتے جاتے ہیں؟ کمانڈر نے کہا ''من اجل انھم یقومون اللیل ویصومون النھار'' ترجمہ: اس لئے کہ یہ لوگ رات میں نماز پڑھتے ہیں اور دن میں روزہ رکھتے ہیں۔

(تاریخ دمشق لابی القاسم بن عساکر ص ۱۴۳)

ہرقل جب شام میں شکست کھا کر شام کے شہر سوریہ سے ملکہ کی طرف فرار ہوا تو سوریہ کی طرف نظر اٹھا کر ایسے دیکھنے لگا جیسے کوئی کسی کو رخصت کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھتا ہے اس کے بعد ہرقل سوریہ شہر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ''اے سوریہ تجھ پر سلامتی ہوا یسا اسلام قبول کر کہ جس کے بعد کبھی ملاقات نہ ہوگی'' اس کے بعد راستے میں اس نے اپنے ایک فوجی جو مسلمانوں کی قید سے رہا ہو کر آیا تھا اس سے پوچھا کہ تم مجھے ان مسلمانوں کے حالات سے آگاہ کرو کہ انہیں ہم پر فتح کیوں ہوتی ہے؟ اس فوجی نے کہا کہ میں تمہیں ان کے احوال ایسے سناؤں گا کہ گویا تم انہیں اپنی آنکھوں سے خود دیکھ رہے ہو، یہ لوگ دن میں شہسوار ہیں اور رات میں راہب (عبادت کرنے والے) ہیں قیمت کی ادائیگی کے بغیر دشمن کا مال بھی نہیں کھاتے، جوان کے عہد اور ذمہ میں ان کے ساتھ ہے فتح ونصرت کے بعد شہر کی سلامتی اور امن سے داخل ہوتے ہیں لیکن جب دشمن سے لڑتے ہیں تو بہادری اور مستقل مزاجی سے لڑتے ہیں کہ دشمن کی طاقت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ہیں، ہرقل نے یہ سب سن کر کہا ''لئن صدقت لیملکن موضع قدمی ھاتین '' ترجمہ: اگر تم نے سچ کہا ہے تو عنقریب وہ جہاں میں کھڑا ہوں اس جگہ کے بھی ضرور مالک بن جائیں گے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۵۹ ج ۷ ج ۲)

حضرت نورالدین زنگیؒ کی فتوحات کی وجہ:

جب عیسائیوں کا القدس پر قبضہ ختم ہو گیا تو کچھ مسلمان بیت المقدس کی زیارت کیلئے مسجد میں داخل ہوئے فرنگی مسلمانوں کو دیکھ کر دوڑنے لگے اور کہتے تھے نورالدین زنگی کا اللہ کے ساتھ کچھ خاص معاملہ اور راز ہے، بخدا وہ ہم پر اپنی طاقت ولشکر کی کثرت کی بنیاد پر فتح حاصل نہیں کرتا اسے فتح صرف اس کی دعاؤں اور رات میں نمازوں کے باعث ہوتی ہے، وہ رات میں نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور اسے اس کی مراد دے دی جاتی ہے اور یوں اسے ہم پر فتح مل جاتی ہے۔

قاضی بہاوالدین فرماتے ہیں کہ سلطان صلاح الدین ایوبی (جو نورالدین زنگیؒ کے شاگرد خاص رہے ہیں) جب کبھی سنتے کہ عیسائیوں نے مسلمانوں پر کہیں بھی ظلم کیا تو آپؒ بہت غمزدہ اور فکرمند ہو جاتے اور مسجد میں اکثر یوں دعا مانگتے ''اے اللہ میرے پاس تیرے دین کی مدد کیلئے دنیاوی اسباب ختم ہو چکے ہیں تجھ پر اعتماد وتوکل اور تیری ہی طرف توجہ ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے سہارے امید قائم ہے، انت حسبی ونعم الوکیل، تو ہی مجھے کافی ہے اور تو کیا ہی خوب کارساز ہے''۔ قاضی بہاوالدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ رحمہ اللہ سجدے میں روتے جاتے اور آپ کے آنسوں آپ رحمہ اللہ کے مصلی پر گر رہے ہوتے، مگر جس رات آپؒ اس طرح دعا مانگتے پورا دن بھی نہ گذر پاتا کہ مسلمانوں کی فتح ونصرت کی خبریں موصول ہونے لگتیں۔

بیت المقدس عیسائیوں سے آزاد کرانے کا سہرہ حضرت صلاح الدین ایوبیؒ کے سر پر ہے، قاضی شہدادؒ آپ کے حالات نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: صلاح الدین ایوبی نماز کی بہت سخت پابندی فرماتے تھے، مسلسل دو سال کے عرصہ میں ایک بار بھی آپ سے جماعت کی نماز فوت نہ ہوئی، سنن ونوافل اور تہجد کا بھی بہت اہتمام فرماتے، اگر کبھی رات کو آنکھ نہ کھلتی تو صبح صادق سے کچھ قبل تو ضرور ہی بیدار ہو کر نماز پڑھتے آپ بہت رحم دل اور رونے والے انسان تھے، قرآن کریم کی تلاوت سننے کا بہت شوق تھا، جب تلاوت سنتے تو آپ کا دل دہل جاتا اور بسا اوقات آپ کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہو جاتے (صلاح الدین ایوبی لعبداللہ الحلوان)

مسجد اقصیٰ کو صلیبیوں کی قید سے آزاد کرانے کا معاملہ آپ کی نظر میں غیر معمولی اہمیت کا حامل تھا، آپ اس کی آزادی کیلئے ایسے متفکر اور پریشان پھرتے جیسے کسی ماں کا بچہ گم ہو گیا ہو اور وہ اس کی تلاش میں ماری ماری پھرتی ہو، آپ لوگوں کو جہاد پر ابھارنے اور لوگوں کو پکار پکار کر کہتے آؤ اسلام کی مدد کیلئے، آپ کی آنکھیں آنسوں سے بہہ رہی ہوتی، جب کبھی آپ کو خبر ملتی کہ عیسائیوں

نے القدس کے مسلمانوں پر ظلم کیا ہے غم اور پریشانی سے آپ کی بھوک اڑ جاتی ہبعض اطباء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن سے اتوار تک آپ نے دواء کے چند گھونٹ کے سوا کچھ نہ کھایا (حوالہ بالا)

میرے مجاہد بھائیو! کفار بھی اس حقیقت کا کیسے اعتراف کرتے تھے ،مگرانتہائی افسوس اس پر بات کہ آج بہت سے مجاہدین اس حقیقت سے غافل ہیں ،اور رب کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بغیر رب سے فتح ونصرت کی امیدیں لگائے بیٹھے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ قیام اللیل کی بہت سخت پابندی فرماتے یہاں تک کہ خون میں لتھڑی ہوئی دشمن کی لاشیں اگر میدان میں پڑی ہوتی تو بھی تہجد ترک نہ فرماتے ،کیونکہ آپ ﷺ اس بات کی حقیقت پر خوب مطلع تھے کہ تہجد کی نماز دشمن پر مدد حاصل کرنے کا بہترین وسیلہ اور اسلحہ ہے۔

حضرت محمد بن کعب القرظیؒ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک نوجوان نے حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے عرض کیا اے ابوعبداللہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ کی صحبت کا بھی آپ کو شرف رہا، آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کس طرح وقت گزارا کرتے تھے، حضرت حذیفہ نے جواب میں غزوہ خندق کا واقعہ سنایا، جس میں یہ واقعہ بھی نقل فرمایا: اللہ کی قسم ہم نے رسول اللہ ﷺ کو غزوہ خندق کے موقع پر دیکھا کہ آپ ﷺ نے اتنی سخت تھکاوٹ اور مشقت کے باوجود رات کے طویل حصے میں قیام اللیل فرمایا ،یعنی تہجد پڑھی۔ ذرا سوچئے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ امام الانبیاء ہونے اور اللہ رب العزت کی جانب سے عطاء کردہ اپنے بلند ترین درجات کے باوجود معراج کو پالینے کے باوجود سخت ترین اندھیرے، سردی، تیز ہوا کے باوجود اور ساتھ ساتھ اتنی شدید بھوک کی حالت میں بھی تہجد کی نماز ترک نہیں فرماتے تھے۔

اے میرے مجاہد بھائیو! جب تمہارے پاس نہ افراد ہیں نہ اسلحہ کی فراوانی ہیں نہ تمہارے پاس کوئی زمین ہے اور نہ دشمن کے بھاری اسلحہ کے مقابلے کیلئے آپ کے پاس کوئی چیز ہے اور تمہارے مقابلے میں دشمن کے پاس افراد کی کمی ہے اور نہ جدید اسلحہ کی، زمین کیا فضاء پر بھی ان کا قبضہ ہے ایسی صورت میں دشمن کو مات دینے اور شکست سے دوچار کرنے کیلئے آپ کو اپنے رب سے صلح کرنی چاہیئے ،اس کی نافرمانی سے توبہ کرنا چاہیئے مادی اسباب پر نظر جمانے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی نصرت ومدد کے وعدوں پر توکل کرنا چاہیئے اگر دشمن نے زمین پر قبضہ کیا ہے تو یہ زمین بھی اللہ ہی کی ہے اگر دشمن بحری راستوں کو تیرے خلاف استعمال کرتے ہیں تو یہ دریا بھی اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے، کیا آپ نے قرآن کریم میں فرعون کا یہ مقولہ نہیں پڑھا "ھذہ الانھار تجری من تحتی" یہ نہریں میرے حکم سے چلتی ہیں۔ اور اس کے جواب میں اللہ کریم کا یہ فرمان نہیں پڑھا "فأخذته وجنوده فنبذنهم فی الیم فانظر کیف کان عاقبة الظالمین" پھر پکڑا ہم نے اس کو اور اس کے لشکر کو پھر پھینک دیا ہم نے ان کو دریا میں سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام گناہگاروں کا۔ اور آپ نے موسیٰ علیہ السلام کا یہ مقولہ بھی قرآن میں نہیں پڑھا "ان الارض لله یورثها من یشاء من عباده والعاقبة للمتقین" اور آپ نے صحابہ کرامؓ کا یہ مقولہ بھی نہیں پڑھا "ھذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله" اور آپ نے رب کریم کا یہ ارشاد نہیں پڑھا:

هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (التوبہ)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

پھر کس چیز کی دیر ہے آئے اور اپنے زور آور طاقتور قوت والے مالک الملک، شہنشاہ دوعالم، خبیر وبصیر، سمیع وعلیم، رب کریم سے صلح کریں اور اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کریں اور الحی القیوم رب سے شرم وحیا کر کے اس کی نافرمانی کو چھوڑ دیں، نفس وشیطان سے اللہ رب العزت کے مقابلے میں دشمنی کریں اور رات کی تاریکیوں میں خصوصاً شب کے آخری پہرہ میں جس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیاوی آسمان پر نازل ہو کر اپنی مخلوق (انس وجن) کو آواز دیتا ہے "میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں کوئی ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کی پکار کا جواب دوں، کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں، کوئی ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی طلب کرے اور میں اس کے گناہ معاف کروں" اللہ تعالیٰ یہ ندا (آواز) مسلسل لگاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ فجر روشن ہو جائے (رواہ مسلم)

اپنے رب کریم سے مناجات کریں، آیا مجھے اور آپ سے کوئی زیادہ محتاج ،ضرورت مند، بے دست وپا، کمزور ہے؟ جو طاقتور ،مکار دشمن سے الجھا ہوا ہو، جس سے خلاصی کا کوئی راستہ نہیں اور جس کو شکست دینے کا کوئی آلہ نہیں سوائے رب کریم کے۔

جاہلیت اور اسلام میں عورت کا مقام

ابو محمد مہمندی

دین اسلام ایک ایسا دین ہے جو افراط اور تفریط سے پاک ہے جس میں مساوات اور برابری ہے مرد وعورت کے برابر برابر حقوق ہیں مرد کو رجلیت کی بنا پر حقوق دیئے اور عورت کو عورت کی وجہ سے اس کے مناسب حقوق دیئے اب ہم اپنی موضوع کو دو حصوں پر تقسیم کرتے ہیں تا کہ سمجھنے میں آسانی ہو۔۔

(۱) عورت کی حیثیت اور مقام جاہلیت میں ۔

(۲) عورت کی حیثیت ومقام اسلام میں ۔

(۱) جاہلیت میں عورت کو انسانوں میں شمار نہیں کیا جاتا تھا کہ عورت بھی ایک انسان ہے اور اولاد آدم سے یہ بھی ہے بلکہ صرف دل بہلانے کیلئے انہوں نے رکھا تھا بس ان کی کوئی حقوق نہیں تھیں ماؤں بہنوں سے نکاح کیا کرتے تھے جیسا کہ آج کل دہریوں میں اس کی کوئی تمیز نہیں ان کے ساتھ کھانا نہ کھاتے تھے الغرض عورتوں کو انسانوں میں شمار کرنا ان کو گوارا نہیں تھا چنانچہ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر قرطبی میں ایسے کئی واقعات لکھے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

ہندوستان کے اندر لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر جوان خاوند مرجاتا تو اس کی بیوی کو بھی اپنے خاوند کے ساتھ آگ میں جلنا پڑتا جسے ہندو زبان میں ستی ہونا کہتے ہیں مرا تو خاوند مگر بیچاری عورت کو بھی موت کے منہ میں پہنچا دیتے تھے آج بھی جمہوریت میں عورتوں کا حال اس سے بدتر ہیں ۔

وقد كان فی العرب قبائل قد اعتادت ان یخلف ابن الرجل علیٰ امرء ة ابیه وكانت هذ ه السیرة فی الا نصار لازمة وكانت فی قریش مباحاً مع التراضی ۔

یعنی عرب میں یہ عادت پڑ گئی تھی کہ ایک بیٹا اپنے باپ کے موت کے بعد اس کا جانشین ہو کر اس کی بیوی (اپنی سوتیلی ماں) کے ساتھ نکاح کرتا تھا یہ عادت انصار میں (قبل اسلام) لازم تھی اور قریش کے ہاں مباح تھی پھر امام قرطبیؒ نے اس کے ذیل میں کئی نام ذکر کیے ہیں کہ ان جیسے حرام کاموں سے فلان فلان پیدا ہوا ہے۔

(۲) ایک اور واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے جو مجوسی ہو گیا تھا اور اس کا نام حاجب بن زرارہ تھا اپنی بیٹی سے شادی کی چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں۔ وقد كان فی العرب من تزوج أبنته وهو حاجب بن زرارة تمجس وفعل هذ ه الفعلة ذكر ذالك النضر بن شمیل فی كتاب الأمثال فنهی الله المؤمنین عما كان علیه آباء هم من هذ ه السیرة ۔

یعنی عرب میں جس نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا تھا وہ حاجب بن زرارہ تھا اور مجوسی ہو گیا تھا ذکر کیا ہے اس کو نضر بن شمیل نے اپنی کتاب الأمثال میں پس اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا اس سے جس پر ان کے آباء واجداد عمل کرتے تھے

(۳) مدینہ اور اس کے ارد گرد میں عرب نے بنی اسرائیل کے طریقے اختیار کیے ہوئے تھے کہ زمانہ حیض میں عورتوں کا کھانا پینا، رہن سہن الگ ہوتا تھا اور ان کو کسی کمرے میں بند کر کے کھانا دیا جاتا گویا کہ یہ سرے سے انسان ہی نہیں ان کو حیوانات کا درجہ دیا کرتے تھے۔ زمانہ حیض میں ان سے الگ ہو کر ان کی دبر (مقعد) میں ان کے ساتھ جماع کرتے تھے مسلم شریف کی ایک روایت کا مفہوم ہے جو حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ یہودیوں کی عورتیں جب حائضہ ہو جاتیں تو ان کیساتھ کھانا نہ کھاتے اور نہ ان کے ساتھ رہا کرتے تو آپ ﷺ سے آپ کے جان نثاروں نے اس بارے میں پوچھا تو یسئلونك عن المحیض آیت نازل ہوئی یہود اور مجوسی زمانہ حیض میں عورتوں سے دور رہا کرتے تھے جبکہ نصاریٰ ان کے ساتھ دبر (مقعد) میں جماع کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو درمیانہ راستہ اپنانے کا حکم فرمایا جو کہ امام قرطبیؒ نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

قال قتاده وغیره ان العرب فی المدینة وما والاه قد استنوا كسنة بنی اسرائیل تجنب مأكلة الی الحائض ومساكنتها فنزلت هذه الأیه (یسئلونك عن المحیض) وقال مجاهد یتجنبون النساء فی المحیض ویأتون هن بأدبارهن مدة زمن الحیض وفی صحیح مسلم عن انسؓ ان الیهود كانوا اذا حاضت المرأة فیهم لم یواكلوها ولم یجامعوها فی البیوت فسئل اصحاب النبی ﷺ عن النبی ﷺ فأنزل الله تعالیٰ ویسئلونك (الأیه) قال علمائنا كانت الیهود والمجوس تجنب الحائض وكانت النصاریٰ یجامعون الحیض فأمر الله با لقصدبهن هذین ۔

(۴) مشرکین میں یہ عادت تھی کہ اولاد کو غربت افلاس کے خوف سے مار ڈالتے اور زندہ درگور کرتے جیسا کہ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں۔ وقد كان منهم من یفعل ذالك با لأناث والذكور خشیة الفقر كما هو ظاهر الأیه ۔

(۵) زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو ان کا مہر دیا جاتا اور نہ میراث میں حصہ دیا جاتا جو کہ عورتوں کے ساتھ زیادتی اور ظلم ہے اور یہ زیادتی تا حال اس ترقی پسند اور تحفظ حقوق نسواں کے دعویداروں میں بھی جاری ہے۔

(۶) سب سے بدترین خصلت جو زمانہ جاہلیت میں مردوں نے عورتوں کے ساتھ روا رکھا تھا وہ یہ تھا کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قبیح فعل کا ذکر کیا ہے۔ وَإِذَا الْمَوْؤُودَةُ سُئِلَتْ () بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ (التکویر)

ترجمہ: اور جب اس لڑکی سے جو زندہ دفنا دی گئی پوچھا جائے گا۔ کہ تو کس گناہ پر ماری گئی۔ ایسے میں اگر کوئی عورت دردزہ میں مبتلا ہو جاتی تو ایک گڑھا جو پہلے سے کھودی ہوئی تھی اس پر بیٹھ جاتی اگر لڑکی جنتی تو اس پر مٹی ڈال کر دفن کرتی اور اگر لڑکا جنتی تو وہ اپنے ساتھ لاتی۔ وقال ابن عباسؓ كانت المرأة فی الجاهلیة اذا حملت حفرت حفرتاً وتمخضت علیٰ رأسها فأن ولدت جاریةً رمت بها فی الحفرة وردت التراب علیها وان ولدت غلاماً حبسته (تفسیر قرطبی)

(۷) جاہلیت کے زمانے میں عورتوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا تھا جس کا بیان کرنا مہذب لوگوں کے سامنے بیان کرنا پسندیدہ نہیں اس کے بیان سے میں احتراز کرتا ہوں لیکن ان میں ایک عادت یہ بھی تھی کہ عورتیں مردوں میں اکھٹے پھرا کرتی تھی جیسا کہ آج کل تمام بے دین نظاموں میں مروج ہیں۔ ہمارے زمانے کے لوگوں نے عورتوں مردوں کا اختلاط اور مخلوط نظام تعلیم ان سابقہ جاہلوں سے سیکھا ہے۔ قارئین حضرات آپ خود سوچیں کہ کیا انسانوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جائز ہے جو عورتوں سے برتا جاتا تھا؟ اگر آپ صاحبان ہوش میں ہیں تو یقیناً جواب نفی میں دیں گے۔

عورت کے بارے میں اقوام عالم کے عقیدے پر مولنا ذولفقار احمد صاحب نے اپنی کتاب سکون دل میں لکھا ہے کہ اسلام سے پہلے عورت کے بارے میں افراط و تفریط سے کام لیا جاتا تھا بعض جگھوں میں عورت کو پورا انسان تسلیم نہیں کیا گیا انہوں نے چند ایسے جگھوں کی نشاندہی کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ فرانس کے بارے میں آتا ہے کہ وہاں کے لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ عورت ادھا انسان ہے۔ چین کے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ عورت کی اندر شیطانیت بھری ہوئی ہے کہ معاشرے میں ہر برائی کا جڑ یہی عورت بنتی ہے۔ جاپان کے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ عورت ناپاک ہوتی ہے اس لئے اس کو عبادت خانے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ ہندوستان کے اندر لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر جوان خاوند مرجاتا تو اس کی بیوی کو بھی اپنے خاوند کے ساتھ آگ میں جلنا پڑتا جسے ہندو (ستی ہونا) کہتے ہیں مرا تو خاوند مگر عورت بیچاری کو بھی موت کے منہ میں پہنچا دیتے تھے۔

آج بھی جمہوری اور سیکولر نظاموں میں عورت کو دل بہلانے اور اپنی ہوس کو ٹھنڈا کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو میاں بیوی کے درمیاں جنگ جھگڑے اور طلاق کی شرح میں اضافے کا باعث ہے کیونکہ جب عورت کی عزت وشرافت کو نظر انداز کیا گیا اور عورت کو اپنے ساتھ رکھنے کا مقصد صرف اور صرف جذبات کو سکون دینا ہوتا ہے اس وجہ سے تو مغرب میں بوڑھی عورتوں کی قدردانی نہیں کیے جاتی بلکہ معاشرے میں اس خاندان پر بوجھ ہوتا ہے اور اس بوڑھی عورت سے جان چھڑانے کی خاطر کسی لاوارث اداروں کے سپرد کردیتے ہیں جس سے مغرب میں عورتوں کے تحفظ کا بھید کھل جاتا ہے۔ قارئین حضرات اوراق کتب گردانے سے ہزاروں ایسے واقعات آپ کو ملیں گے لیکن ہم نے یہاں صرف مشت نمونہ خروار پر اکتفا کیا۔

اسلام میں عورت کی حیثیت: آئیں اب دیکھتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے۔ دین اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جس نے اس صنف نازک کو وہ تمام حقوق دے دیئے اور ظلم کی تاریکیوں سے نکال کر عدل وانصاف کی روشنیوں سے منور کردیا جو دوسرے ادیان نے ہرگز نہیں دئے ہیں چاہے اسلام کے علاوہ وہ کوئی بھی دین ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے یہ ناروا عقائد اور خواتین کے ساتھ ناروا سلوک مسترد فرمایا جس کو ہم ان شاء اللہ بالترتیب بیان کریں گے۔

جن لوگوں نے اپنی ماؤں اور بیٹیوں سے نکاح یا مجامعت کو روا رکھا تھا اس کو حرام بیان فرمایا۔ وَلاَ تَنكِحُواْ مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاء إِلاَّ مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتاً وَسَاء سَبِيلا() حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالاَتُكُمْ وَبَنَاتُ الأَخِ وَبَنَاتُ الأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللاَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللاَّتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ اللاَّتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُواْ دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلاَئِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلاَبِكُمْ وَأَن تَجْمَعُواْ بَيْنَ الأُخْتَيْنِ إَلاَّ مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُوراً رَّحِيماً(النساء آیت ۲۲ تا ۲۳)

ترجمہ: اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو اُن سے نکاح مت کرنا مگر (جاہلیت میں) جو ہو چکا (سو ہو چکا) یہ نہایت بے حیائی اور (اللہ کی) ناخوشی کی بات تھی اور بہت بُرا دستور تھا۔ ۲۲۔ تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور رضاعی بہنیں اور ساسیں حرام کردی گئی ہیں اور جن عورتوں سے تم مباشرت کرچکے ہو اُن کی لڑکیاں جنہیں تم پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں) ہاں اگر اُن کیساتھ تم نے مباشرت نہ کی ہو تو (اُن کی لڑکیوں کیساتھ نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں اور تمہارے صُلبی بیٹوں کی عورتیں بھی اور دو بہنوں کا اکٹھا کرنا بھی (حرام ہے) مگر جو ہو چکا (سو ہو چکا) بیشک اللہ بخشنے والا (اور) رحم والا ہے۔

حالت حیض میں یہ جائز نہیں کہ عورت سے نفرت کیا جائے یا رہن سہن میں اس سے دوری اختیار کیا جائے اور جن لوگوں نے حالت حیض میں عورت سے نفرت کیا رہن سہن کھانے پینے میں الگ کیا اس کی برائی کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں مسترد فرمایا کہ حیض کے دوران عورت سے صرف مجامعت نہ کی جائے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُواْ النِّسَاء فِي الْمَحِيضِ وَلاَ تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّهُ إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ(البقرة آیت ۲۲۲)

ترجمہ: اور تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ تو نجاست ہے سو ایام حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہو (صرف جماع نہ کرو) اور جب تک پاک نہ ہو جائیں اُن سے مقاربت (یعنی جماع) نہ کرو۔ ہاں جب پاک ہو جائیں تو جس طریق سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ارشاد فرمایا ہے اُن کے پاس جاؤ کچھ شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کو حیض آیا تھا تو انہوں نے آپ ﷺ سے ہاتھ کھینچ لیا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ حائضہ ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ حیض تمہاری ہاتھ میں تو نہیں۔ یہ کتنا برا عقیدہ تھا کہ عورت کو جب حیض آجائے تو اس کو دیگر حیوانات کی طرح کسی الگ کمرے میں بند کیا جائے گویا کہ یہ انسان ہی نہیں۔ جیسا کہ پہلے اس کا ذکر ہوا کہ عورت کو حق مہر نہیں دیا کرتے تھے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا وَآتُواْ النَّسَاء صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْساً فَكُلُوهُ هَنِيئاً مَّرِيئاً)(وَلاَ تُؤْتُواْ السُّفَهَاء أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّهُ لَكُمْ قِيَاماً وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُواْ لَهُمْ قَوْلاً مَّعْرُوفاً(النساء آیت ٤ تا ٥)

ترجمہ: اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تمہیں چھوڑ دیں تو اُسے ذوق وشوق سے کھالو ۴۔ اور بے عقلوں کو اُن کا مال جسے اللہ نے تم لوگوں کیلئے سبب معیشت بنایا ہے مت دو (ہاں) اس میں سے اُن کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور اُن سے معقول باتیں کہتے رہو۔ اور ان کی ایک اور بدترین خصلت کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے اس کی قباحت وممانعت اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمائی۔ وَإِذَا الْمَوْؤُودَةُ سُئِلَتْ () بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ(التکویر ایت ۸ تا ۹) ترجمہ: اور جب اس لڑکی سے جو زندہ دفنا دی گئی پوچھا جائے گا۔ ۸۔ کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی؟۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کے اختلاط سے بھی منع فرمایا کہ اس میں عورت کیلئے بے عزتی ہے کیونکہ اختلاط کے دوران مرد اس کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں اور عورت کی عزت کو پامال کرتے ہیں اور اس سے معاشرے فساد پھیلتا ہے ایمانی غیرت وحمیت کسی شریف انسان کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ اس کی بہن، بیٹی، بیوی وغیرہ کسی غیر مرد کیلئے دل بہلانے کا ذریعہ بنتی چلی جائے۔ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً) (وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفاً

خَبِيۡراً (الأحزاب آیت ۳۲ تا ۳٤) ترجمہ:اوراپنے گھروں میں ٹھہری رہواورجس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ اورنماز پڑھتی رہواورزکوٰۃ دیتی رہواوراللہ اوراُس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو۔ اے(پیغمبر کے)اہلِ بیت!اللہ چاہتاہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دُور کردے اورتمہیں بالکل پاک صاف کر دے۔۳۳۔اورتمہارے گھروں میں جواللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اورحکمت (کی باتیں سنائی جاتی ہیں) ان کو یادرکھو بیشک اللہ باریک بین اور باخبر ہے۔اب آپ صاحبان ہی بتائیں کہ کیامخلوط نظام تعلیم جائز ہے؟اس سےتو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ مردوعورت ایک دوسرے کے ساتھ اختلاط نہیں کریں گےاس سے معاشرے میں فساد برپا ہوجاتا ہے۔عورت کی مثال آئینہ کی سی ہے جس پر معمولی میل کچیل باآسانی برااثر کرتا ہےاور بہت جلدٹوٹنے والی چیز ہے اگرشیشہ اپنی جگہ پڑارہاتو وہ ٹوٹنے سے محفوظ ہوگااوراگرکوئی اس کوادھرادھر پھینکے گاتو وہ ٹوٹے گی ایساہی عورت بھی ہےاگروہ بے پردگی کرے گی توٹوٹی گی اور ہرکسی کے منہ میں پانی بھر آئے گاجیساکہ عورتیں میراتھن ریس کرتی ہوں توکیادیکھنے والوں کامنہ میں پانی نہیں آئے گا۔شریعت نےعورت کے پردے کوملحوظ رکھتے ہوئے حکم کیاہے کہ جب عورت حج وعمرہ اداکرتی ہےتوسعی بین الصفاوالمروہ (صفااورمروۃ کے درمیانی حصے میں دوڑ) نہیں کریگی اگرچہ یہ حکم واجب ہےلیکن عورتوں پرنہیں کیونکہ اس میں بے پردگی ہے دوپٹہ سرسے گرے گاسترکھل جائے گااس لئےعورت اپنی معتادعادت کے مطابق چال چلے گی اس طرح طواف میں بھی عورت سعی نہیں کریگی عورتیں شریعت کے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں لیکن اس کے برعکس ہمارے زمانے کی عورتوں نےاتنی ترقی کی ہیں کہ کرکٹ کے میدان میں بھی اترآئیں کیونکہ خواتین کومردوں سے پیچھے رہنے کااندیشہ ہےاور سیکولرمذہب کاتقاضاہے کہ مردوعورت دونوں میں برابری ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جب ان دونوں کومساوی نہیں قرار دیاتو ہم کیسے ان کو مساوات کادرجہ دے دیں چنانچہ ارشادگرامی ہےالرجال قوامون علی النساء (الأیہ) مردعورت پرحاکم ہوگاایسانہیں ہوسکتاکہ عورت مردپرحاکم ہویاعورت مردوں پرحکومت کریگی کیونکہ مردکواللہ تعالیٰ نےعورت کامحافظ مقررفرمایاہےاورنان نفقہ کاذمہ دارٹھہرایااور جہاں بھی مردکی ذمہ داری عورت کودے دی گئی تومعاشرے پرایک بدنما داغ چھوڑتی چلی گئی اورمردوں کیلئے طعنہ وشرم کاذریعہ ثابت ہوئی۔اسلامی معاشرے میں عورت گھرکاملکہ ہےاوراندرون خانہ امورکی ذمہ دارہوگی اور جب شوہرباہرمحنت و مزدوری سے تھکاماندہ گھرلوٹےگاتواپنے گھروالوں کواس کامنتظرپائے گامردکاگھر آتے ہی اس کاتمام تھکاوٹ چندلمحوں میں اترجائے گااورزندگی سے بھرپورلطف اندوزہوگا بصورت دیگرجب عورت نان نفقہ کمانے کی غرض سےاگرگھرسے نکلےگی تو وہ بھی مردکی طرح تھکاوٹ سے چورچورہوکرگھرلوٹ آئے گی توپھرکیاخاک شوہرکی دلجوئی یاخدمت کریگی اس کیلئےتوخودایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جوخودتھکاماندہ نہ ہواوپرسے شوہرکے دل میں شکوک وشبہات نے ڈیرہ جمائے رکھاہوکہ خدا نخواستہ اس کی بیوی کوکس قسم کےمردوں سے واسطہ پڑاہو۔ان تمام مشکلات سے نجات کاواحد راستہ صرف یہ ہے کہ عورت کی حیثیت ومقام کو اسلامی قانون کی روشنی میں جومتعین کیاگیاہےمقررکیاجائے تاکہ عورت ہرقسم کی مظلومیت واحساس محرومی سے نجات پائے کیونکہ آپ نے اسلام اوردیگرادیان باطلہ میں عورت کامقام معلوم کیاکہ اسلام عورت کوکس قدرعزت کی نگاہ سے دیکھتاہےاورحقارت وذلت کی زندگی سے نجات کو یقینی بناتاہےجبکہ دیگرادیان میں مساوات کےخوشنمانعرہ سےعورت کوکس قدرذلیل کی گئی۔

بقیہ از:بدنصیبی کی بھی ایک حد ہوتی ہے

اوراس معاملے کاخوف ناک پہلو یہ کہ ان میں سے اکثرعورتیں پولیس کوظلم کرنے والے کے بارے میں نہیں بتاتی اکتوبر ۲۰۱۵ء کے گارڈین خبار نے ایک خاتون کا انٹرویودرج کیاجوتیزاب پھینکنے سے بری طرح متاثرہوئی تھی وہ اپنے مجرم کوپہچانتی تھی لیکن اس نے پولیس کواس شخص کےخوف کی وجہ سے نہیں بتایا''ویسٹ یورک شائر'' کی اس خاتون نے جوالفاظ کہے میں وہ من وعن درج کرتاہوں۔

she would not tel the police because she thought the man who attacked her was very well connected i just did not want any backlash it as just me and my mom you see

اس نے پولیس کواس لئےنہیں بتایاکہ اس پرحملہ کرنے والامعاشرے میں بہت بااثرتھااس نے کہاکہ میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ کسی بری ردعمل کااظہارکرے بس میں اورمیری ماں اس کوجانتے ہیں۔ایسےنہیں لگتاکہ یہ کہانی برطانیہ کےکسی شہری کی ہے بلکہ ہمارے ہاں کےکسی قصبے یادیہات کی ہے جہاں مجرم باآثرہوتاہےاورجرم کرکے دندناتے پھرتے ہیں۔کسی کواس خاتون پرڈاکومنٹری بنانایادنہ آئی جوبرطانیہ جیسے مہذب معاشرے اور اسکاٹ لینڈیارڈجیسی اعلیٰ پولیس کی موجودگی میں بھی خوف ذدہ تھی ان ۹۲۵ خواتین کی کہانیاں برطانوی معاشرے میں بکھرے ہوئی ہیں اور ان میں روزبروزاضافہ ہوتاجارہاہےلیکن کیاکسی برطانوی چینل کےڈرامےکسی بالی ووڈکی فلم یاپھرکسی ٹیلی ویژن کے پروگرام میں یہ سب موضوع گفتگو ہے؟میں ایک ڈرامہ نگارہوں میں نے سترہ سال ڈرامہ تحریرکیاہے میں جب ان کہانیوں کوپڑھتا ہوں توہرکہانی ایک علیحدہ فلم یاڈرامے کاموضوع ہےلیکن کوئی اپنے ملک کےاس بدنما چہرے کودنیاکے سامنے پیش نہیں کرتا۔

دوسرا یہ تأثر جو سارے میڈیا پر چھایا ہوا ہے وہ یہ کہ ایسی ظالمانہ حرکتیں صرف مسلمان کرتے ہیں جب کہ اس سلسلے میں کولمبیاسب سے آگے ہے جہاں اوسطاً سوعورتیں سالانہ تیزاب گردی کاشکارہوتی ہیں اس ملک میں ۹۵ فیصد عیسائی رہتے ہیں اس کے بعدکمبوڈیاآتا ہے وہاں کی آبادی بھی ۹۵ فیصد بدھ مت سے تعلق رکھتی ہیں بھارت،بنگلادیش،جمیکا،نیپال،نائیجیریا،جنوبی افریقہ،یوگنڈا،اور پاکستان اس فہرست میں شامل ہیں ان کی آبادیوں سے اندازہ لگائیں کہ وہاں مسلمان کتنے ہیں؟۔

لیکن بدقسمت ترین ملک پاکستان ہے جہاں سےایوارڈحاصل کرنے والی شرمین عبیدبھی موجودہےاوربقول ان کےاس''عظیم کارنامے''پروزیراعظم ہاوس کے دروازےبھی اس پرکھلتے ہیں کوئی ایسی ہدایت کاربرطانیہ میں کیوں پیدانہیں ہوتی؟ اوروزیراعظم ہاوس ۱۰ ڈاؤننگ اسٹریٹ کےدروازےاس پرکیوں نہیں کھلتے؟ہمارے بدقسمتی اوربدنصیبی کی بھی توایک ہوتی ہے۔

(بشکریہ ضرب مومن)

مصیبت میں صبر اور میدان جہاد میں تیاری کرنے والی خواتین

مولانا ابونعمان دامت برکاتھم العالیہ

قال اللہ تعالیٰ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتَ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَـٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا(النساء)

ترجمہ: اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحبِ ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی تِل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔

جس طرح کہ عورت انسانی پیدائش کا دوسرا سبب ہے اور یہ سبب اتنا اہم ہے کہ اس کو سبب اولیٰ کا درجہ دیا جا سکتا ہے اس بناء پر عورت دین اسلام کے ہر میدان میں مرد سے پیچھے نہیں رہی اس لئے کہ جب توبہ کرنے کا وقت آیا تو حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت آدم علیہ اسلام کے ساتھ برابر کی شریک تھی اور جب ہجرت کی نوبت آئی تو حضرت سارہ اور ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شانہ بشانہ شریک تھیں۔

جس طرح کہ عورت انسانی پیدائش کا دوسرا سبب ہے اور یہ سبب اتنا اہم ہے کہ اس کو سبب اولیٰ کا درجہ دیا جا سکتا ہے اس بناء پر عورت دین اسلام کے ہر میدان میں مرد سے پیچھے نہیں رہی اس لئے کہ جب توبہ کرنے کا وقت آیا تو حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت آدم علیہ اسلام کے ساتھ برابر کی شریک تھی اور جب ہجرت کی نوبت آئی تو حضرت سارہ اور ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شانہ بشانہ شریک تھیں اور جب ایک ظالم بادشاہ سے مقابلہ کرنے کا وقت تھا تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سینہ سپر تھی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تکالیف برداشت کیں جو کسی عام انسان کی بس کی بات نہیں۔اس کے بعد جب عبادت و ریاضت کا مرحلہ تھا تو حضرت زکریا علیہ السلام سے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبادت میں کم نہ تھی۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ کے ساتھ امہات المؤمنین عموماً اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا خصوصاً عبادت میں اس قدر محنت کرتی تھی کہ اپنے بالوں کو چھت کے ساتھ باندھ رکھتی تاکہ غفلت میں واقع نہ ہو۔اس کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ سے حضرت خولہؓ آنسو بہانے میں برابر تھی۔علامہ ابن سیرین جیسے بزرگ ہستی بھی حضرت رابعہ سے نصیحت اور رہنمائی حاصل کرنے کی توقع رکھتے تھے اور جب غزوہ احد میں میدان جنگ سج گیا تو حضرت ام عمارہؓ بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ تلوار چلاتی رہی۔حضرت خالد و حضرت ضرارؓ جب میدان جنگ میں تلواریں چلاتے تھے اور گھوڑوں کے دوڑنے سے میدان جنگ میں گرد وغبار بادلوں کی طرح چھا جاتے تو حضرت خولہ بنت ازورؓ بھی اس گرد وغبار میں گم ہو جاتی۔

مختصر یہ کہ خواتین بھی مردوں سے دین اسلام کی سربلندی کی خاطر کسی میدان میں پیچھے نہیں رہی۔عورتوں کی یہ مخلصانہ خدمت تو سابقہ اسلامی دور کی بات ہے اگر آج عورتوں کے حالات پر نظر ڈالی جائے تو اس مذکورہ دور کے برعکس آج خواتین اس میدان میں بہت پیچھے ہیں کیونکہ عموماً الا ماشاء اللہ ساری خواتین دنیاوی اسباب کی زیادت اور سامان زیبائش وآرائش کی دلدادہ ہیں۔اور اپنی تمام تر زندگی اسی میں مصروف کر دیتی ہیں اور دین اسلام کی خدمت کیلئے بالکل تیار نہیں بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آج کے خواتین کا کام اپنا پیٹ پالنا اور میک آپ بنانا وغیرہ ایک ایسا تصور ہے جیسے کہ حیوانات کا ہے کہ وہ نہ فی الحال اور نہ آئندہ کے بارے میں سوچتی ہیں گویا کہ ان کے ذمہ کوئی ذمہ داری ہی نہیں اس وجہ سے میں نے ضروری سمجھا کہ خواتین کے اندر دین پسندی اور جذبہ جہاد پیدا کرنے کی غرض سے چند واقعات کا ذکر کرتا چلوں کہ جس کے توسط سے آج کے خواتین میں دینی شعور اور ابدی زندگی میں کامیابی کیلئے محنت کرکے اپنے خاوند، بیٹوں اور بھائیوں کو جہاد پر امادہ کریں۔

حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۔ان واقعات میں سب سے پہلا واقعہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا ہے جو هاران نامی ایک شخص کی بیٹی تھی یہ هاران حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا هاران کے نام سے ایک دوسرا شخص بھی تھا جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھائی اور حضرت لوط علیہ السلام کا والد تھا۔جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آتش نمرود سے بچایا جو کہ بابل (آج کا عراق) میں تھا ابراہیم علیہ السلام نے یہاں سے ملک شام براستہ مصر ہجرت کرنے کا ارادہ کیا اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس سفر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شریک تھی اس سفر ہجرت میں دیگر مصائب کے علاوہ ایک امتحان یہ بھی پیش آیا کہ مصر کے بادشاہ طوطیس بن مالیا کو کسی نے خبر دی کہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ بہت خوبصورت ہیں تو بادشاہ کے کہنے پر بادشاہ کے نوکروں نے دونوں کو گرفتار کرکے بادشاہ کے سامنے پیش کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ اگر بادشاہ یہ استفسار کرے کہ اس مرد سے تیرا کیا رشتہ ہے تو تم جواب میں یوں کہنا کہ یہ میرا بھائی ہے (یہ بات جھوٹ نہیں تھی کیونکہ مسلمان مرد و عورت دینی بہن بھائی ہوتے ہیں اگر چہ وہ میاں بیوی کیوں نہ ہو) اور مقصود یہ تھا کہ اگر ظالم بادشاہ کو اس بات کا علم ہو جائے کہ یہ اس کا خاوند ہے تو اس بات کا امکان ہے کہ وہ مجھ کو قتل کر دے گا۔اس کے بعد جب ظالم بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو طلب کیا تو چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مجلس میں موجود نہیں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام بغیر کسی حائل کے وہ مجلس براہ راست دیکھ رہے تھے تاکہ اصل صورت حال حضرت ابرہیم علیہ السلام پر واضح ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔جب ظالم بادشاہ کا غلط ارادہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا جان گئی تو نماز پڑھ کر یہ دعا مانگنے لگی۔

الھم انی آمنت بك و برسولك وأحصنت فرجي الا علي زوجي فلا تسلط علي الكافر۔

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ پر اور تیرے نبی پر ایمان رکھتی ہوں اور اپنے شوہر کے علاوہ میں نے ہمیشہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر رکھی ہے پس تو مجھے اس کافر سے محفوظ رکھ۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کافر بادشاہ کے ہاتھ پاؤں شل کر دیئے ،حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے دعا کی کہ یا اللہ اس کو ابھی نہ مارنا کیونکہ پھر لوگ ہمیں اس کے موت کا ذمہ دار ٹھہرائیں گے تو دوبارہ ٹھیک ہو گیا اس کے بعد اس نے پھر غلط ارادہ کیا تو اس کے ہاتھ پاؤں پھر شل ہو گئے تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو اس کافر بادشاہ نے وعدہ کیا کہ اس مرتبہ اگر میں ٹھیک ہوا تو غلط ارادہ نہیں کروں گا اور حضرت سارہؓ سے دعا کی درخواست کی حضرت سارہؓ نے پھر دعا کی اور وہ ٹھیک ہو گیا کافر بادشاہ

نے ان کو اجازت دی اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خدمت کیلئے تحفہ میں دیا اور بہت سا مال بھی دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اس بات کا علم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس ظالم بادشاہ کے غلط ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اہل کے ساتھ فلسطین جا کر آباد ہوئے۔ چونکہ حضرت لوط علیہ السلام بھی اس سفر میں شریک تھے لیکن الٰہی حکم کے مطابق وہ سدوم اور عموری نامی (موجودہ اردن) مقام کو چلے گئے۔

جب قوم لوط کی ہلاکت کیلئے اللہ تعالیٰ نے ملائک بھیجے تو وہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانوں کی شکل میں آئے تو ابراھیم علیہ السلام نے مہمان سمجھ کر تواضع میں بھنا ہوا گوشت پیش کیا تو مہمانوں نے کھانا نہ کھایا جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وجہ دریافت کی؟ مہمانوں نے کہا کہ ہم قیمت اداء کئے بغیر کھانا نہیں کھاتے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اس کھانے کی قیمت یہ ہے کہ شروع میں بسم اللہ اور فراغت پر الحمد للہ۔ یہ سن کر ملائک نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ شخص اس بات کی اہلیت رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ دوستی رکھے اسی طرح ان مقربین ملائک کی خدمت کرنا اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تقدیر میں لکھا تھا۔ اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بات کا علم ہوا کہ یہ انسانی مخلوق نہیں بلکہ ملائک ہیں تو ان ملائک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قوم لوط کو ہلاک کرنے کی خبر دی طعام تناول نہ کرنے یا قوم لوط کی خبر پر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑی تو ملائک نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت سارہؓ کو حضرت اسحاق اور اس کے بعد حضرت یعقوب علیہم السلام کی بشارت دی کہ تمہارے دو بیٹے پیدا ہونگے یہ سن کر وہ حیران ہوئی کہ عجیب بات ہے کہ میرے ہاں کیسے اولاد پیدا ہونگی جب کہ میں بوڑھی عورت ہوں کیونکہ اس وقت ان کی عمر نوے سال تھی اور بعد میں ایک سو سینتیس سال کی عمر میں وفات پائی اس واقعہ میں اسلامی بہنوں کیلئے چند سبق آموز باتیں ہیں اول یہ کہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دین کی خاطر اپنے والدین، تمام رشتہ دار، قوم و ملک کو چھوڑ کر ہجرت کی۔ دوم یہ کہ ہجرت میں تمام مشکلات کو بڑی صبر و استقامت سے برداشت کیں۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مسلمان عورتوں میں سب سے پہلی مہاجر خاتون تھی۔ چہارم یہ کہ مصر میں ظالم بادشاہ کی ظلم سے محفوظ رہی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور یہ احسان بھی کیا کہ بادشاہ کی طرف سے طمع و لالچ میں نہیں آئی۔ پنجم یہ کہ تمام عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رہی اور مہمانوں کی خدمت کی وجہ سے ملائک کو دیکھنے اور خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ششم یہ کہ ایسے حال میں وفات پائی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے راضی تھے۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بیوی تھی اور جیسا کہ بالا اس کا ذکر ہوا کہ مصری بادشاہ طوطیس بن مالیا نے حضرت سارہؓ کو خدمت کیلئے دی تھی چونکہ یہ بہت لائق تھی اس بنا پر حضرت سارہؓ نے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نکاح کی غرض سے دی کہ شاید اس سے اولاد پیدا ہوں کیونکہ حضرت سارہؓ اولاد سے ناامید ہو چکی تھی ہاجرہؓ سے نکاح کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہاجرہؓ کے بطن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا فرمایا وہ ابھی دودھ پیتا بچہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ دونوں یعنی ماں بیٹے کو مکہ لے جا کر چھوڑ آو۔ حکم الٰہی کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو فلسطین سے اٹھا کر مکہ پہنچا دیا اور کھانے کا سامان جس میں کھجوریں اور پینے کیلئے ایک بھرا مشکیزہ پانی بھی ساتھ چھوڑ آئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام واپسی کی غرض سے مڑ گئے تو بی بی ہاجرہؓ نے پیچھے سے آواز دی کہ تم ہمیں ایسے مقام پر چھوڑ کے جارہے ہو کہ یہاں دور دور تک انسان ہے اور نہ زندگی گزارنے کیلئے دوسری چیزیں۔ بی بی ہاجرہؓ نے ایک مرتبہ سے زائد یہ کہا۔ تیسرے مرتبہ بی بی ہاجرہؓ نے پوچھا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہمیں چھوڑ کر جارہے ہو چنانچہ علماء کرام نے اس کا یہ قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔ ایـن تذهب و تتر كنا بهذ الوادى الذى ليس فيه أنيس ولا شئى فقالت لـه ذالك مـراراً و جعل لا يلتفت اليها فقالت آلله أمرك بهذا ؟ قال نعم قالت اذاً لا يضيعنا (تاريخ مكه والمدينة لابن ضياء ص ١٣٢)

یعنی تم کہاں جارہے ہو اور ہمیں ایک ایسی وادی میں چھوڑے جارہے ہو کہ نہ تو یہاں کوئی انسان ہے اور نہ زندگی گزارنے کیلئے کوئی دوسرا ذریعہ، یہ بات حضرت ہاجرہؓ نے کئی بار دہرائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے آخیر میں حضرت ہاجرہؓ نے پوچھا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی مطابق ہم کو یہاں چھوڑ رہے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ "ہاں"۔ یہ سن کر حضرت ہاجرہؓ مطمئن ہوئی کہ کوئی بات نہیں اگر معاملہ ایسا ہے تو پھر ہم کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل کو چھوڑ کر فلسطین کی طرف روانہ ہو گئے اور جب ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تو اپنے اہل و مکہ کیلئے دعا فرمائی اور یہ دعا قبول بھی ہوئی جس کی تفصیل تفاسیر قرآن میں موجود ہے۔

اس چٹیل بیابان میں ماں بیٹے نے چند دن گزارے بعد میں ان کے پاس کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بھوک و پیاس لگی تو حضرت ہاجرہؓ کسی انسان یا پانی کی تلاش کی غرض سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے معصوم بچے کو اسی مقام پر اکیلا چھوڑ دیا جہاں پر آج آب زم زم ہے اور خود جا کر صفا نامی گھاٹی پر چڑھی گھاٹی کی بلندی سے اس نے نظریں دوڑائیں مگر کچھ نظر نہ آیا اس سے اتر کر مروہ نامی گھاٹی کی طرف رخ کر دیا دونوں گھاٹیوں کے درمیان جو نشیبی جگہ تھی وہاں سے بلندی پر پہنچنے کیلئے دوڑتی چلی جاتی کیونکہ نشیبی مقام سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے تھے پانی یا کسی انسان کی تلاش میں حضرت ہاجرؓ نے صفا اور مروہ نامی گھاٹیوں میں سات مرتبہ چکریں (گردش) مکمل کئے بالکل اسی طرح جس طرح کہ پہلی گردش تھی ان گردشوں کے دوران حضرت ہاجرہؓ کو کچھ آوازیں بھی سنائے دیتی مگر وہ نہیں سمجھتی تھی جب ناامید ہو کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف لوٹنے لگی تو کیا دیکھتی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس پانی کا ایک چشمہ بہہ رہا ہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام یہ پانی پی کر سیراب ہو رہے ہیں علماء حضرات نے لکھا ہے کہ یہ چشمہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اس مقام پر اپنا پَر مار کر جاری کیا حضرت ہاجرہؓ نے پہنچتے ہی اپنا مشکیزہ پانی سے بھر دیا اور پانی سے ارد گرد بند بنا کر ایک جگہ ٹھہرا دیا اور فرمایا کہ زم زم یعنی رک جا اس وجہ سے اس چشمے کا نام زم زم پڑ گیا۔ کچھ دور فاصلے پر ایک قوم آباد تھی جس کا نام قبیلہ جرہم تھا اس قبیلہ والوں نے ایک دن فضاء میں ایک ایسا پرندہ دیکھا جو اکثر پانی کے مقام پر موجود رہتا ہے تو انہوں فیصلہ کیا کہ ضرور آس پاس میں کہیں پانی موجود ہے جس کی وجہ سے یہ پرندہ یہاں فضاء میں پرواز کر رہا ہے۔ چند افراد تلاش کی غرض سے نکل پڑے انہوں نے یہ مقام معلوم کر کے اپنی قوم کو خبر دی وہ قبیلہ والے آ کر حضرت ہاجرہؓ سے یہاں سکونت پذیری کی درخواست کی حضرت ہاجرہؓ نے ایک شرط پر یہ درخواست قبول کی کہ پانی کی ملکیت پر صرف میرا حق ہوگا۔ جرہم قبیلہ نے یہ شرط منظور کر لی اور آباد ہونے لگے۔ جرہم قبیلہ والے عربی زبان تھے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ان سے عربی زبان سیکھ لی جب جوان ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ لاسلام نے دوبارہ تشریف لا کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے فرمایا

بقیہ صفحہ نمبر 15 پر

عدالت کا فیصلہ، مقتول زندہ قاتل مردہ

مفتی ابوعمر صادق صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

کرہ ارض پر زمین کے اس خطے کو ملک یا ریاست کہا جاتا ہے، جس میں رہنے والے ایک قانون و آئین یا دستور کے تحت زندگی بسر کرتے ہوں اور قانون کے تحت اپنے معاملات و تنازعات کے فیصلے کرتے ہوں، قطع نظر اس سے کہ یہ آئین یا قانون اسلامی ہو یا کفری اور یہی ملک دنیا میں اس قانون سے پہچانا جاتا ہے اور اس کی بالاتری عدالت کے واسطے سے معلوم کی جاتی ہے ، پس جس ملک میں عدالت کسی بھی قانون کے تحت فیصلہ کرتی ہے، اس ملک میں امن ،خوشحالی اور ترقی روز بروز بڑھتی رہتی ہے، عوام اور حکمران تو کیا سب کے سب عدالت سے خوش وراضی ہوتے ہیں حتیٰ کہ ملکی اور غیر ملکی تمام کے تمام قانون کے سامنے گردن تسلیم خم کرتے ہیں، کفری ممالک تو اس قاعدہ کے تحت زندگی گزار کر پورے کرہ ارض پر احاطہ کئے ہوئے ہیں، لیکن افسوس ان ممالک پر ہے کہ دعویٰ تو اسلام کا کرتے ہیں اور لاقانونیت اور خودسری میں کفر کو بہت پیچھے چھوڑ آئے ہیں، ان نام نہاد اسلامی ممالک میں سے ایک نام پاکستان کا بھی آتا ہے، جس میں رہنے والوں کیلئے کوئی قانون نہیں ہے، اسلامی قانون ہے نہ کفری، حکومت وقت ابن الوقت (درہم اور دینار) بالفاظ دیگر ڈالر کے پجاری بن کر اپنے آقا امریکہ اور برطانیہ کو جس طرح بھی خوش رکھ سکتی ہے رکھتی ہے، مثال کے طور پر ریمنڈ ڈیوس دو پاکستانیوں کا قاتل پرامن طریقے سے ہوائی جہاز میں بٹھا کر امریکہ پہنچایا گیا۔ کیا ریمنڈ ڈیوس نے قتل نہیں کیا تھا؟ کیا ریمنڈ ڈیوس نے اس ملک کے قانون کی خلاف ورزی نہیں کی تھی؟ کیا ریمنڈ ڈیوس کے مقتولین کے وارثوں نے عدالت سے قصاص کا مطالبہ نہیں کیا تھا؟ کیا حکومت وقت کی یہ ذمہ داری نہیں بنتی کہ وہ ایک کافر سے اپنی رعایا کو تحفظ دے سکے؟ کیا پاکستانیوں کا خون کافر کے خون سے سستا ہے؟ کہ دن دیہاڑے بھرے بازار میں سرعام اسے بہایا جائے؟ رعایا کو حکومت وقت نے دھوکہ دینے کیلئے اسے یہ رنگ دیدیا کہ ''عدالت نے فیصلہ کیا'' مقتولین کے وارثوں پر خصوصاً اور پاکستانی عوام پر عموماً جو کچھ گزرا وہ تو گزرا کیونکہ اسے تو گزرنا ہی تھا، وہ زخم ابھی مندمل نہیں ہوا تھا کہ اچانک ایک اور زخم نے پچھلے زخم پر نمک پاشی کرکے دل ودماغ پر ایسا وار کیا کہ پوری قوم کی عقل دنگ رہ کر اڑ گئی، کہ گستاخ رسول ﷺ سلمان تاثیر کے قاتل کو پھانسی دے دی گئی، لوگ سڑکوں پر نکل آئے، مظاہرے کئے، مذہبی وسیاسی پارٹیوں کو بھی عوام کو اپنے حق میں کرنے کا موقع ملا تو انہوں نے بھی آنکھیں بند کرکے دو تین جملے حکومت کے خلاف کہہ ڈالے، دوسری سیاسی پارٹیوں نے بھی اس سنہرے موقع کو غنیمت جان کر موجودہ حکومت کے تختہ الٹ کرنے کیلئے عوام کے سامنے غم وغصے کا اظہار کیا، لیکن ہوا کچھ بھی نہیں اور نہ اس سے کچھ ہوگا کیونکہ جمہوری حکومتوں کا عوام کے غم وغصہ کے اظہار اور نکالنے کیلئے یہی قانون ہے، چند دن جلسے جلوس اور مظاہرے کرکے بس بات ختم۔ آیئے شریعت کی نگاہ سے اور پاکستانی قوانین کی رو سے گستاخ رسول ﷺ کے قاتل کا جائزہ لیتے ہیں کہ قانون میں اس کیلئے سزا ہے یا کہ شاباش؟۔
مجموعہ تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۵ ص ۲۹۱ میں لکھتے ہیں:

> رسول اکرم ﷺ کی بابت خلاف شان الفاظ استعمال کرنا جو کوئی الفاظ خواہ منہ سے بولے جائیں یا لکھے جائیں یا لکھے گئے ہوں یا نظر آنے والے نمونوں سے یا کسی اتہام چالاکی یا کنایہ سے بلا واسطہ یا بالواسطہ مقدس پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے متبرک نام کی بے حرمتی کریں (تو اسے موت کی سزا یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا) ضابطہ قابل دست اندازی پولیس۔
> مجموعہ تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۵ آئین پاکستان ص ۲۹۱ ڈاکٹر صفدر محمود

use of Derogatory Remarks Ect in Respect of the Holy prophet (pBuh)

رسول اکرم ﷺ کی بابت خلاف شان الفاظ استعمال کرنا۔

جو کوئی الفاظ سے خواہ منہ سے بولے جائیں یا لکھے جائیں یا لکھے گئے ہوں یا نظر آنے والے نمونوں سے یا کسی اتہام چالاکی یا کنایہ سے بلا واسطہ یا بالواسطہ مقدس پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے متبرک نام کی بے حرمتی کریں (تو اسے موت کی سزا یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا)

(ضابطہ قابل دست اندازی پولیس)

شریعت مطہرہ میں جو بندہ رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی یا استہزاء کرے وہ مرتد ہوجاتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ () لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ(التوبہ)

ترجمہ: اور اگر تم ان سے (اس بارے میں) دریافت کرو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے کہو کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے؟۔ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کر دیں تو دوسری جماعت کو سزا بھی دیں گے کیونکہ وہ گناہ کرتے رہے ہیں۔ اور جو کوئی مرتد ہوجائے تو اس کی سزا قتل ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ من بدل دینه فاقتله ۔

(سنن النسائی رقم الحدیث ٤٦٦)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اپنا دین تبدیل کرے تو اس کو قتل کردو۔ اور جو کوئی مرتد مخفف کو بغیر طلب توبہ یا امیر کی اجازت کے بغیر قتل کردے تو اس پر قصاص نہیں ہے۔ (المحرر فی الفقہ ص ١٦٩) تو مرتد مغلظ جیسا سلمان تاثیر کے قاتل پر بطریق اولیٰ کچھ قصاص نہیں ہوگا اور جو کوئی سلمان تاثیر جیسا گستاخ رسول ﷺ ہو تو اس کے قاتل کو نشان حیدر دینا چاہئے نہ کہ قصاص جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ارشاد نبوی ہے: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ دور نبوی ﷺ میں ایک نابینا شخص تھا اس کی ایک باندھی تھی کہ جس کے پیٹ سے اس کے دو بچے تھے، وہ باندھی اکثر وبیشتر رسول کریم ﷺ کا برائی سے تذکرہ کرتی تھی (اور اس کے دو بچے تھے) وہ نابینا شخص اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرتا تھا، لیکن وہ نہیں مانتی تھی اور اس حرکت سے باز نہ آتی، چنانچہ حسب عادت اس باندھی نے ایک رات میں رسول کریم ﷺ کا تذکرہ برائی سے شروع کردیا وہ نابینا شخص بیان کرتا ہے کہ مجھ سے یہ بات برداشت نہ ہوسکی ، میں نے اس کو مارنے کیلئے ایک نیچہ (درانتی) اٹھایا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر میں نے وزن دیا یہاں تک کہ وہ باندی مرگئی، صبح کو جس وقت وہ عورت مردہ نکلی تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا، آپ ﷺ نے تمام حضرات کو اکٹھا کیا اور فرمایا:

میں اس کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس پر میرا حق ہے (کہ وہ میری فرمانبرداری کرے) جس نے یہ حرکت کی ہے وہ شخص اٹھ کھڑا ہو، یہ بات سن کر وہ نابینا شخص گرتا پڑتا (خوف کی وجہ سے کانپتا ہوا) حاضرِ خدمت ہوا اور اس نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! یہ حرکت میں نے کی ہے، وہ عورت میری باندھی تھی اور وہ مجھ پر بہت مہربان تھی اور میری رفیقہ حیات تھی اس کے پیٹ سے میرے دو لڑکے ہیں جو کہ موتی کی طرح خوبصورت ہیں، لیکن وہ عورت اکثر و بیشتر آپ کو برا کہتی رہتی تھی اور آپ کو گالیاں دیا کرتی تھی، میں اس کو اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کرتا تو وہ باز نہ آتی اور میری بات نہ سنتی آخر کار (تنگ آکر) گذشتہ رات اس نے آپ کا تذکرہ پھر برائی سے شروع کر دیا، میں نے ایک نیمچہ (درانتی) اٹھایا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر زور دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی، یہ بات سن کر رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام لوگ گواہ رہو اس باندھی کا خون ہدر ہے (یعنی معاف ہے اور اس کا انتقام نہیں لیا جائے گا، اس لئے کہ اس نے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے کہ جس کی وجہ سے اس کا قتل کرنا لازم ہو گیا تھا)۔

(رواہ سنن النسائی وابوداؤد باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ ص ۱۸۹۳، رقم الحدیث ۴۰۷۷)

جب سلمان تاثیر کے قاتل کو سزائے موت دی گئی تو نواز شریف نے میڈیا پر یہ بیان دیا کہ عدالت نے فیصلہ کیا ہے اور عدالت کے فیصلے کو تسلیم کرنا چاہیئے، اس سے انکار نہیں کرنا چاہیئے، اور جب اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی سے پوچھا گیا تو اپنے وظیفے کو بچانے اور عوام کو دھوکہ دینے کیلئے کہا کہ اس نے عدالت کے سامنے اپنے جرم کا اقرار کیا اور عدالت نے اس سے جرم کے بدلے اسے سزائے موت دی۔ ہائے افسوس یہ کونسی عدالت ہے اور کس قانون کے تحت یہ فیصلہ کیا ہے، اگر شریعت مطہرہ کے تحت یہ فیصلہ ہو تو سراسر غلط اور اسلام پر جھوٹ ہے اور اگر مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت یہ فیصلہ ہو تو جب گستاخ رسول کی سزا قتل ہو تو پھر اس کے قاتل کو کہاں قتل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ اب پاکستان میں یہ قانون ہے کہ دہشتگردوں کی سزا موت ہے اب فوج پولیس کے علاوہ کسی اور نے دہشتگرد کو قتل کیا تو تمام عدالتیں اس کو شاباش دے گی نہ کہ سزائے موت۔ گستاخ رسول کے قاتل کو صرف بھنگیوں کو خوش کرنے کیلئے قتل کیا۔ اس سے بھی زیادہ بری خبر جو روزانہ مسلمانوں و اہلیان پاکستان کے دلوں پر چھری چلاتی ہے، جس کی نشر و اشاعت سے نہ میڈیا والے تھکتے ہیں نہ اخبار والوں کو شرم آتی ہیں، نہ ٹی وی کی سکرینز پر دکھانے والوں کو عار ہوتی ہے نہ ریڈیوز پر اطلاع دینے والوں کی زبان رکتی ہے، نہ جج صاحبان کے قلم ایسے حکم لکھنے سے خشک ہوتے ہیں، نہ جج صاحبان کو یوم قیامت کی فکر ہوتی ہے اور نہ اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں، نہ جج صاحبان کے پاس اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایسے فیصلے کرنے کے جواز کی کوئی دلیل ہوتی ہے، یقیناً آپ حیران ہونگے کہ اتنی مشہور چیز جس کی خبر سے پوری دنیا باخبر ہے اور اتنا بڑا گناہ ہے کہ جس کے لکھنے سے قلم کو خشک ہونا چاہیئے تھا، جج صاحبان کے پاس جواز کی کوئی دلیل نہیں، یہ کون سا عمل ہے جس سے اہلیان پاکستان کے دلوں پر چھری چلتی ہے؟ یہ ہے پرویز مشرف کے اقدام قتل کیس میں ملوث نوجوانان اسلام کو روزانہ درجنوں کے حساب سے سولی پر لٹکانا۔ پوری دنیا میں کسی بھی اقدام قتل کے مجرم کو کسی بھی عدالت نے ایسی کوئی سزا نہ دی ہو جس طرح کہ پاکستان میں سینکڑوں نوجوانوں کو تختہ دار پر لٹکایا گیا، اس فیصلے کو اگر ''مقتول زندہ قاتل مردہ'' کا نام دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا، کسی بھی قانون میں ایسی کوئی سزا نہیں ہے کہ اقدام قتل کیس میں ملوث افراد کو ناکامی کی صورت میں سزائے موت دی جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا قانوناً قتل عمد کی بالفعل سزا میں ارشاد ہے: یَا أَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنثَى بِالْأُنثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ () وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرہ)

ترجمہ: اے مومنو! تمہیں مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی خون کے بدلے خون) کا حکم دیا جاتا ہے (اس طرح پر کہ) آزاد کے بدلے آزاد (مارا جائے) اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت اور اگر قاتل کو اس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے کچھ معاف کر دیا جائے تو (وارث مقتول کو) پسندیدہ طریق سے (قرارداد کی) پیروی (یعنی مطالبہءخون بہا) کرنا اور (قاتل) کو خوش خوئی کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔ یہ رب کی طرف سے تمہارے لئے آسانی اور مہربانی ہے۔ جو اس کے بعد زیادتی کرے اُس کیلئے دردناک عذاب ہے۔ اور اے اہل عقل! (حکم) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے کہ تم (قتل وخونریزی سے) بچو۔ اور اگر اقدام قتل عمد کرے مگر ناکام ہو جائے تو جتنا نقصان کسی کو پہنچائے اسی کی سزا دی جائے گی، مثلاً کسی پر اقدام قتل کیا مگر اس کی آنکھ ضائع ہوئی یا ہاتھ ٹوٹ گیا اور مرنے سے بچ گیا تو اس صورت میں اقدام قتل کرنے والے کی آنکھ یا ہاتھ کو سزا دی جائی گی، جیسا کہ رب کائنات کا ارشاد مبارک ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (المائدہ)

ترجمہ: اور ہم نے ان لوگوں کیلئے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلا ہے لیکن جو شخص بدلا معاف کر دے وہ اس کیلئے کفارہ ہوگا اور جو اللہ کے فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں۔ اور حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

عن عائشہؓ ان رسول اللہ ﷺ قال لایحل دم امریء مسلم الا باحدیٰ ثلاثۃ خصال زان محصن یرجم او رجل قتل رجلا متعمداً فیقتل او رجل یخرج من الاسلام یحارب اللہ عزوجل ورسولہ فیقتل او یصلب او ینفیٰ من الارض۔ (سنن نسائی جلد سوم ص ۱۴۳)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کا خون درست نہیں ہے، لیکن تین صورتوں میں، ایک تو اس صورت میں جب کہ کوئی شخص شادی شدہ ہو کر زنا کا ارتکاب کرے، تو اس کو پتھروں سے مار ڈالا جائے، دوسرا وہ شخص جو کہ کسی کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا، تیسرا وہ شخص جو کہ مرتد ہو جائے اور خدا اور رسول ﷺ سے جنگ کرے تو وہ شخص قتل کیا جائے گا یا اس کو سولی دی جائے یا قید میں ڈالا جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ مشرف خود واجب القتل ہے ایک مرتد ہونے کی وجہ سے، دوم آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کی مخالفت کرنے کی وجہ سے، یہاں ہم اس کے ارتداد سے بحث نہیں کرتے لیکن آئین پاکستان ۱۹۷۳ء سے غداری کا مختصر ذکر کرتے ہیں کہ پرویز مشرف نے ۲۰۰۷ء میں پاکستان میں ۱۹۷۳ء کو منسوخ کر کے مارشل لاء لگایا اور مارشل لاء لگانا آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کی رو سے سنگین غداری ہے جسے قتل بھی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ آئین پاکستان ۱۹۷۳ء صفحہ ۴۶ پر ہے:

سنگین غداری۔ کوئی بھی شخص جو بزور قوت یا بظاہرہ قوت یا کسی دیگر آئینی طریق سے

بقیہ صفحہ نمبر 27 پر

چیدہ چیدہ

بندر بانٹ

وڈیرے تو آخر وڈیرے ہی ہوتے ہیں کون ہے جو وڈیروں کو قومی خزانے کو لوٹنے سے روک سکے؟ نواز شریف کی ڈھائی سالہ حکمرانی کا حساب کتاب کرتے ہوئے ماہرین کا کہنا ہے کہ نواز شریف نے اپنی ڈھائی سالہ دور حکومت میں سترہ غیر ملکی دورے کیئے جس میں پینسٹھ کروڑ روپیہ ہڑپ کر گئے یعنی نواز شریف نے پینسٹھ کروڑ کی رقم غیر ملکی دوروں کی نذر کردی جبکہ وزیر مملکت سائرہ افضل تارڑ نے غریب عوام کو صبرو تحمل کی تلقین کی اور کہا کہ مریضوں کیلئے معیاری اور مہنگی دوائی لینے کے بجائے سستی اور غیر معیاری دوائیوں کا استعمال کرنا چاہئے۔ یہ بہت بہتر مشورہ ہے کیونکہ آپ لوگ تو عوام ہیں اور غریب بھی ہیں جبکہ نواز شریف تو وزیر اعظم پاکستان ہے اگر اس نے قومی خزانے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا تو چنداں فکر کی بات نہیں صبر سے کام لو وڈیروں کی زندگی کے صرف ڈھائی سال باقی ہیں ڈھائی سال بعد یہ خود بخود اپنی موت آپ مرجائیں گے۔

خود کو بھگوان کا بندہ کہلوانے والا مفتی بن بیٹھا

آپ نے سنا ہوگا اگر نہیں سنا تو ابھی سن لیجئے کہ نواز شریف نے ایک تقریب میں مودی سے کہا تھا کہ مودی تیرا بھگوان میرا بھگوان ایک ہے اگر نواز شریف کو تھوڑا بہت علم ہوتا تو مودی کے خدا کو اپنا خدا نہ مانتے لیکن بن پڑھے مفتی بن بیٹھا کہ جب سیو دا فیس فلم کی تقریب رونمائی میں کہنے لگے کہ غیرت کے نام پر خواتین کا قتل انسانیت کی تذلیل ہے اور غیرت کے نام پر قتل کا اسلام سے کوئی نسبت نہیں ہے غیرت کے نام پر عورت کو قتل کرنا یا کوئی اور سزا دینا دقیانوس نظریہ ہے۔

اگر نواز شریف میں غیرت ہوتی تو یوں نہ کہتے بلکہ اللہ کا احسان مند ہوتے کہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں مردوں کے نزدیک عورت نام شرم وطعنہ کے مترادف تھا اور اس کے بعد مختلف ادیان کے قانون و رسم رواج میں بھی عورتیں ایک حقیر مخلوق شمار ہوتی تھیں اور آج کل کے زمانے میں اسلام کے علاوہ کسی دین و مذہب نے عورت کو وہ مقام نہیں دیا جس کی وہ مستحق تھی

نواز شریف کے نزدیک سب بے غیرت بن کر کسی کو قتل نہ کرے اس کے نزدیک جدت یہ ہے کہ مجاہدین اور بے گناہ بچوں وعورتوں کو قتل کر دیا جائے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہئے اور کسی مظلوم کو جیل کی سیاہ تنگ وتاریک کوٹھریوں میں گذشتہ کئی سالوں سے پڑے قیدیوں پر ظلم وستم کی پرواہ ہے اور نہ ہی اپنے ہموطنوں کو امریکہ کے ہاتھوں عافیہ صدیقی جیسی مظلوم عورت کو فروخت کرنے میں کوئی شرم محسوس کرنا چاہئے۔ کیونکہ حرام خور بندہ اتنا بے غیرت ہوتا ہے کہ بے غیرتی بھی شرما جاتی ہے۔

عورت اور جمہوریت

یقین کرو یا نہ کرو مگر یہ حقیقت ہے کہ پنجاب اسمبلی میں متفقہ طور پر ارکان اسمبلی نے ایک بل پاس کیا جس میں بیوی راج قائم کیا گیا ہے یہ بل قانون کا باقاعدہ ایک حصہ بن گیا اس میں لکھا ہے کہ مرد وعورت دونوں مساوی ہیں اور مرد کو عورت پر فوقیت حاصل نہیں لہٰذا آئندہ کوئی شوہر اپنی بیوی سے بدکلامی نہ کرے ورنہ اس شوہر کو سزا کے طور پر دو دن گھر سے باہر رہنا ہوگا اب شوہر کی مرضی ہے کہ وہ یہ دو دن کی سزا کس طرح کاٹتا ہے۔ اس کے علاوہ اس سزا یافتہ شوہر کیلئے کوئی چارہ نہیں کہ وہ دن کو گلی کوچوں اور سڑکوں پر اوارہ گردی سے وقت گزارے اور رات کو کسی مسجد یا سڑک کے کنارے پر شب بسر کرے کیونکہ گھر میں تو اس کیلئے کوئی جگہ نہیں۔ جمہوریت نے عورت کو بہت کچھ دیا اور ہر قسم بے عزتی و بے پردگی سے نوازا اور آزادی کے نام پر بے حیائی میں استعمال کیئے گئی۔ کسی غیر مرد کے ساتھ چلنے پھرنے کی پابندی اٹھا دی گئی۔ اگر کوئی عورت کی چال چلن پر اعتراض کرے تو نواز شریف کے بقول یہ انسانیت کی تذلیل ہے۔

این چہ عجب است کہ اس جمہوری دور میں ترقی پسند ملک پاکستان میں حقوق نسواں کے علمبرداروں نے عورت کی کوئی حفاظت نہیں کی اور نہ ہی عورت کو عزت کا کوئی مقام دلا یا بلکہ آئے روز سننے میں آتا ہے کہ ہر شہر گاؤں، سکولوں اور کالجوں میں کہیں نہ کہیں بالغ و نابالغ لڑکیوں پر اجتماعی زیادتی کی گئی۔ ہمیشہ اوباش مردوں نے عورت کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ عورت کو مرد کی دلجوئی اور تسکین جذبہ کیلئے بطور آلہ استعمال کیا گیا۔ جب تک مرد کی ضرورت رہی تو اپنے پاس رکھا اور جب ضرورت ختم ہوئی تو ٹشو پیپر کی طرح پھینک دی گئی۔ جمہوریت نے عورت کیلئے عزت کا کوئی مقام متعین نہیں کیا۔ یہ ہے جمہوریت میں عورت کا مقام۔

لیکن آپ یہ نہ سمجھیں کہ اسلام عورت کے بارے میں تنگ نظر ہے بلکہ اسلام نے عورت کو گھر چادر اور چار دیواری میں رہنے کا حکم دے کر عورت کی عزت کو یقینی بنایا اور معاشرے میں کسی بھی خاندان کو طعنوں سے محفوظ رکھا اور عورت کو گھر کا ملکہ شمار کیا ہے چنانچہ مولانا ذوالفقار احمد صاحب اپنی کتاب سکون دل میں لکھتے ہیں۔ ہماری مسلمان عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ غیر مسلم معاشرے میں بے پردہ ہونے کی وجہ سے عورت کو آزادی مل گئی نہیں ایسی بات نہیں میں نے یورپ میں ایک فیکٹری میں دیکھا کہ سامان اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کیلئے چار لڑکے تھے وہ بوریوں کو کمر پر رکھ کر لے جارہے تھے اور دو لڑکیاں تھیں، انہوں نے بھی کمر پر اپنی اپنی بوری اٹھائی ہوئی تھیں اور وہ بھی چل رہی تھیں تو میں نے فیکٹری مالک کے منیجر سے کہا کہ یہ کیا ہے کہ آپ نے لڑکیوں کو یہ کام دے دیا وہ کہنے لگا، جی اگر یہ کام نہیں کریں گی تو پھر کھائیں گی کہاں سے؟ عورت کو آزادی ملی کہ اب بوریاں اٹھا کر قلیوں کی طرح فیکٹری میں کام کر رہی ہے، کیا اسی کا نام آزادی ہے؟

یہ گھر کی ملکہ بن کر رہے گی بچوں کی تربیت کرے گی اور گھر کی اندرونی تمام معاملات کو سنبھالے گی اب بتائے کہ کس معاشرہ نے عورت کو زیادہ آسانی کی زندگی دی اسلام نے یا یورپ نے؟

اب اگر نام نہاد مذہبی پارٹیاں لاکھ شور مچائے اور تحفظ حقوق نسواں بل کے بجائے تحفظ حقوق مرداں بل پاس کرنے کا مطالبہ کریں تو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ آج کل۔۔۔۔

دُم دار انسان یا سیاستدان

اب تک جانوروں کی دم ہوا کرتی تھی اور انسانوں کیلئے دم عیب شمار ہوتا تھا احمق اور جاہل انسان کو دم دار جانور سے تشبیہ دی جاتی تھی گویا دم انسان کیلئے ایک بہت بڑا طعنہ تھا لیکن اب انسانوں میں بھی دم نمودار ہونا شروع ہوا کیونکہ گذشتہ چند مہینوں سے

پاکستانی سیاستدانوں میں یہ باتیں گردش کررہی ہیں کہ انتظار کرو کرپشن کی تفتیشی مقدمات میں نیب کا پاؤں کس کی دم پر آتا ہے۔

کوئی کہتا ہے کہ ن لیگ کی دم بڑی اور لمبی ہے جس پر ہر کسی کا پاؤں آسکتا ہے کوئی کہتا ہے کہ نہیں نیب کا پاؤں پیپلز پارٹی کی دم کی طرف بڑھ رہا ہے اور نیب پیپلز پارٹی کی دم پر پاؤں رکھ کر زرداری کو دن دھاڑے ستارے نظر آنا شروع ہوجائیں گے جبکہ دوسری طرف اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ تلخ لہجے میں بولے: کہ ایم کیو ایم اگر چہ اسٹبلشمنٹ کی پیاری بیوی تھی اس کے باوجود نیب کا پاؤں ایم کیوایم کی دم پر ہے۔ کہ نیب میں کام کرنے والوں سے پوچھنے والے پیدا ہوسکتے ہیں مگر معلوم نہیں کہ نیب کی دم پر کس کا پاؤں آتا ہے دوسری جانب پرویز رشید نے مولانا پر بڑا اس نکالتے ہوئے کہا کہ تم کیوں تحفظ حقوق نسواں بل پنجاب کے بارے میں چہ می گوئی کررہے ہو حالانکہ یہ بل پنجاب اسمبلی میں پاس ہوا ہے نہ کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں اگر تم نے پنجاب میں ؟؟؟؟؟ تو اور بات ہے۔

یہ ہے جمہوریت کی مہربانیاں جس میں شامل تمام سیاستدانوں کی پگڑیاں اچھالی گئیں اور کسی کی عزت محفوظ نہ رہی یہ سبق تو مغرب نے جمہوریت کی شکل میں بطور تحفہ دیا ہے اب کسی کے بدن پر حیاء کی چادر نہ رہی۔

اس برائے نام مقدس گائے کو تو مولانا نے بھی مہار سے پکڑ رکھا ہے وہ بھی اس مضبوط عزم کے ساتھ کہ جمہوریت کو پٹڑی سے اترنے نہیں دیں گے اب جمہوریت نے اپنے محسن کو بھی نہیں بخشا یعنی ہماری بلی اور ہم سے میاؤں یعنی اس زبان درازی کی اجازت تو جمہوریت نے دی ہے جس کو یہ لوگ آزادی رائے کہتے ہیں۔ وہ جمہوریت جس کو پاکستانی سیاستدانوں نے بڑی محنت سے پالا پوسا یہ وہی جمہوریت ہے کہ کسی کو باعزت طور پر جانے نہ دیا۔

پاپائے روم اور نام نہاد مسلمان خواتین

کفار کا ایک نیا ہتھکنڈا اور مسلمان قوم اس کے نرغے میں کیونکہ پاپائے روم نے مسلمانوں کو ورغلانے کیلئے ایک نیا شوشہ چھوڑا کہ مسلمانوں سے محبت کا اظہار کرتا ہوا اٹلی میں چند مسلمان خواتین کے پاؤں کو اپنے ہاتھوں سے دھوتے ہوئے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ مسلمان، عیسائی، یہودی و دیگر تمام مذاہب کی عقیدت مند سب بھائی بھائی ہیں اور سب ایک ساتھ چل سکتے ہیں۔ یہ سن کر آپ خود فیصلہ کریں کہ اسلام اور دیگر تمام ادیان باطلہ ایک ساتھ کیسے چل سکتے ہیں؟ کیا کہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کبھی اس بات کی اجازت دی ہے؟۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تو قرآن مجید میں بار بار آتا ہے کہ کفار مسلمانوں کے دشمن ہیں اور بھائی تو کجا دوست بھی نہیں ہوسکتے اور نیز یہ بھی فرمایا کہ کفار سے دوستی نہ رکھو جو کوئی کفار سے دوستی کرے گا وہ ان میں سے شمار ہوگا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے دوست اور بھائی صرف مؤمن ہیں اور میرا کوئی بھی رشتہ دار جو مؤمن نہیں میرا دوست نہیں ہوسکتا۔ اب جو مؤمن مسلمان مرد و عورت اگر قرآن و حدیث نبوی ﷺ پر یقین رکھتا ہو تو وہ کیسے ایک پوپ پادری کے سامنے دھونے کیلئے اپنے پاؤں پھیلا سکتا ہے؟ اور ایک پلید و نجس پادری کے ہاتھ ایک مسلمان عورت کے پاؤں کو کیسے چھو سکتا ہے؟ اور نہ ایک مسلمان عورت یہ گوارا کرسکتی ہے کہ کسی غیر مرد خصوصاً ایک کافر کے ہاتھ اس کے بدن کو چھوئے۔

اسلام کے دعویداری کی باوجود وہ مرد و عورت ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتے جو کسی شرعی عذر کے بغیر کفار کی غیر شرعی محفلوں میں بیٹھے چہ جائیکہ وہ پادری کے نجس اور پلید ہاتھ ایک مسلمان عورت کے پاؤں یا جسم کے دیگر کسی حصے کو چھوئے۔

پاپائے روم اور نام نہاد مسلمان خواتین کے اس عمل کو میڈیا کے ذرائع کے توسط سے بہت تشہیر دی گئی اور اسے ایک پسندیدہ عمل قرار دے دیا گیا۔

؎ وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا۔
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

بقیہ از: عدالت کا فیصلہ، مقتول زندہ قاتل مردہ

آئین کی تنسیخ کریگا یا ایسی کسی کوشش یا سازش میں ملوث پایا جائیگا شدید قسم کی غداری کا مرتکب شمار ہوگا (اس میں آئین منسوخ کر کے مارشل لاء لگانا بھی شامل ہے) ماشاءاللہ ایسے قانون واجب القتل شخص کیلئے اتنے بے گناہ افراد کا خون بہانا کہاں کا انصاف ہے مگر مشہور مقولہ ہے: جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ آئے قارئین حضرات کو دکھاتے ہیں کہ اقدام قتل عمد کی سزا پاکستان کے قانون میں کیا ہے؟۔ دفعہ ۳۲۴۔ قتل عمد کے ارتکاب کا اقدام: Attempt to commit Qatl i Amd جو کوئی شخص کوئی فعل اس نیت یا علم کے ساتھ اور ایسے حالات میں کرے کہ اگر وہ اس فعل کے ذریعے قتل وقوع میں لاتا تو وہ قتل عمد کا مجرم ہوتا، تو اسے دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی، جس کی میعاد دس سال تک ہوسکتی ہے، لیکن پانچ سال سے کم نہیں ہوگی، اگر جرم کا ارتکاب غیرت کے نام پر یا غیرت کے عذر پر کیا گیا ہو تو وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا، اور اگر ویسے فعل سے کسی شخص کو ضرر پہنچے تو مجرم مذکورہ بالا قید اور جرمانے کے علاوہ اس سزا کا مستوجب ہوگا، جو اس ضرر کیلئے مقرر کی گئی ہو، جو پہنچایا گیا ہو، مگر شرط یہ ہے کہ اگر ضرر مذکور کی سزا قصاص ہو جو قابل نفاذ نہ ہو، جیسا کہ کسی کی ہڈی ٹوٹنا تو ارش کا مستوجب ہوگا، اور اسے دونوں قسموں (قید محض وقید با مشقت) میں سے کسی قسم کی ایسی سزائے قید بھی دی جاسکتی ہے، جسکی میعاد سات سال تک ہوسکتی ہے۔ (مجموعہ تعزیرات پاکستان دفعہ ۳۲۴ ص ۳۲۳) اب جب کہ اس طرح کا فیصلہ عدالت کرتی ہے کہ ''مقتول زندہ اور قاتل مردہ'' تو میڈیا کے تمام ذرائع زور و شور سے خبریں نشر کرنا شروع کردیتے ہیں، اور فخریہ طور پر کہتے ہیں کہ مشرف قتل کیس میں پھانسی دی دی گئی، اس غیر قانونی فیصلہ کو کسی نے بھی غیر قانونی یا ظلم تک نہیں کہا بلکہ ہر خاص و عام کی زبان پر ایک ہی بات ہوتی ہے کہ عدالت کا فیصلہ ہے، یہ کس نے پوچھا نہ کسی نے سوچا کہ آخر کار عدالت نے کس قانون کے تحت یہ فیصلہ کیا ہے؟ نہ شرعی قانون کے تحت اور نہ اپنے خود ساختہ وضعی قانون کے تحت، جس قانون کیلئے کتنے علماء و طلباء کا خون بہایا، کتنے گھروں کو مسمار کیا، کتنے بچوں کو یتیم کیا، کتنی مسجدیں گرادی گئیں، کتنے مدارس اجھاڑ دئے گئے، اور جب قانون کے عملی کرنے کا وقت آتا ہے تو پھر فیصلہ عدالت کا بلا قانون۔ یہ پاکستانی قوم کب سمجھے گی اس بات کو کہ اس ملک میں جو کچھ ہوتا ہے، وہ انہیں کے اپنے ہاتھوں سے ہوتا ہے، یہی قوم ان ظالم و جابر اور امریکہ و برطانیہ کے کنیز سیاسی پارٹیوں کو ووٹ دیتے ہیں اور پھر جب وہ برسر اقتدار آتی ہیں، تو اس طرح کے بلا قانون فیصلے کرواتی ہیں۔ اے اہلیان پاکستان! جاگ جاؤ اور ابھی جاگ جاؤ اور ان مرتد و زندیق حکمرانوں سے جان چھڑاؤ جہاد کے راستے سے نہ کہ جمہوری طریقہ (جلسے جلوس و مظاہروں) سے، یہی حکومت تمہارے بچوں سے روزانہ اسلام کے جانبازوں اور سپوتوں کو ایک ایک پکڑ کر کے قتل کرتی رہے گی اور تمہیں اسلام اور مسلمان کا دھوکہ دیتی رہے گی، ان کا ایک ہی حل ہے اور وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ، کیونکہ اس ملک میں قانون ہے نہ اسلام، یہاں صرف برسر اقتدار پارٹی کی خودساختہ حکومت چلتی ہے۔

جاری ہے

قسط سوم

آئین پاکستان ۱۹۷۳ء یا مملکت خداداد کیلئے دی گئی قربانیوں کی منزل مقصود یا ان قربانیوں پر؟؟

مفتی ابوہریرہ صاحب

کسی شخص کو ایسا کوئی کام کرنے سے روکا جائے گا نہ ہی رکاوٹ پیدا کی جائی گی جو قانوناً ممنوع نہ ہو (ص ۴۶ بنیادی حقوق ب ۔۲ مترجم ڈاکٹر صفدر محمود) دستور کے تحت ایسے فعل کی وجہ سے بھی سزا نہیں دی جائے گی جو ارتکاب کے وقت جرم نہ ہو۔ (ص ۴۸ بنیادی حقوق ب ۔۲ مترجم ڈاکٹر صفدر محمود)

جائزہ: اسلام مکمل ضابطہ اخلاق ہے جس نے قیامت تک آنے والے انسانوں کیلئے حلال وحرام اور جائز وناجائز تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور بنی نوع انسان کیلئے جن اشیاء کی ضرورت تھی انہیں حلال ٹھہرایا اور جو چیزیں ان کیلئے نقصان دہ تھیں انہیں حرام ٹھہرایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُواْ بِالأَزْلاَمِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ مِن دِيْنِكُمْ فَلاَ تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيْناً فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (المائدہ)

ترجمہ: تم پر مرا ہوا جانور اور (بہتا) لہو اور سوٴر کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو جانور گلا گھونٹ کر مر جائے اور جو چوٹ لگ کر مر جائے اور جو گر کر مر جائے اور جو سینگ لگ کر مر جائے یہ سب حرام ہیں اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں مگر جس کو تم (مرنے سے پہلے) ذبح کر لو اور وہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی کہ پانسوں سے قسمت معلوم کرو یہ سب گناہ (کے کام) ہیں۔ آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے ہیں تو اُن سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو (اور) آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند فرمایا۔ ہاں جو شخص بھوک میں ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ ورسورۃ الحشر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الحشر)

ترجمہ: سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

تو آئین پاکستان ۱۹۷۳ء بنانے والوں نے قرآن وسنت کو بالائے طاق رکھ کر اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق اور اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے اسلام کے لبادے میں بہت سارے احکامات کو خیرباد کہا یعنی حرام کو حلال بنایا مثلاً ٹی وی سٹیشن، ریڈیو سٹیشن، فحش فلمیں، ناچ گانوں کو تجارت کا ذریعہ بنانا کیبل چینلز، سیکس سے بھرپور ناول، افسانے، اخبارات، رسائل ڈائجسٹ، ننگی تصویروں پر مبنی اشتہارات، بازاروں سڑکوں اور گاڑیوں پر ننگی تصویروں سے بھرے سائن بورڈ، اسٹیج شو، سیکولر تعلیم، مخلوط تعلیمی ادارے، موبائل فون اور کمپنیوں کے طرف سے جاری کردہ سستی پیکج، شراب خانے، طوائف خانے یعنی ہیرا منڈی، مرد وعورت کے کھیل کود، کرکٹ، فٹ بال، والی بال، باسکٹ بال، بیڈمنٹن، سنوکر، شطرنج، گھوڑا دوڑ، میراتھن ریس وغیرہ یہ اور اس جیسے دسیوں حرام اور گناہ کے کام ہیں جس کے کرنے والے کو مکمل قانونی آزادی ہے اور قانون ان جیسے اکبرالکبائر اور ام الخبائث یعنی کبیرہ گناہوں کو جرم بھی نہیں کہتا تب تو کرنے والے کیلئے سزاء مقرر نہیں۔

ان تمام امور کا استاد اگر tv کو کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا بلکہ جس طرح شراب اُم الخبائث ہے اسی طرح tv ابوالمعاصی ہے۔ tv ٹی وی انسان کے اخلاق وکردار کو بگاڑنے اور جنسی بے راہ روی میں مبتلاء کرنے میں اہم کردار اداء کررہا ہے۔

سب سے پہلے ان مذکورہ امور کا اسلامی معاشرے پر برے اثرات کا ذکر کرتے ہیں اور پھر شریعت مطہرہ میں ان کا حکم بیان کرتے ہیں تاکہ قارئین حضرات کو معلوم ہو جائے کہ آئین پاکستان ۱۹۷۳ء نے قرآن وحدیث کو منسوخ کیا ہے اور پاکستان کیلئے دی گئی قربانیوں پر۔۔۔۔ کیا ہے شیخ الحدیث مولانا مفتی نورالھدیٰ صاحب لکھتے ہیں:

ٹی وی tv کیا پیش کرتا ہے؟: ان تمام امور کا استاد اگر tv کو کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا بلکہ جس طرح شراب ام الخبائث ہے اسی طرح tv ابوالمعاصی ہے۔ tv ٹی وی انسان کے اخلاق وکردار کو بگاڑنے اور جنسی بے راہ روی میں مبتلا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے tv فحش ڈرامے گانے بجانے کے پروگرام، ٹی وی پر آنے والے ٹاک شوز اور مباحثے کیسے رذیل مخلوق کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ٹی وی کی اسکرین پر آنے والی باریک اور مختصر لباس میں عریاں عورتیں ڈراموں میں ذومعنیٰ جملے فحش لطائف گندے اور گھٹیا کردار نوجوان نسل کو تباہ کر رہے ہیں۔ مختلف ٹاک شوز میں ہونے والے بحث ومباحثے نے تہذیب و اخلاق کا جنازہ نکال دیا ہے۔ بعض اینکر پرسن دین و مذہب کے بارے میں ایسے سوالات اٹھاتے ہیں جن کا مقصد سوائے ناظرین کے دلوں میں شکوک وشبہات پھیلانے اور انہیں ارتداد کی طرف مائل کرنے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

ریڈیو نے معاشرے کو کیا دیا؟: جب ٹی وی نہیں تھا یا ٹی وی عام نہیں ہوا تھا تو ریڈیو نہایت قیمتی آلہ شمار کیا جاتا تھا ریڈیو کو باطل قوتوں نے اپنے پروپیگنڈے کیلئے خوب استعمال کیا ریڈیو کے ذریعے خبریں معلوم کرنا ایک جزوی فائدہ ہے لیکن چوبیس گھنٹے کے دورانیہ کا اگر جائزہ لیا جائے تو ریڈیو فحاشی پھیلانے کا ایک زبردست آلہ ہے پچھلے کئی سالوں سے ایف ایم ریڈیو چینلز نے معاشرے کو تباہ کرنے میں جو کردار ادا کیا ہے وہ کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے بعض

ریڈیو چینلز اسلامی پروگراموں کا تڑکا لگا کر اپنے آپ کو اسلام پسند کہلانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں مگر دن بھر کے شیڈول میں گانوں کا تناسب زیادہ ہوتا ہے فون کالرز جن میں زیادہ تر لڑکیاں ہوتی ہیں اور ریڈیو میزبان جس قسم کی گپ وشپ کرتی ہے اسے محض سننے کیلئے حوصلہ درکار ہے خصوصاً لیٹ نائٹ گفتگو میں تو بداخلاقی و بے شرمی کی تمام حدیں پار کر دی جاتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ شیطان ننگا ناچ رہا ہے۔

ملبوسات کلچر: معاشرے کو جنسی بنانے کا ایک نہایت مؤثر اور اہم ذریعہ ملبوسات ہیں لباس انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے حیا و وقار اس سے وابستہ ہے لیکن مسلمان عورتوں کو ایمان سے محروم کرنے اور مردوں کا مرکز نگاہ بنانے کیلئے اس ذریعہ سے زوردار کوششوں کا آغاز بچپن سے ہی کر دیا جاتا ہے چھوٹی معصوم بچیوں سے لے کر دس گیارہ سال کی بچیوں کے ریڈی میٹ ملبوسات ایسے ہوتے ہیں جو شریف لوگوں کی نگاہیں جھکانے کیلئے کافی ہیں اس سلسلے میں مختلف تقریبات منعقد کئے جاتے ہیں۔

فیشن شوز میں جہاں نیم عریاں نوجوان لڑکیاں اور عورتیں بے ہنگم لباس پہن کر مرد و زن کے سامنے کیٹ واک (بلی کی چال) کرتی ہیں بعد میں ان کی تصاویر اخبارات، رسائل اور جرائد میں شائع کئے جاتے ہیں۔ مرد و زن کو آپس میں کھلے اختلاط کا موقعہ فراہم کرنے کیلئے کلچرل شوز بھی منعقد کئے جاتے ہیں جہاں فحش لطائف پر مبنی گانے اور ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں اس کے علاوہ کلچرل شوز میں نو عمر لڑکوں اور لڑکیوں کو بھی دعوت دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی بے باکی کا مظاہرہ کر سکیں۔ اس طرح کے پروگراموں میں ہر لڑکا اور لڑکی کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ اس میں حصہ لے سکے اس طرح کے پروگراموں کے انعقاد کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نوجوان طبقہ گناہ کے احساس سے بے گانہ رہے اور حرام امور کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ سمجھ کر قبول کرے۔

مخلوط اور جنسی تعلیم: مسلم معاشرے کو بے راہ روکرنے اور اسے دین و اخلاق اور حیا و شرم سے بیگانہ کرنے کا ایک طریقہ جنسی اور مخلوط تعلیم کا بھی ہے۔ پاکستان کے تمام شہروں میں بعض اداروں میں اس کا آغاز کیا جا چکا ہے اس مخلوط تعلیمی نظام میں لڑکے و لڑکی کا تعلق قائم ہو جاتا ہے بسا اوقات ناتجربہ کاری کے باعث والدین کی بدنامی کا سبب بنتا ہے۔ اس کے سدباب کیلئے انہیں محفوظ جنسی تعلقات کے طریقے بتائے جاتے ہیں۔

موبائل فون کلچر: جب سے موبائل فون آیا ہے شیطانی قوتوں کو مسلم معاشرے میں نقب لگانے کا آسان موقعہ فراہم ہوا ہے اس موبائل فون نے کتنے گھرانوں کو اجاڑ دیا ہے اور اس موبائل فون نے کتنی ہی بھولی بھالی بچیوں کی عصمت کو تار تار کیا ہے موبائل کمپنیوں کے لیٹ نائٹ پیکجز اس سلسلے میں نہایت مہلک ثابت ہوتے ہیں اور اس کے بھیانک نتائج سب کے سامنے ہیں۔ موبائل فون نے بدمعاش اور شیطان صفت لوگوں کو نہایت شریف گھرانوں کی بچیوں تک رسائی کا آسان موقعہ فراہم کیا ہے موبائل فون پر جب کوئی درندہ بھولی بھالی بچی کو سہانے خواب دکھا کر ورغلاتا ہے تو اسے اپنے ہدف تک پہنچنے میں دیر نہیں لگتی۔

کمپیوٹر اور انٹرنیٹ: یہ موبائل فون سے بھی زیادہ بدترین آلات ہیں اس نے ترقی کے نام سے دنیا کو گلوبل ویلج بنانے کے بہانے کیا کچھ غیر مسلم تہذیبوں کو رائج نہیں کیا جو انسان کو اپنے جال میں پھنسائے بغیر نہیں رہتے۔ بڑے بڑے پارساؤں کو اس حمام میں ننگا دیکھا گیا ہے اس لئے کہ بظاہر سب سے محفوظ آلہ ہے جو انسان کے دسترس میں ہوتا ہے اور اکثر اوقات کوئی دوسرا دیکھنے والا نہیں دیکھتا۔ ایسے میں شیطان اکساتا ہے اور انٹرنیٹ کے سمندر میں موجود فحش سائٹس کھولنے پر مجبور کرتا ہے یہیں سے تباہی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ان سائٹس پر انسان وہ سب کچھ بہت آسانی سے دیکھ لیتا ہے جس کا ایک پاکیزہ معاشرے میں تصور بھی نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کا دین و اخلاق اس کی اجازت دیتے ہیں۔

شراب خانے: شراب خانے ام الخبائث ہیں مسلمانوں کا اونچا طبقہ جس کا حکمرانوں اور سرمایہ داروں سے تعلق ہوتا ہے تقریباً اس کا رسیا ہے، عوامی سطح پر پہلے اس سلسلے میں سرگرمی نہیں تھی عیسائیوں کی بستیوں میں اکا دکا شراب خانہ ہوتا تھا، لیکن اب مڈل کلاس محلوں میں بھی شراب خانے حکومت کی اجازت سے کھل رہے ہیں۔

(کیا ہمارا آئین اسلامی ہے ص ۷ تا ۹ تاخیر و تقدیم کے ساتھ)

مسلم معاشرے کو فحاشی و عریانی میں مبتلا کرنے کے مختلف ذرائع کے علاوہ بیوٹی پارلر بھی ایک اہم ذریعہ ہے ذرائع ابلاغ نے ہر عورت کے ذہن میں یہ بٹھا رکھا ہے کہ وہ بھدی ہے کالی ہے جب تک بیوٹی پارلر کا رخ نہیں کرے گی وہ قبول صورت نہیں ہو سکتی اور خوبصورتی کا اتنا پروپیگنڈہ کیا گیا کہ آج بڑے بڑے دینی گھرانوں کی عورتیں بیوٹی پارلرز کا رخ کرتی نظر آتی ہیں۔

بظاہر بیوٹی پارلر خوبصورتی آرائش و زیبائش کے مراکز ہیں مگر در پردہ زنا کے اڈے ہیں اکثر بڑے اور نامور بیوٹی پارلرز میں مرد ورکر ہوتے ہیں جن کے مضبوط ہاتھوں کے ذریعے عورتیں فنشل فیس مساج اور باڈی مساج کے عمل سے گزرتی ہیں بیوٹی پارلرز مسلمان عورتوں کو غیر معمولی طور پر متاثر اور انہیں دین اسلام سے بیگانہ کر رہے ہیں۔

طوائف خانے یا ہیرا منڈیاں: ویسے تو مذکورہ بالا امور ایسے ہیں کہ تمام کے تمام زنا کے اڈے ہیں لیکن پھر بھی حکومت وقت کی اپنی رعایا سے نظر رحمت و شفقت نے انہیں ہر طرح سے روزی کمانے اور مال بٹورنے کی اجازت دے رکھی ہے ہر بڑے شہر میں زنا کے اڈے حکومت کی سرپرستی میں چلتے ہیں۔ ان منڈیوں کے دروازوں پر باقاعدہ آپ کو پولیس نظر آتے ہونگے یہ پولیس اندر جانے والے کی جامہ تلاشی لیتی ہے اور بوقت زنا اس کی حفاظت بھی کرتی ہے تاکہ وہ پر امن ماحول میں وطن کی بیٹی کی عزت کو تار تار کرے۔

مرد و عورتوں کے کھیل کود اور اس پر جوا کھیلنا:

اگر دنیائے کفر اپنی بیٹی کو کھیل کے میدان میں اتارے تو کوئی شرم و بے عزتی کی بات نہیں، مگر جب ایک اسلامی ملک کی بیٹیاں کرکٹ، فٹبال، ہاکی، باسکٹ بال، بیڈمنٹن اور سکوائش وغیرہ کیلئے کھیل کے میدان میں اترتی ہے یا کھیل کیلئے

بقیہ صفحہ نمبر 10 پر

قسط سوم

معرکہ ایمان ومادیت

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

ان میں سے ایک کا نام diomedeus تھا لیکن اپنے چھپانے کیلئے اس نے اس نام کو بدل کر imblicus رکھ لیا تھا پھٹے اور میلے کپڑوں میں شہر جاتا تھا تاکہ حالات کا پتہ لگائے اور اپنے ساتھ کھانا بھی لیتا آئے اس پر کچھ زیادہ وقت نہیں گزرتا کہ شاہ ڈیسیس پھر شہر میں واپس آجاتا ہے اور حکم جاری کرتا ہے کہ یہ نوجوان اس کے حضور میں حاضر کئے جائیں diomedes اپنے ساتھیوں کو اس شاہی حکم سے آگاہ کرتا ہے وہ کھانا کھاتے ہیں اور بڑے فکر وقلق میں پڑ جاتے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک طویل اور گہرے نیند ان پر مسلط کردیتا ہے

جب ان نوجوانوں کا پتہ نہیں لگتا تو ان کے والدین کو طلب کیا جاتا ہے وہ اس فرار سے اپنی بے تعلقی ظاہر کرتے ہیں اور اس سے انکار کرتے ہیں کہ ان کا اس سازش میں کوئی ہاتھ نہیں ہے وہ بادشاہ کو یہ بتاتے ہیں کہ وہ anchilus کے پہاڑ میں چھپے ہوئے ہیں بادشاہ حکم دیتا ہے کہ غار کا منہ ایک بڑے پتھر سے بند کردیا جائے تاکہ وہ اس میں اپنی موت مرجائیں اور اس غار میں دفن رہیں ۔دو عیسائی جن میں ایک کا نام theodore اور دوسرے کا نام rufinus تھا آکر ان شہید نوجوانوں کا قصہ جستہ کی ایک تختی پر لکھ کر نیچے دبا دیتے ہیں جس سے غار کا منہ بند کیا گیا تھا۔

تین سو سال کے بعد شاہ تھیوڈوسیس ثانی کے عہد میں ایک بغاوت ہوتی ہے جس کی قیادت بعض عیسائی کرتے ہیں ایک جماعت جس کے رہنما پادری تھیوڈر ہیں theodore ہیں حیات بعد الموت اور حشر اجساد کا انکار کرتے ہیں عیسائی بادشاہ اس سے خوف زدہ اور فکر مند ہوتا ہے اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ ایک رئیس جس کا نام adolius ہے کے دل میں ڈالتا ہے کہ وہ اپنی بکریوں کے گلہ کے لئے اس میدان میں ایک باڑھ تیار کرے جہاں یہ غار واقع تھا معمار اس کی تعمیر کے لئے اس پتھر کا بھی استعمال کرتے ہیں جس سے غار کا منہ بند تھا اس طرح یہ غار کھل جاتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو بیدار کردیتا ہے ان کے دل میں یہ خیال گزرتا ہے کہ وہ شاید ایک رات سوئے ہیں وہ ایک دوسرے کو اس کی وصیت کرتے ہیں کہ اگر ضرورت پڑے تو انھیں ڈیسیس decius کے ہاتھوں شہادت قبول کرلینی چاہئے ان میں سے ایک diomede حسب معمول شہر جاتا ہے اور شہر کے پھاٹک پر صلیب کا نشان دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتا ہے یہاں تک کہ مجبور ہو کر ایک راہ گیر سے پوچھتا ہے کہ یہ واقعی افیسس ہے؟ اپنے ساتھیوں کو اس انقلاب عظیم کی خبر دینے کے لئے وہ بے تاب ہوجاتا ہے لیکن جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے کھانا خریدتا ہے اور اس کے بدلے میں وہ سکے پیش کرتا ہے جو اس کے پاس تھے یہ وہ سکہ تھا جو ڈیسیس کے عہد میں رائج تھا دکاندار سمجھتا ہے کہ صاحبزادہ کو شاید کوئی خزانہ مل گیا ہے وہ اور بازار کے اور لوگ اس میں اپنا حصہ لگانا چاہتے ہیں اور نوجوان کو ڈراتے دھمکاتے ہیں اور وسط شہر میں کھینچتے ہوئے لے چلتے ہیں ایک مجمع اس کے چاروں طرف لگ جاتا ہے نوجوان چاروں طرف دیکھتا ہے کہ شاید کوئی جانا پہچانا چہرہ نظر پڑ جائے لیکن کوئی جاننے والا اس کو نظر نہیں آتا حاکم اسقف اس سے حال پوچھتا ہے تو وہ سارا ماجرا بیان کرتا ہے اور ان کو اس کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ اس پہاڑ تک چلیں اور اس کے دوسرے ساتھیوں سے ملاقات کریں یہ لوگ اس کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر جاتے ہیں وہاں ان کو سیسے کی دو تختیاں ملتی ہیں جن سے نوجوان کے بیان کردہ واقعہ کی تصدیق ہوجاتی ہے وہ غار میں داخل ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھی بھی زندہ ہیں اور نور وسکینت ان کے چہروں سے ظاہر ہے یہ خبر بادشاہ theodosius تک پہونچتی ہے وہ بھی غار کی زیارت کے لئے آتا ہے اس موقعہ پر achilldes یا maximilan یا کوئی اور نوجوان کہتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر یہ نیند اس لئے مسلط کردی اور قیامت سے پہلے ان کو اس لئے بیدار کیا تاکہ حشر ونشر کا ثبوت مل جائے اس کے بعد یہ نوجوان اپنی طبعی موت مرے اور ایک رومی معبد ان کی یادگار کے طور پر وہاں قائم کردیا گیا۔ جہاں تک اس قصہ کی تاریخی اہمیت کا تعلق ہے بڑے بڑے مؤرخ اور قصے کہانیاں اور تاریخی داستانوں اور روایتوں کے ناقد بھی اس کی صحت کے قائل ہیں اور اس کو بعید از امکان نہیں سمجھتے اور اور اس کی وجہ وہ شہرت اور تواتر اور نسل در نسل اس کی منتقلی اور ان تمام قدیم کتابوں میں اس کا ذکر ہے جن سے مسیحی دنیا بھری ہوئی ہے گبن جس کا رجحان ہمیشہ اس قسم کے محیر العقول واقعات اور قصے کہانیوں کی تردید وانکار کی طرف رہتا ہے اس واقعہ کے متعلق لکھتا ہے۔

دکاندار سمجھتا ہے کہ صاحبزادہ کو شاید کوئی خزانہ مل گیا ہے وہ اور بازار کے اور لوگ اس میں اپنا حصہ لگانا چاہتے ہیں اور نوجوان کو ڈراتے دھمکاتے ہیں اور وسط شہر میں کھینچتے ہوئے لے چلتے ہیں ایک مجمع اس کے چاروں طرف لگ جاتا ہے نوجوان چاروں طرف دیکھتا ہے کہ شاید کوئی جانا پہچانا چہرہ نظر پڑ جائے لیکن کوئی جاننے والا اس کو نظر نہیں آتا حاکم اسقف اس سے حال پوچھتا ہے تو وہ سارا ماجرا بیان کرتا ہے اور ان کو اس کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ اس پہاڑ تک چلیں

اس عجیب وغریب قصہ کو محض یونانی روایات وخرافات اور اوران کے مذہبی مغالطوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ اس (مفروضہ) معجزہ کے پچاس سال تک اس کی مستند وقابل اعتماد روایات کا پورا تسلسل قائم رہا ایک شامی پادری نے جو تھیو ڈیسیس اصغر کے دو سال بعد پیدا ہوا تھا جس کا نام james of sa تھا اس کی ایک کہانی کو (جو دو سو تیس کہانیوں میں ایک تھی) افیسس کے ان نوجوان (اصحاب کہف) کی مدح کے لئے مخصوص کردیا تھا اور قبل اس کے کہ چھٹی صدی مسیحی کا اختتام ہو

اصحاب کہف کا یہ قصہ شامی زبان سے لاطینی میں gregory of rous کی نگرانی میں منتقل کر دیا گیا مسیحی عشاء ربانی کے اجتماعات کے موقعہ پر اصحاب کہف کی یاد بڑے احترام وعظمت کے ساتھ منائی جاتی رہی ان کے نام رومی تہواروں اور روسی تقویم میں غایت درجہ احترام کے ساتھ مندرج تھے اور ان کی شہرت صرف عیسائی دنیا تک محدود نہ تھی۔

جہاں تک ان سالوں کا تعلق ہے جو انہوں نے اس غار میں گزارے ان کی تعداد تین سو سال (جیسا کہ مفسرین اسلام نے مسیحیوں سے نقل کیا ہے) اور تین سو سات سال کے درمیاں ہے مؤخر الذکر قول (انسائکلو پیڈیا مذاہب و اخلاق) کے مقالہ نگار کا ہے تین سو سال اور تین سو نو سال (جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے) کے درمیاں اس فرق کو متقدمین مفسرین اسلام نے شمسی و قمری تقویم کے اختلاف پر محمول کیا ہے۔

ابن کثیر کا بیان ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خبر ہے جو اس نے اپنے رسول ﷺ کو اصحاب کہف کے غار میں مدت قیام کی بابت دی ہے جب سے ان پر نیند مسلط کی گئی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بیدار کیا اور اہل زمانہ کو ان کے حال سے آگاہ کیا اس کی مقدار تین سو سال تھی جو قمری حساب سے نو سال زیادہ بیٹھتی ہے اور شمسی حساب سے تین سو سال ہوتی ہے اس لئے کہ ہر سو سال میں قمری و شمسی تقویم میں تین برس کا فرق واقع ہو جاتا ہے سیقولون ثلا ثة مائة کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوا وزدادو تسعاً (اور زیادہ کئے اس میں نو)

انسائکلو پیڈیا کا جو اقتباس اوپر گزرا ہے اس میں گبن کی کتاب میں نیز تفسیر وتاریخ کی اکثر کتابوں میں عام طور پر یہی بات لکھی گئی ہے کہ اصحاب کہف کا غار میں پناہ لینے کا واقعہ رومی بادشاہ ڈیسیس کے عہد میں پیش آیا جس کو عرب مؤرخین اور علماء اسلام عام طور پر دقیانوس کہتے ہیں یہ بادشاہ اپنی سخت گیری اور اپنے تعصب ومظالم میں بہت مشہور تھا دوسری بات یہ کہی گئی کہ اصحاب کہف کے ظہور کا واقعہ صاحب ایمان عیسائی بادشاہ تھیودوسیس دوم کے زمانہ میں پیش آیا یہاں یہ اشکال پیدا ہو جاتا ہے کہ دونوں بادشاہوں کا درمیانی وقفہ زیادہ سے زیادہ دو سو سال ہے اسی بنیاد پر گبن نے اس مدت کا مذاق اڑایا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے بعض قدیم وجدید مفسرین نے اس اشکال سے بچنے کیلئے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ قرآن مجید میں جو یہ آیا ہے (ولبثوا فی کھفھم ثلاث مائة وازدادو ا تسعاً) وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں بلکہ یہ بات اہل کتاب کی طرف منسوب کر کے کہی گئی ہے اور اس کا تعلق صرف ان کے قیاسات و اندازوں سے ہے اور یہ بات مستقل بالذات نہیں بلکہ اس کا جوڑ ان ماسبق آیات سے ہے جن میں یہ کہا گیا ہے (سیقولون ثلاثة رابعھم کلبھم) کہیں گے یعنی اہل کتاب تین ہے چوتھا ان کا کتا ہے) اس قول کو قتادہ اور مطرف بن عبداللہؓ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اس میں یہ قرأت شاذہ بھی مروی ہے (وقالوا ولبثوا فی کھفھم ثلاث مائة سنین وازدادوا تسعاً) اس قول کو ترجیح دینے والوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کیا ہے جو اس کے معاً بعد آیا ہے یعنی (قل اللہ اعلم بما لبثوا) وہ طرف کہتے ہیں کہ اگر مدت کا تعین اللہ تعالیٰ کے طرف سے تھا تو آگے کی آیت میں اس کو علم الٰہی کے حوالے کرنے کی ضرورت نہ تھی یہی تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے لیکن علامہ الوسی نے لکھا ہے کہ یہ بات حبرؓ (عبداللہ بن عباس کا لقب) سے منسوب کرنا اس لئے درست نہیں کہ اصحاب کہف کی تعداد انہوں نے سات ہی لکھی ہے حالانکہ اس کے بعد بھی یہ آیت ہے (قل ربی اعلم بعد تھم) کہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی تعداد کو زیادہ بہتر جانتا ہے) اس لئے کہ قل اللہ اعلم بمالبثوا اور اس آخر الذکر آیت میں معنٰی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں اور دونوں میں ایک ہی بات کہی گئی ہے پس وہ اس موقعہ پر اس کا حوالہ کیونکر دے سکتے ہیں جب مسئلہ میں انہوں نے خود اس کو اختیار کیا ہے۔

بعض اور ممتاز علماء نے بھی اس نظریہ کی تردید کی ہے ان کا کہنا یہ ہے کہ عربی زبان کا ذوق سلیم اس سے انکار کرتا ہے اور اگر آدمی کو پہلے سے اس تاویل یا اس تفصیل کا علم نہ ہو تو اس کا ذہن خود اس بات کی طرف منتقل نہیں ہوتا امام رازیؒ لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول سیقولون ثلاثة رابعھم کلبھم بہت پہلے گزرا ہے اس کے اور اس آیت کے درمیاں جو آیت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں فلا تمار فیھم الا مراءً ظاھر اً (پس جھگڑا نہ کرو اس میں مگر ظاہری طور پر) اس آیت قل اللہ اعلم بما لبثوا لہ غیب السمٰوات والارض سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس سے پہلے کوئی حکایت ہو اس لئے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد صرف یہ ہے کہ اہل کتاب جو یہ کہتے ہیں اس کو چھوڑ کر اللہ کی دی ہوئے خبر پر اعتماد کرو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ (اللہ اعلم بما لبثوا) کی بنیاد پر بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ اہل کتاب کا قول ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بات اہل کتاب کے طرف منسوب نہیں کی بلکہ یہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کا کلام ہے۔

ہمیں اپنے ذہن میں یہ بات پھر تازہ کر لینی چاہئے کہ اس اشکال اور فرض کردہ تضاد واختلاف (جو ہمیں قرآن مجید کی بیان کردہ مدت اور اور گبن کی اس تعداد کے درمیاں نظر آتا ہے جو رومی تاریخ کے جائزہ کی روشنی میں لکھی گئی ہے) کی بنیاد یہ شہرت ہے کہ ان نوجوانوں کی روپوشی اور غار میں پناہ لینے کا واقعہ ڈیسیس کے عہد میں پیش آیا جس کی مدت حکمرانی ستمبر ۲۴۹ء سے لے کر ۲۵۱ء تک ہے شاید جس چیز نے اس کو اس قصہ کا ہیرو بنا دیا وہ اس کے قساوت وخون ریزی عیسائیوں پر مظالم اور سرکاری حکام کے سامنے بتوں کیلئے قربانی اور ذبیحوں پر اصرار اور ان سے سند اعتراف

لینے کا حکم ہے لیکن جو چیز اس واقعہ میں شبہ پیدا کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ بادشاہ کی حکومت کا زمانہ بہت مختصر تھا اس کو دو سال بھی آزادانہ حکمرانی کا موقعہ نہ مل سکا اور یہ مدت بھی زیادہ تر قوم گوتھ goths کے ساتھ مسلسل جنگوں میں گزری اور فرانس میں دریائے رائن کے کنارے انھیں کے ہاتھوں مقتول ہوا اس کا بہت کم امکان ہے کہ اس کو اس قلیل مدت میں اس عظیم و وسیع سلطنت کے تابع دوسرے مشرقی یونانی شہروں کے دورہ کا موقعہ ملا ہو تاریخ میں یونان اور مشرقی سلطنت میں اس کے سفر کا سراغ بہر حال نہیں the historians history of the world میں ہے کہ ڈیسیس کا عہد بہت مختصر اور پر سکون تھا زمام حکومت سنبھالتے ہی اس کو ایک بغاوت کی سرکوبی کیلئے گال کی طرف رخ کرنا پڑا اس کا کل زمانہ حکمرانی گوتھ کے ساتھ جنگ میں گزرا۔

مؤرخین نے ان عیسائی رہنماؤں کے نام درج کئے ہیں جن کو بادشاہ نے فرمان شاہی سے سرتابی کے جرم سزائیں دیں اس میں اصحاب کہف کا کہیں ذکر نہیں ہے ان سزایافتہ عیسائیوں کی تعداد بھی کچھ زیادہ نہیں تھی خود گبن نے لکھا ہے کہ سزا پانے والے مظلوموں کی تعداد دس مردوں اور سات عورتوں سے زیادہ نہ تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ چند عیسائیوں کی روپوشی ایک مقامی قسم کا واقعہ تھا اور اس وقت اس کو اتنی اہمیت حاصل نہ تھی کہ مؤرخین اس کی طرف توجہ کرتے اور مصنف اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کرتے اس کے برخلاف اس طویل اور خارق عادت نیند کے بعد ان کی بیداری پھر ان کی شہر میں آمد مذہبی حلقوں میں اس کی صدائے بازگشت اور آفاق عالم میں اس کی شہرت ایک بالکل غیر معمولی اور عجیب وغریب واقعہ تھا چنانچہ یہ دوسرا واقعہ یعنی ان کی بیداری اور تھیوڈیسیس کے زمانہ میں عیسائی دنیا میں اس خبر کی شہرت وتواتر اس قسم کے واقعات میں سے تھا جو ہر شخص کے زبان پر ہوتے ہیں اور کوئی مجلس ومحفل ان کے تذکرہ سے خالی نہیں ہوتی اور جن کی گونج گوشہ گوشہ میں پہونچتی ہے مؤرخ بھی اس کو قلمبند کرنے کے شایق نظر آتے ہیں اور راوی وناقل بھی اس کی نقل وحکایت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں اس بنیاد پر یہ بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ ان پر ظلم وزبردستی اور اس کے بعد ان کی روپوشی کا واقعہ شاہ ہیڈرین hadrian publius aelius hadinus کے زمانے میں پیش آیا ہو جس نے ایک طویل عرصہ تک حکمرانی کی اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مشرقی ریاستوں کا بہت دن تک (جس کی مدت ۱۲۹ء سے لے کر ۱۳۴ء تک پھیلی ہوئی ہے) دورہ کرتا رہا یہ بالکل ضروری نہیں کہ ظلم اور مذہبی تشدد براہ راست اسی کے زریعے یا اسی کے مشورہ سے ہوا ہو اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ اس میں اس کے علم ورضامندی کو بھی دخل ہو رومی سلطنت اس کے عہد میں بہت وسیع ہو چکی تھی اور حکام اور اہل کاران حکومت بڑی تعداد میں مختلف ریاستوں اور شہروں میں موجود تھے چنانچہ اس بات کا پورا احتمال ہے کہ ان میں سے کوئی حاکم اور اپنے علاقے کا ذمہ دار مذہبی بنیاد پر ظلم وتشدد پر اتر آیا ہو اور

اس نے اپنے ذاتی جذبہ اور مذہبی جوش سے یا حکومت کی عام سیاسی پالیسی پر عمل درآمد کی خاطر اس نئے مذہب کے خلاف سخت گیر طریقہ اپنا لیا ہو یہ بات کوئی مفروضہ نہیں بلکہ ہر حکومت اور ہر عہد میں پیش آتی رہی اس لئے اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ ان کی روپوشی کا واقعہ بادشاہ ہیڈرن کے اسی دورہ میں پیش آیا اور ان کی بیداری کا اور ظہور کا واقعہ تھیوڈیسیس کے عہد میں ہوا تو قرآن کے بیان اور عیسائیوں کی بیان کردہ مدت میں کوئی خاص فرق باقی نہیں رہتا اور وہ بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے گبن کو استہزاء کا موقع ملا تھا، ایسا کرنا اس لئے بھی ممکن اور قابل قبول ہے کہ اس قصد کے آغاز اور انجام دونوں کا زمانی تعین اور تیقن پوری طرح واضح نہیں، خود شامی اور یونانی مورخین کے اقوال میں (جو ان کی بیداری کے سال کے بارے میں ہیں) بڑا اضطراب پایا جاتا ہے ،شامی مورخین کا دعویٰ ہے کہ یہ ۴۲۵ء یا ۴۳ء کی بات ہے، یونانی روایات کا کہنا یہ ہے کہ ان کا خروج تھیوڈوسیس ثانی کی حکومت کے ۳۸ ویں سال پیش آیا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ ۴۴۶ء کا واقعہ ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید جو آسمانی کتابوں کا محافظ ونگراں بھی ہے، ان مضطرب اور مختلف روایات اور تاریخی کہانیوں سے زیادہ قابل اعتماد ہے جو کمی وبیشی، حذف وتغیر اور ترمیم واضافہ کا ہمیشہ سے شکار رہیں، عیسائیت کے خلاف تشدد اور مظالم کی لہروں ۶۴ء کے زمانے میں زیادہ کھلے ہوئے اور تندوتیز طریقہ پر سامنے آئی اور اس کی تباہ کاریوں کا سلسلہ برابر جاری رہا، یہاں تک کہ رومیوں نے بالاخرہ اس کو عمومی طریقہ پر ختم کردینے کی کوشش کی قسطنطین نے چوتھی صدی عیسوی میں عیسائیت قبول کرلی اس لحاظ سے مسیحیت کی ابتدائی تاریخ اب تک اشتباہ اور بےیقینی کے پردوں میں ہے، غرابت وضعف روایت کی وجہ سے اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور اس میں تاریخی تدوین وترتیب کی بھی بڑی کمی ہے، جو اعتماد ویقین کے حصول کیلئے ضروری ہے۔

جاری ہے

عورت کے ساتھ اسلام کی شفقت

آیئے آپ کو عورت کی زندگی کے مختلف مدارج کے اجر وثواب کے بارے میں بتا دیتا ہوں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اسلام نے عورت کے ساتھ کس قدر نرمی کا معاملہ کیا ہے۔ شریعت کا حکم ہے کہ جس گھر میں بیٹی کی پیدائش ہو تو اللہ تعالیٰ اس گھر میں رحمت کا دروازہ کھول دیتے ہیں اگر دو بیٹیاں ہو گئیں تو باپ کیلئے دو رحمت کہ ان کا باپ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ کے اتنا قریب ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں۔

بحوالہ سکون دل (تالیف مولانا ذوالفقار احمد صاحب)

قسط چہارم

عالم اسلام نظریاتی جنگ کے حصار میں

مولانا قاضی عمر مراد صاحب

سابقہ مضامین میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ یہود و نصاریٰ ہر زمانے میں چھوٹے اور بڑے پیمانے پر مسلمانوں کے اندر اپنی تہذیب مروّج کرنے کی کوششوں سے کبھی دستبردار نہیں ہوئے اور با قاعدہ اپنا اثر و رسوخ اسلامی تہذیب اور مسلمانوں کی ذہنوں پر اثر انداز کرتے رہے جس سے اسلامی خلافتیں ختم ہوتی رہی اور مسلمان ملت غلامی و بے بسی کے زنجیروں میں جکڑے رہے۔ یہ شیطانی اور باطل فکر رکھنے والوں کا طریقہ ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنا، کسی قوم کی زمین مال و اسباب کو غصب کرنا، دوسروں کی عزت آبرو کو برباد کرنا، اخلاق رذیلہ و خواہشات نفسانی کا اتباع کی عادت اور نفس امّارہ کا مالک بن کر بے حیائی و عریانی سے مجبور کبر و غرور میں سرمست آبرومند اور شریف لوگوں کیلئے دردسر کے علاوہ مسلمان معاشرہ کیلئے افراتفری و پریشانی کا سبب بنتا ہے جس کے نتیجے میں لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔

یہ شیطانی اور باطل فکر رکھنے والوں کا طریقہ ہوتا ہے کہ اللہ کے طرف سے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنا کسی قوم کی زمین مال واسباب کو غصب کرنا دوسروں کے عزت آبرو کو برباد کرنا اخلاق رذیلہ وخواہشات نفسانی کا اتباع کی عادت اور نفس امّارہ کا مالک بن کر بے حیائی وعریانی سے مجبور کبر وغرور میں سرمست آبرومند اور شریف لوگوں کیلئے دردسر کے علاوہ مسلمان معاشرہ کیلئے افراتفری و پریشانی کا سبب بنتا ہے اور لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔

اس کی واضح مثال ہمیں اموی دور خلافت میں ملتی ہے۔ وہ اندلس جو کہ ۹۳ھ بمطابق ۷۱۱ء میں طارق ابن زیادؒ نے آزاد کرایا مسلمان لشکر نے بحیرہ روم کو عبور کر کے اپنی واپسی کے راستے مسدود کئے فتح یا شہادت کے مضبوط ارادوں نے اس لشکر جرّار کو ہمت اور حوصلہ دیا۔ اور مسلمانوں کی رعب و دبدبہ میں نمایاں اضافہ کیا اور مسلسل ایک پُرسکون تسلّی بخش سازگار ماحول رہا۔ اس پُرسکون اور قابل رشک ماحول کا مطالعہ کر کے علّامہ اقبالؒ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور فی البدیہہ اپنے شعر میں یوں لکھتے ہیں۔

ہسپانیہ تو خون مسلمان کا امیں ہے

مانند حرم پاک ہے تو میری نظر میں

پوشیدہ تیری خاک میں سجدوں کے نشان ہیں

خاموش آذانیں ہیں تیری باد سحر میں

اور اِسی طرح ۵۳۰ھ تک دور اموی میں باوقار مسلمانوں کی حکمرانی قائم تھی اور مسلمان ہر لحاظ سے اطمینان کی زندگی گزار رہے تھے۔ قرطبہ جیسے علم و ہنر کا شہر تشنگان علم کو سیراب کر رہا تھا۔ یہودیوں کو مسلمانوں کی یہ حالت قابل برداشت نہ تھی اس متحدہ قوت کو مغربی طاقتوں نے پارہ پارہ کرنے کیلئے خفیہ شرارتوں کے ذریعہ اندلسی مسلمانوں کو لاتعداد پارٹیوں میں تقسیم کیا اور ایک اندلس کے اندر کئی ساری حکومتیں وجود میں آئیں۔ جو آپس میں ایک دوسرے سے سخت متنفر اور مخالف تھی ہر فریق نے اپنے مخالف فریق کو شکست دینے کی خاطر یہود و نصاری سے مدد مانگی۔

مورخین حضرات اس کو طوائف الملوک کے نام سے تعبیر کرتے ہیں کفار نے اس پر بس نہیں کیا بلکہ مزید درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اندلسی مسلمانوں کا مستقل خاتمہ کیا ۵۰۰ھ تک اندلس میں خلافت اموی کا نام و نشان نہ رہا۔ بلکہ ہسپانیہ کی سرزمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کئی ساری حکومتیں وجود میں آئیں اور طوائف الملوک کا سلسلہ جاری ہوا رفتہ رفتہ ۸۹۷ھ تک ان پراگندہ اور ایک دوسرے سے مخالف بادشاہوں کا خاتمہ بھی کیا گیا آج اگر ہسپانیہ کا جائزہ لیا جائے تو اسلام کا کوئی نشان دیکھنے کا توقع بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سقوط الاندلس دروس وعبر میں الشیخ ناصر بن سلیمان عمر لکھتے ہیں کہ طوائف الملوک کے سقوط کے بعد کفری عدالتیں قائم ہوئیں اور مسلمانوں کیلئے عبرتناک اور وحشیانہ سزائیں تجویز کی گئیں جسے سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جہاں بھی مسلمانوں کو پاتے وہیں وزنی اور آہنی ہتھوڑوں سے مسلمانوں کے گوشت و پوست کو ایک کر کے جسم کی ہڈیاں اتنا ریزہ ریزہ کر دیتے کہ پہچان ناممکن تھی۔ مسلمانوں کی تلاشی لیتے وقت اس کے بدن کو برہنہ کر کے اگر ختنہ کئے ہوئے دیکھتے تو فوراً اسے قتل کر دیتے کیونکہ ختنہ مسلمانوں کی پہچان کا ذریعہ تھا۔

مسلمانوں پر اس ناگفتہ بہ حالات کے بہت سے عوامل اور وجوہات تھیں ان عوامل میں سے چند ایک یہ ہے کہ کفار سے طمع اور لالچ کی وجہ سے عقائد میں پختہ ایمان کے بجائے ضعیف ایمان نے جگہ لے لی اور منہج نبوی ﷺ کے بجائے مغرب سے دوستانہ تعلقات استوار کئے الطوائف ملوک میں سے ابوزید نامی حاکم نے نصاریٰ سے گٹھ جوڑ کر کے جزیہ دینا منظور کیا، جبکہ اس سے پہلے مسلمان نصاریٰ سے جزیہ وصول کرتے تھے۔ غرناطہ میں دوسرا حاکم ابن الاحمر نے بھی نصاریٰ کو جزیہ دینا قبول کیا، تا کہ نصاریٰ کے شر سے محفوظ رہ سکے اور بوقت ضرورت ہم منصب مسلمانوں سے جنگ میں نصاریٰ سے مدد لے سکے، یہ اس لئے کہ طوائف الملوک میں سے ہر ایک نے

مسلمان بھائی سے دشمنی اور کفار سے دوستی اختیار کر رکھی تھی اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرامین بھول چکے تھے کہ کفار سے دوستی نہ رکھو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاء بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ(۵۱)فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَن تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُواْ عَلَى مَا أَسَرُّواْ فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ(سورة المائدہ)

ترجمہ: اے ایمان والو مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں سے ہے اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو، اب تو دیکھے گا ان کو جن کے دل میں بیماری ہے دوڑ کر ملتے ہیں ان میں، (اور) کہتے ہیں کہ ہم کو ڈر ہے کہ نہ آجاے ہم پر گردش زمانہ کی سو قریب ہے کہ اللہ جلد ظاہر فرمادے فتح یا کوئی حکم اپنے پاس سے تو لگیں اپنے جی چھپی بات پر پچھتانے۔

لاَ تَجِدُ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءهُمْ أَوْ أَبْنَاءهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُوْلَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُوْلَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ(المجادلۃ)

ترجمہ: جو لوگ اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔

کفار کیلئے مسلمانوں سے یہ دوستی کارآمد ثابت ہوئی کیونکہ مسلمانوں نے وہ مظالم جو ابھی اس کا ذکر ہوا بھولا دیئے جس کے نتیجے میں آج ہسپانیہ مکمل طور پر برطانیہ کے زیر تسلّط ہے اور آج بھی کفار سابقہ منصوبوں پر عمل درآمد کرنے کا پابند ہے کیونکہ گورنمنٹ آف جبرالٹر (سابقہ نام جبل طارق) نے اپنے ۱۹۹۵ء کرنسی نوٹ کے اگلے رُخ پر ملکہ الزبتھ کی تصویر جبکہ دوسرے رُخ پر ایک فرضی تصویر جو کہ طارق ابن زیادؒ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے نقش کیا ہے۔

(بحوالہ طارق ابن زیاد، از صادق حسین صدیقی)

تا کہ مسلمانوں کو دھوکے اور مغالطہ میں برقرار رکھا جا سکے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ مغربی کفار نے کتنا بڑا بھیانک منصوبہ بنا رکھا ہے کیونکہ طارق ابن زیادؒ اور ملکہ الزبتھ کے درمیان کیا مماثلت ہے؟ ایک تو خدائے واحد لاشریک پر یقین رکھنے والا قران وسنّت کا حقیقی معتقد اور مسلمانوں کی سربلندی کیلئے جان کا نذرانہ پیش کرنے والا طارق ابن زیاد ہے، جبکہ دوسری طرف شیطان کا الہ کار اور دجّال کا نمائندہ ملکہ الزبتھ ہے۔ تو پھر اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں اور کفار کے درمیان ہم آہنگی پیدا کی جائے اور کفر سے نفرت کا عقیدہ مسلمانوں کے دلوں سے نکال کر محبتوں کا عقیدہ مروّج کیا جائے۔ زمانہ قدیم سے لیکر آج تک کفار کا یہی طرز عمل رہا ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اتحاد و اتفاق ختم کرانے کیلئے مختلف اور گہرے منصوبہ بندیوں سے کام لیتے ہیں تا کہ اپنے مقاصد تک رسائی کو ممکن بنادے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلاَ يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىَ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُواْ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُوْلَـئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَأُوْلَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (سورة البقرہ ۲۱۷)

اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر مقدور رکھیں تو تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھیر کر (کافر ہوا) کفر کی حالت پر مرا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس خطرہ سے بچنے کیلئے جہاں بھی مجاہدین کے درمیان اختلافات، جنگ وجدل کی نوبت آئی امیر محترم عمر خالد حفظہ اللہ تعالیٰ نے متعدد بار مجاہدین کو پیغام دیا ہے کہ دیکھو ہمارے درمیان اختلافات خود بخود اور اتفاقاً وجود میں نہیں آتے بلکہ یہ کفار کی طرف سے خفیہ اداروں کی کارستانی ہے جو کہ مشاہدہ اور تجربہ سے بھی ثابت ہے۔ ہم کو بنیان مرصوص یعنی سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننے نہیں دیتے مگر حالات جوں کے توں رہے۔

حالات کا بغور جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہدین کی کامیابی مستقبل قریب میں متوقع ہے، کیونکہ مجاہدین پوری قوت وہمت سے دشمن پر حملہ آور ہیں جس سے دشمن کے حوصلوں کو شکست کا سامنا ہو رہا ہے۔ البتہ مکمل کامیابی میں ذرہ دیر ہے اور مسلمانوں پر الٰہی امتحان طول پکڑتا چلا گیا اس امتحان کی طوالت کی وجوہات یہ نہیں کہ مجاہدین کو درکار وسائل کی کمی ہے جس میں افرادی قوت اور دیگر ساز وسامان شامل ہے یا یہ کہ وسائل کے اعتبار سے مجاہدین دشمن سے ہم پلہ نہیں بلکہ اس کا صرف ایک ہی علت ہے اور وہ ہے مجاہدین کے اندرونی اختلافات اور علیٰحدہ وضع شدہ طریقہ کار جو کہ ہر دھڑا اپنی اپنی پسند کے مطابق وضع کرتا ہے۔

جاری ہے

قانون اور علماء سوء

مولانا احرار دیوبندی

سب تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جس نے جہاد میں عزت رکھا اور ذلت ورسوائی اس کو چھوڑنے میں رکھا۔ وبعد آج کل پاکستان میں جو باتیں زیادہ سے زیادہ سننے میں آتی ہیں وہ ممتاز قادری کا کارنامہ ہے اس کی شہادت پر تو بعض لوگوں نے سخت احتجاج کیا اور حکومت وقت سے مکمل بے زاری کا اعلان کرڈالا اور موجودہ وزیراعظم پر طرح طرح کی لعنت بھی بھیج دیئے تو دوسری طرف وہ غلیظ ترین لوگ بھی سامنے آگئے جو اپنے آپ کو اسلام کا سپاہی اور عشق رسول ﷺ کے دعویدار کہتے تھے مگر حقیقت میں وہ اغیار کا غلام اور اسلام کے دشمن تھے۔

زیر بحث موضوع میں دو باتیں قابل توجہ ہیں ایک قسم ان لوگوں کا موقف جن کا اصل چہرہ مسلمانوں سے چھپا ہوا تھا اور اس چہرہ کی اصلیت کو شیطانی نقاب کے زریعے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ دوسری بات یہ کہ جس قانون کے تحت ممتاز قادری شہید کو سزا دی گئی تو کیا یہ قانون واقعی اسلامی قانون تھا؟ اس بات کا ادراک ضروری ہے کیونکہ اب تک بہت سے سادہ لوح مسلمانوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اس ملک میں جاری قانون اسلام سے مخالف نہیں اس کی دلیل کیلئے من گھڑت اور علماء کرام کی طرف منسوب غیر حقیقی دلائل کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اور یہ باتیں سیاسی پارٹیوں کی طرف سے عموماً اور کرسی کے شوقین علماء سے خصوصاً سننے میں آتی ہیں کہ پاکستان کا آئین اسلام سے مخالف نہیں۔

اب یہاں ہم ان باتوں کا موازنہ دلائل کے ساتھ ذکر کرینگے کہ ممتاز قادری کو پھانسی کی سزا دینا کس قانون کے تحت جائز تھی؟ یا اس قانون کی کیا حیثیت ہے اور یہ قانون کس کو تحفظ دیتا ہے۔

جب ممتاز قادری شہید کو پھانسی دے دی گئی تو ہر طرف نواز حکومت کے خلاف آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں اور ممتاز قادری کے حق میں تمام مخلصین مومنین متحد ہوئے اور حکومت سے استعفیٰ کا بھی مطالبہ کیا لیکن دوسری طرف وہ منحوس اور ملعون چہرے بھی سامنے آئے جو پیغمبر اسلام پر غیرت کرتے تھے اور نہ غیور مسلمانوں پر جیسے کہ عمران خان اور طاہر القادری وغیرہ نے اس واقعے کی مذمت تو دور کی بات ہے بلکہ الٹا ممتاز قادری شہید کو موردالزام ٹھہرایا اور موجودہ نظام کو حق بجانب۔

حالانکہ یہ وہی نظام ہے جس کے خلاف عمران خان اور طاہر القادری نے ۲۰۱۴ء میں لانگ مارچز کئے اور اور کئی مہینوں تک اسلام آباد کو فحاشی اور زنا کاری کا اڈہ بنا کر مصروف رکھا۔ ایک طرف عوام کا قیمتی وقت ضائع کر کے دوسری طرف عزت و غیرت کا جنازہ نکال دیا اور احتجاج کی وجوہات بھی اس قسم کی نہیں تھیں کہ جس کے خلاف اتنے بڑے پیمانے پر شدید کوشش کی جاتی۔ اس کے برعکس ممتاز قادری کی پھانسی کا المیہ جتنا اہم اور ضروری تھا اتنا ہی پیچھے چھوڑا گیا اس پر نہ تو احتجاج کا انتظام کیا گیا اور نہ دھرنوں کا اعلان۔ اس کے بغل میں ان لوگوں نے بھی سر اٹھایا جو اپنے آپ کو عاشقان رسول ﷺ شمار کرتے تھے اور سروں پر سبز پگڑیاں باندھ کر نعرہ رسالت کی نشریات کو مدنی ٹی وی چینل پر ایک واویلا مچائے رکھتے ہیں اور لوگوں پر یہ تاثر پیش کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے سچے پیروکار ہیں۔ عاشقان رسولؐ کے جھوٹے دعویداروں کا قائد احمد رضا خان بریلوی نے برصغیر میں انگریز حکومت کے استحکام کیلئے فتاویٰ جاری کئے تاکہ مجاہدین کو انگریز کے مقابلے میں ناکامی کا سامنا ہو۔ ایسے لوگ عموماً حکومت وقت کے آلہ کار ہوتے ہیں اور مشکل گھڑی میں کام آتے ہیں جب بھی ضرورت پڑتی ہے تو حق کی آواز کو دبانے کیلئے ان لوگوں کو سامنے لایا جاتا ہے۔ اگر اسلام کے یہ جھوٹے دعویدار نہ ہوتے تو مجاہدین کیلئے دہشت گرد نام تجویز نہ کیا جاتا اور نہ ان کا نام دہشت گردوں کی فہرست میں لکھا جاتا اور نہ مسلمانوں کا عام طبقہ مجاہدین سے نفرت کرتا۔ جہاں بھی مجاہدین کو مشکلات کا سامنا ہے یہ ان برائے نام علماء کی وجہ سے ہے۔ ایسے اشخاص کو علماء سوء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بہت سے قارئین کرام کو یہ تشویش لاحق ہوسکتی ہے کہ علماء سوء کون ہیں اور اس سے کیا مراد ہے۔ تو اس شبہ کے ازالہ کیلئے عرض کروں کہ مولانا عبد الباقی حقانی صاحب نے علماء سوء کی تعریف یوں بیان کی ہے۔

حالانکہ یہ وہی نظام ہے جس کی خلاف عمران خان اور طاہر القادری نے ۲۰۱۴ء میں لانگ مارچز کیے اور اور کئی مہینوں تک اسلام آباد کو فحاشی اور زنا کاری کا اڈہ بنا کر مصروف رکھا۔ ایک طرف عوام کا قیمتی وقت ضائع کر کے دوسری طرف عزت وغیرت کا جنازہ نکال دیا اور احتجاج کی وجوہات اس قسم کی نہیں تھیں کہ جس کی خلاف اتنے بڑے پیمانے پر شدید کوشش کی جاتی

وہ جو دین پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں انہیں علماء سوء کہا جاتا ہے۔ علماء سوء کے علامات میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے تاثر سے لوگ دنیا کے قریب اور دین سے دور ہوتے ہیں ان کی گفتگو ذکر اللہ سے خالی ہوتی ہے۔ اور ان کی مجالس تقویٰ سے عاری ہوتی ہیں چاہے ساری مخلوق بے دین کیوں نہ ہوں یہ اللہ کیلئے بغض نہیں رکھتے۔ دنیا کے حصول کیلئے مالداروں اور حاکموں کی چاپلوسی کرتے ہیں اور دین کو دنیا کے حصول کا ذریعہ بناتے ہیں (اسلام کا نظام سیاست وحکومت ص ۱۱۵ ج ۱)

اب فیصلہ قارئین حضرات خود کریں کہ علماء سوء کی یہ تعریف کن کن لوگوں پر صادق آتی ہے ہمارے نزدیک تو ایسے ناموں کا ایک طویل فہرست موجود ہے جس پر مذکورہ بالا تعریف چسپاں کی جاسکتی ہے۔ انہوں نے حق کو دبانے کیلئے ہر ممکن کوشش کی مگر الحمدللہ میڈیا کے کوریج کے بغیر اور پیمرا پابندی کے باوجود دنیا نے دیکھ لیا کہ مسلمان اپنے دین و پیغمبر اسلام سے کتنی والہانہ محبت رکھتے ہیں اور پیارے نبی ﷺ کے خلاف کوئی بھی گستاخی قابل برداشت نہیں سمجھتے۔

اور اگر کوئی سلمان تاثیر جیسا گستاخ رسول ﷺ اپنی زبان کھول دے تو جانباز اسلام شیر کی طرح جھپٹ کر گستاخ رسول ﷺ کو دبوچ لیتا ہے۔ پھر یہ نہ کہنا کہ ہم کو کیوں قتل کیا گیا۔

گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنا اس خود ساختہ نظام قانون ۱۹۷۳ء کے مطابق بھی لازم قرار دیا گیا ہے جیسا کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان دفعہ ۲۹۵ ص ۲۹۱ میں لکھتے ہیں:۔

جو کوئی الفاظ سے خواہ منہ سے بولے جائیں یا لکھے جائیں یا لکھے گئے ہوں یا نظر آنے والے نمونوں سے یا کسی اتہام چالاکی یا کنایہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ مقدس پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے متبرک نام کی بے حرمتی کریں (تو اسے موت کی سزا یا عمر قید کی

سزادی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا)
(ضابطہ قابل دست اندازی پولیس)

یہ ہے ۱۹۷۳ء آئین کی وہ عبارت جس میں گستاخ رسول ﷺ کیلئے موت کی سزا، عمر قید کی سزائیں تجویز کی گئی ہیں لیکن اس وضعی اور غیر شرعی قانون کی رکھوالوں نے اپنے ہاتھوں سے اس خود تراشیدہ بت کا بھی مذاق اڑایا اور سلمان تاثیر کے جرم کے مقابلے میں اس قانون کے محافظوں نے اپنا ہتھیار ڈال دیا اور جب ایک سچے عاشق رسول ﷺ نے ناموس رسالت کے تحفظ کیلئے اپنا کردار ادا کیا تو اسی قانون نے جو تحفظ ناموس رسالت کا دعویدار تھا اپنے اندر بھرپور منافقت کا مظاہرہ کرتا ہوا اس سچے عاشق رسول ﷺ کو تختہ دار پر لٹکا دیا۔

اب زیر بحث موضوع کی دوسری بات کی طرف آتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے اس وقت سے لیکر آج تک یہ باتیں سننے میں آتی رہتی ہیں کہ پاکستان ایک نظریاتی اور اسلامی ریاست ہے اور اس میں جاری قانون اسلامی قانون سے متصادم نہیں۔

لیکن یہ بات فراموش کرنے کی قابل نہیں کہ مجاہدین پاکستان نے اقوام عالم پر واضح کر دیا ہے کہ آئین پاکستان ایک کفری اور اسلام سے متصادم آئین ہے۔لیکن پھر بھی بدقسمتی سے بعض نام نہاد مسلمانوں کا وہ ٹولہ جو اغیار کا تربیت یافتہ ہیں، پاکستان پر یہودی بالادستی کیلئے کوشاں ہیں اور علماء کے نام سے چند افراد نے بھی اس گمراہ ٹولہ کے ہاں میں ہاں ملا دیا ہے۔اب ان روشن خیال اور مغربی نظریات وافکار سے متاثر چند افراد اور علماء سے سوال یہ ہے کہ اگر پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے تو پھر اس ملک کے ارباب اختیار کیوں مجرموں کی پشت پناہی کرتے ہیں اور قرار واقعی مجرم کو سزا کیوں نہیں دیتے؟ جس کی بعض مثالیں یہ ہیں کہ قاتل پرویز مشرف سب کے نزدیک مجرم ہے اس کو نہ تو پکڑا گیا اور نہ کسی قانون کے حوالے کیا گیا بلکہ اس کو تو مہمان بنا کر باعزت طور پر بری کر کے محفوظ راستہ بھی دیا گیا۔

امریکی باشندہ ریمنڈ ڈیوس جو کہ دو پاکستانی فیضان اور فہیم کا قاتل ہے اسی قانون وریاست نے بری کر کے بحفاظت امریکہ منتقل کر دیا۔

اسی طرح قبائلی علاقہ جات میں ڈرون حملوں کے نتیجے میں ہزاروں اور سینکڑوں ایسے افراد کو بھی شہید کیا گیا جن کا تعلق کسی جہادی گروپ سے نہیں تھا بلکہ صرف اہل علاقہ تھے ان افراد کے بارے میں اس ریاست نے کوئی اقدام تو دور کی بات ہے امریکہ سے قطع تعلق تک نہیں کیا اس ریاست میں نہ تو اسلامی غیرت ہے اور نہ قومی غیرت وحمیت بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اس ریاست نے ہر پاکستانی کے خون کا سودا چند ٹکوں کے عوض میں کیا ہوا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

گستاخ ناموس رسالت کی جسارت کرنے والا سلمان تاثیر کا مؤاخذہ کرنے کی فکر اس ریاست کے ارباب اختیار کے دماغ میں نہیں تھا۔روزانہ گھنٹوں کے حساب سے اس ریاست میں زنا کاری کی علی الاعلان خبریں موصول ہو رہی ہیں ان زنا کاروں کی پشت پناہی ہو رہی ہے۔اسلامی قانون کو معطل کر کے اس کے بجائے وہ قانون نافذ العمل ہے جس کی متعین کردہ سزائیں صرف غریب عوام اور مسلمانوں کیلئے ہیں اور اس کی ہزاروں مثالیں ملتی ہیں کہ یہ ریاست ان قاتلوں، غاصبوں، رہزنوں اور کنجر خانوں کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔

اب میں قارئین حضرات کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ان روشن خیالوں اور مغرب کے صاحبزادوں اور علماء سوء کے چند افراد پر مشتمل اس ٹولہ کی باتوں میں نہ آئیں کیونکہ آپ اس بات کی چشم دید گواہ ہیں کہ یہ آئین وریاست ہمیشہ مجرموں کو تحفظ فراہم کرتی ہے اور اسلام کی سپوتوں کیلئے سزائیں تجویز کرتی ہے جیسا کہ ممتاز قادری کی سزا کو جواز فراہم کرنے کیلئے علماء کا سہارا لیا گیا اور دلیل یہ پیش کی گئی کہ ممتاز قادری نے قانون کو ہاتھ میں لیا تھا اگر یہ قانون وریاست مجرم کو سزا دیتی تو ممتاز قادری ہرگز ایسا نہ کرتے جب قانون وریاست کسی مجرم کو سزا نہیں دیتی تو پھر خود قانون کو ہاتھ میں لینا پڑتا ہے پھر خاص کر اس قسم کے حساس معاملہ میں جس طرح کہ ممتاز قادری شہید نے قانون کو ہاتھ میں لیکر گستاخ رسول ﷺ کو کیفر کردار تک پہنچایا اور مسلمانوں کے سینوں میں ٹھنڈک بھر دیا، محمد بن مسلمہؓ کی یاد تازہ کی اور مسلمانوں کو غازی علم دین شہید کی نقش قدم پر چلنے کی دعوت دی۔اللہ تعالیٰ ممتاز قادریؒ کی شہادت قبول فرمائے۔آمین

گناہوں کے عادی ہونے کی مثال

ہمارے دلوں میں ان گناہوں کی ظلمت اور کراہیت اس لئے محسوس نہیں ہوتی کہ ہم ان گناہوں کے عادی ہو چکے ہیں۔اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جیسے ایک بدبودار گھر ہے اور اس گھر میں تعفن اٹھ رہا ہے سڑی ہوئی اشیاء اس گھر میں پڑی ہوئی ہوں، اگر باہر سے کوئی شخص اس گھر کے اندر جائے تو اس کیلئے اندر جا کر ذرا دیر بھی کھڑا ہونا مشکل ہوگا، لیکن ایک شخص اسی بدبودار گھر کے اندر ہی رہتا ہے، تو اس کو بدبو کا احساس نہیں ہوگا اس لئے کہ وہ بدبو کا عادی ہو چکا ہے اور اس کے اندر خوش بو اور بدبو کی تمیز ہی نہیں رہی، اس لئے وہ بہت آرام سے اس گھر میں رہتا ہے۔

اگر کوئی شخص اس سے کہے کہ تم اتنے بدبودار اور گندے مکان میں رہتے ہو تو وہ اس کو پاگل کہے گا کہ میں تو بہت آرام سے مکان میں رہتا ہوں مجھے تو کوئی تکلیف اس مکان میں نہیں، یہ اس لئے کہ وہ شخص اس بدبو کا عادی ہو چکا ہے، اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس بدبو سے محفوظ رکھا ہے بلکہ خوش بو والے ماحول میں رکھا ہے، اس کا تو یہ حال ہوگا کہ اگر دور سے ذرا سی بدبو آجائے تو اس کا دماغ خراب ہو جائے گا۔

اسی طرح جو لوگ صاحب ایمان ہیں اور جن کا سینہ تقویٰ کی وجہ سے آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہے، ایسے لوگ گناہوں کی ظلمت اور کراہیت کو بہت محسوس کرتے ہیں۔بہر حال گناہوں کی بڑی خرابی اور انجام دل میں ظلمت و کراہیت کا پیدا نہ ہونا ہے۔

(روح کی بیماریاں اوران کا علاج: ازمولانا مفتی تقی عثمانی صاحب)

ایک حکیمانہ مقولہ

حضرت مطرف بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ میں رات بھر سوتا رہا ہوں اور صبح کو شرمندہ ہوں کہ رات کا کوئی حصہ عبادت میں نہیں گزارا یہ مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں رات بھر عبادت میں کھڑا رہوں اور صبح کو میرے دل میں اپنی عبادت کی وجہ سے خود پسندی کے جذبات ہوں ۔

(تراشے ازمفتی محمد تقی عثمانی صاحب)

قسط دوم

اسلامی نظام خلافت میں دارالقضاء کی اہمیت

قاضی ابوسلمان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ وتلخیص: درنایاب

عبدالرحمٰن الشیر ازی لکھتے ہیں کہ یاد رکھو بادشاہ کی طرف سے عدل وانصاف کے قیام کیلئے رعیت ومامورین ایسے بے تاب ہیں جیسے کہ خوشکی زدہ زمین اور لوگ بارانِ رحمت کے محتاج ہوتے ہیں جس طرح کہ بارش کی وجہ سے لوگ اور زمین تازہ ہوجاتی ہے اسی طرح اہل رعایا بھی انصاف وعدالت کے قیام سے تروتازہ ہوجاتے ہیں بلکہ رعایا اس سے بھی زیادہ انصاف کے محتاج ہیں۔ (منهج المسلوك فی سياسة الملوك ص ١٦٥)

اور وزیر خلیفہ ہارون الرشید جعفر بن یحی کہتے ہیں کہ لوگوں سے مقرر کردہ شرعی خراج کی وصولی بادشاہت وسلطنت کی تقویہ کیلئے بنیادی ستون کی حیثیت رکھتا ہے اور کثرت مال وعیش قیام عدالت پر موقوف ہے۔ (تسهيل النظر وتعجيل الظفر فی اخلاق الملك ص ١٨٦)

اور علامہ ابن قتیبہؒ فرماتے ہیں کہ کسی ملک کی ترقی اور رعیت کی خوش حالی عدل انصاف کے قیام پر موقوف ہے (عيون الاخيار ص ٦٣ ج ١)

اسی طرح محمد بن حبان البستیؒ لکھتے ہیں کہ مال و دولت کی دستیابی، اصلاحِ احوال امن کے توسط سے ممکن ہے جبکہ امن واصلاح احوال انصاف وعدالت کے ذریعے ہی حاصل ہوتی ہے اور کسی ملک و بادشاہت کی تباہی کا فلسفہ اس میں مقدر ہے کہ وہ بادشاہ عدل وانصاف کے قیام سے غفلت کرے (روضة العقلاء ونزهة الفضلاء ص ٢٦٩)

اور وزیر خلیفہ ہارون الرشید جعفر بن یحی کہتے ہیں کہ لوگوں سے مقرر کردہ شرعی خراج کی وصولی بادشاہت وسلطنت کی تقویہ کیلئے بنیادی ستون کی حیثیت رکھتا ہے اور کثرت مال وعیش قیام عدالت پر موقوف ہے۔

(تسهيل النظر وتعجيل الظفر فی اخلاق الملك ص١٨٦)

دارالقضاء کا قیام زیادتِ مال اور خوشحالی کا ضامن ہے

قال وهب بن منبهؓ إذاعمل الوالی بالجور أو همّ به أدخل الله النقص فی أهل مملكته من الزرع والضرع وكل شيءٍ وكذالك إذا همّ بالعدل أو عمل به أدخل الله البركة فی أهل مملكته ـ

(حسن السلوك ص٦٦ محمد بن محمد الموصلی)

ترجمہ: وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ جب والی یا حاکم ظلم کرے یا ظلم کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس والی یا حاکم کی رعیت ومملکت میں فصلوں، جانوروں اور ذریعہ معاش کے تمام ذرائع میں نقصان اور بے برکتی پیدا کرے گا اسی طرح کہ اگر وہ سربراہِ مملکت عدل وانصاف کا ارادہ کرے تو ان تمام اشیاء جس کا ذکر اوپر ہوا اللہ تعالیٰ خیر و برکت سے معمور کرے گا یعنی سابقہ ادیان کے ماہرین اور حکماء بھی اس بات کے قائل ہیں کہ عدالت کو برقرار رکھنے سے ملک ورعیت میں خوشحالی آتی ہے اور تمام ذرائع معاش میں ترقی ہوتی ہے اس لئے کہ وہب بن منبہؒ یہودی تابعی تھے اور دین عیسویت و یہودیت پر علمی عبور رکھتے تھے اور دین اسلام کی روح ومزاج سے بھی بخوبی واقف تھے اور یمن میں بحیثیت قاضی رہ چکے تھے اور ان کے علمی تدبر وبصیرت اور سمجھ بوجھ کی وجہ سے امام اوزاعیؒ نے ان پر اعتماد بھی کیا ہے (طبقات الکبراء ص ۱۷ ج ۶)

وہب بن منبہؒ نے مختلف ادیان کی روشنی میں یہ بات معلوم کرلی ہے کہ انسانی زندگی میں وسعت وترقی کثرت مال اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں خوشحالی ملک و رعیت میں اطمینان وسکون نظام عدالت کی تنفیذ پر موقوف ہیں۔

درج بالا ذکرشدہ حوالہ جات اور اقوال فقہاء کرام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظام عدالت کی تنفیذ ہی امن وسکون اور ملک ورعیت کی خوشحالی کا واحد ذریعہ اور بنیادی ستون ہے۔ اگر اس کے علاوہ دیگر حرام ذرائع سے مال کی کثرت کیلئے محنت کیجائے جیسے کہ سود وقمار وغیرہ ہیں تو ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق وہ مال جلد ختم ہونے والا اور ایسا مال ہوگا جس میں کوئی خیر و برکت نہ ہو۔ چونکہ مال و دولت انسانی زندگی میں سہولت وبہتری فراہم کرتا ہے اس وجہ سے شریعت اسلامی نے بھی اس طرف خصوصی توجہ دی ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں تدبیر المعاش کے متعلق متعدد مقامات پر اس کا ذکر کیا ہے جس میں حلال مال کی کمائی کے طریقے بتادیئے گئے ہیں اور حرام ذرائع سے مال کی کمائی سے منع فرمایا ہے اور احادیث نبوی ﷺ میں بھی وضاحت کے ساتھ ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ مال کو حرام ذرائع سے مت کماؤ جس میں دوسرے لوگوں کیلئے نقصان ہو اور اس طرح کے کمانے والے کو اخروی عذاب کا بھی ذکر ہے چنانچہ حلال رزق کے تالاش کے باری میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

عن أنس بن مالك عن النبی ﷺ قال طلب الحلال واجب علىٰ كل مسلمٍ

(رواه الطبرانی فی الأوسط)

ترجمہ:انس بن مالک سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر حلال مال کا طلب واجب ہے۔عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال التاجر الصدوق أمین المسلم مع الشھداء یوم القیامة (اصلاح المال لأبن أبی الدنیا ص ٩٤) ترجمہ:ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچا دیانتدار مسلمان سوداگر قیامت کے دن شہیدوں کی صف میں شمار ہوگا۔اور آپ ﷺ نے اس بات کی بھی پیشنگوئی فرمائی ہے کہ زمانہ آخیر میں صرف سونا چاندی کارآمد ہونگے جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے۔

عن مقداد بن معدیکرب قال سمعت رسول الله ﷺ یقول لیأ تین علی الناس زمان لا ینفع الا الدینار والدرھم (رواہ احمد) وقال الطیبیؒ معناہ لا ینفع الناس الا الکسب اذ لو ترکوہ لوقعوا فی الحرام۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح)

مقداد بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ زمانہ آخیر میں لوگوں پر ایسا وقت ضرور آئے گا کہ اس میں دینار و درہم (سونا چاندی) کے علاوہ کوئی اور چیز فائدہ نہ دے گی امام طیبیؒ نے اس کا مطلب یوں بیان کیا ہے کہ لوگوں کو اس وقت کوئی چیز فائدہ نہ دے گی مگر کسب حلال یعنی اگر لوگ کسب حلال کو چھوڑ دیں گے تو حرام میں واقع ہوجائیں گے۔

جس طرح کہ آج کل کی زندگی سے متعلق تمام شعبوں کا دارومدار مال پر ہے اور مال کے بغیر کوئی بھی شعبہ پایہ تکمیل تک نہیں پہونچ سکتا خصوصاً خلافت اور خلافت کے قیام کیلئے کوشش جہاد جو کہ مال کے بغیر نامکمل ہے چونکہ دوسری ضرورتوں کے مقابلے میں جہاد کیلئے مال کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اس وجہ سے آپ ﷺ نے جہاد میں کامیابی کیلئے مال جمع کرنے کا مطالبہ فرمایا تھا اور جہاد میں مال خرچ کرنے کی فضائل بھی ارشاد فرمائیں۔قرآن وحدیث نبوی ﷺ کے علاوہ تمام لوگوں کی یہی رائے ہے کہ مال کسی امیر وسلطان کیلئے بہت اہم ہے چنانچہ محمد بن محمد الموصلی لکھتے ہیں۔

واتفق علماء العرب والعجم علی ان لا سلطان الا بالجند ولا جند الا بالمال (حسن السلوك ص ٧٠)

یعنی عرب عجم کے تمام حکماء اس بات پر متفق ہیں کہ بادشاہت لشکر کے بغیر قائم نہیں ہوسکتی اور لشکر کا وجود مال کے بغیر ناممکن ہے۔یعنی جہاد سے متعلق ہر ایک شعبہ کی تکمیل مال کے ذریعہ ممکن ہے کیونکہ جنگ کیلئے افراد اور جنگی ساز وسامان کی فراہمی مال ہی کے توسط سے تیار ہوتی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ مال کی فراہمی اس وقت قابل دسترست ہوتی ہے جب ملک میں امن وامان قائم ہوا اور امن امان شرعی نظام دارالقضاء پر موقوف ہے جب ملک میں امن ہو تو لوگ ہر قسم کاروبار کھیتی باڑی زراعت وحرفت وغیرہ کام اطمینان سے کریں گے اور اس سے مالی پیداوار میں اضافہ ہوگا جس طرح کہ ابراہیم بن علی الیعمریؒ لکھتے ہیں۔

لما کان علم القضاء من أجل العلوم قدراأعز ھا مکاناً وأشرفھا ذکراً لأنه مقام علی و منصب نبوی ،به الدماء تعصم و،تسفح ،والأموال یثبت ملکھا،ویسلب ،والمعاملات یعلم ما یجوز ،ویحرم وینتدب۔

(تبصرۃ الحکام ص ١ ج ١)

ترجمہ: جب علم قضاء دوسرے علوم کی بنسبت قدر ومنزلت میں سب سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ اعلیٰ مقام اور منصب نبوی ﷺ ہے اس کے لئے لوگ کشت وخون کرتے ہیں اور اس کے ذریعے محفوظ بھی ہوتے ہیں اور اموال کی ملکیت اور عدم ملکیت کا ثبوت بھی دیتا ہے اور جائز وناجائز حرام وحلال میں نشان دہی بھی کرتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب کسی ملک میں شرعی دارالقضاء قائم ہو تو عوام کی حفاظت ہوگی اور عوام بھی شر وفساد سے محفوظ رہیں گے مثال کے طور پر اگر کسی کے مال میں غیر مالک نے دراندازی کی ہو اور مالکِ مال اپنی ملکیت اس غاصب سے خود نہیں چھڑا سکتا اگر چھڑانا چاہتا ہے تو اس غاصب سے جنگ وجدال کرنا ہوگا اس جنگ وجدال کے نتیجے میں قتل وغارت شر وفساد کا سامنا کرنا ہوگا جو کہ مسلمانوں کیلئے بہت ہی خطرناک اور نقصان دہ ہے۔

جبکہ عدالت کی صورت میں مالکِ مال بلاخوف وخطر اپنے مال میں جائز تصرفات جاری رکھے گا اور ناجائز تصرفات سے منع کیا جائے گا اور غیر مالک کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ دوسرے کے مال میں تصرف کرے بلکہ اسکو اس سے منع کیا جائے گا۔

ناجائز تصرفات سے مراد یہ ہے کہ مالکِ مال اپنے مال میں ایسا تصرف کرے جس سے دوسروں کو نقصان ہو اور دوسرے لوگ گھاٹے میں پڑ جاتے ہو جیسے کہ سودی معاملات قمار بازی باطل و فاسد خرید وفروخت کہ ان معاملات میں دوسروں کیلئے بہت بڑا نقصان ہوتا ہے جب مالکِ مال کو شریعت نے جائز تصرفات کی اجازت دے دی تو اس نے تجارت شروع کی روز بروز اس کے مال میں اضافہ ہوتا رہا اوپر سے شرعی دارالقضاء کی موجودیت کی وجہ سے اس کا مال چوروں ڈاکوؤں رہزنوں سے شرعی قوانین کے تحت محفوظ رہا تو سمجھو کہ امن وسکون ترقی وخوشحالی ہمارا انتظار کررہی ہے۔

بقیہ از: حکومت اسلامیہ قائم کرنے کیلئے اسلام کی کسی حکم کی خلاف ورزی جائز نہیں

ترجمہ: (اے محمد ﷺ!) لوگ تم سے نئے چاند کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ گھٹتا بڑھتا کیوں ہے) کہہ دو کہ وہ لوگوں کے (کاموں کی میعادیں) اور حج کے وقت معلوم ہونے کا ذریعہ ہے اور نیکی اس بات میں نہیں کہ (احرام کی حالت میں) گھروں میں اُن کے پچھواڑے کی طرف سے آؤ بلکہ نیکو کار وہ ہے جو پرہیز گار ہو۔اور گھر میں اُن کے دروازوں سے آیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ نجات پاؤ۔

جاری ہے

قسط دوم

حکومت اسلامیہ قائم کرنے کیلئے اسلام کی کسی حکم کی خلاف ورزی جائز نہیں

مولانا ابوعمر حقانی

کسی مصلحت کی خاطر معصیت کا ارتکاب کبھی بھی نہیں کرنی چاہئے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ جب کوئی شخص دو محظورات میں مبتلا ہو جائے تو بڑے محظور سے بچنے کیلئے چھوٹے محظور کو گوارا کیا جاسکتا ہے، مثال کے طور پر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی آدمی کنویں میں گر رہا ہو تو نماز کو توڑ کر اس شخص کو بچانا فرض ہے ورنہ عام حالات میں نماز توڑنا جائز نہیں ہے، لیکن یہاں ایک بڑی مصیبت سے بچنے کیلئے چھوٹی مصیبت کو اختیار کرلیا گیا اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ آدمی دو مصیبتوں میں مبتلاء ہو جائے تو شریعت کا ایک قاعدہ ہے کہ اھون البلیتین (آسان مصیبت) کو اختیار کیا جاتا ہے کہ بڑے ضرر کو دفع کرکے کم درجہ ضرر کو اختیار کیا جائے لیکن اس کا فیصلہ کرنا کہ بلیتین میں اھون (آسان اور چھوٹا ضرر) کون سا ہے یہ ہر کس وناکس کا کام نہیں ہے کیونکہ بسا اوقات انسان اتباع ہوئی عصبیت یا حب المال وجاہ میں مبتلا ہوکر غیر اھون (زیادہ نقصان والا) کو اھون (کم نقصان والا) سمجھ لیتا ہے حضرت مفتی رشید احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا فیصلہ صرف وہی کرسکتا ہے جو علوم اسلامیہ میں پوری مہارت کے علاوہ دین وتقویٰ میں بھی اعلیٰ مقام رکھتا ہو، بلکہ اہم امور میں ایسے علماء کی جماعت کا فیصلہ ضروری ہے ،شریعت مقدسہ نے اھون البلیتین کے جو قواعد وکلیات بیان فرمائے ہیں ان کا پورا احاطہ اوران کے مفہوم کو صحیح طور پر سمجھنا پھر جو جزئیہ سامنے آیا ہے اس کے بارے میں یہ جاننا کہ یہ کس قاعدہ میں داخل ہے یا نہیں؟ اگر داخل ہے تو کون سے میں یہ تمام ایسے امور ہیں جس کیلئے علوم دینیہ میں مہارت التامہ تدبر اور تفقہ کی ضرورت ہے اگر کسی ناجائز کام کے بارے میں خوب غور کرنے کے بعد یہ ثابت ہو جائے کہ یہ اھون البلیتین ہے اس کو اختیار کیا جاتا ہے تو ساتھ ساتھ یہ وضاحت بھی ضروری ہے بلکہ عمومی حالات میں اس کا بار بار اعلان کرنا ضروری ہے کہ یہ کام ناجائز ہے مگر شرعی ضرورت کے تحت اس کو اختیار کیا گیا ہے اگر یہ وضاحت نہ کی جائے گی تو عامۃ المسلمین اس گناہ کو گناہ نہیں سمجھیں گے اور جہاں شرعی مجبوری نہ ہوگی وہاں بھی اس کا ارتکاب کرنے لگیں گے، اس کی ایک مثال تصویر کھینچوانا ہے جو بالاتفاق حرام ہے نصوص اس پر دال ہیں لیکن بعض حالات میں ضرورت پڑتی ہے جو کسی پر مخفی نہیں ہے ضرورت کے بناء پر علماء نے جواز کا فتویٰ تو دیدیا لیکن اس کی حرمت کو شدومد سے بیان نہیں کیا جس کے نتیجے میں عام لوگ گناہ کبیرہ میں مبتلاء ہوئے اوراس گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے، چنانچہ فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحبؒ احسن الفتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں ''اس کی واضح مثال تصویر کھینچوانا ہے جس کا حرام ہونا متفق علیہ ہے، مگر حکومت نے حج اور شناختی کارڈ کیلئے تصویر کو لازمی قرار دیدیا ہے، اس ضرورت شدیدہ کے تحت علماء نے اس کی اجازت دی ہے مگر اس خاص موقع میں اجازت کے باوجود جس شدت کے ساتھ اس کی حرمت تحریراً وتقریراً بیان کرنا چاہئے تھی اس قدر نہیں ہوئی بلکہ بعض علماء کے طرز عمل سے مسلمانوں نے اس گناہ کبیرہ کو جائز سمجھ لیا ہے، کیونکہ ان علماء کی تصاویر لی جاتی ہے تو وہ روکتے نہیں، آگے جا کر لکھتے ہیں اس سے عوام یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ کوئی گناہ نہیں''۔

اس طرح اس کی ایک مثال ٹیلی ویژن کا ہے لوگ ٹیلی ویژن دیکھنے میں مبتلا ہیں علماء نے اس پر کوئی نکیر نہیں کی بلکہ خود بھی اس میں مبتلا ہوگئے، نتیجہ یہ نکلا کہ عوام کے قلوب سے ٹیلی ویژن کی قباحت نکل گئی اوراس کو جائز سمجھنے لگے، علماء کی یہ ذمہ داری بنتی تھی کہ وہ ٹی وی کی پرزور الفاظ میں قباحت بیان کرتے، اس کی وضاحت کرتے کہ یہ فحاشی وعریانی پھیلانے کا ایک آلہ ہے، علماء حضرات نے اس بیان سے آنکھیں چرا کر خود اس کو دیکھنے لگے حالانکہ حدیث میں ارشاد گرامی ہے:

''ایک بھنگی عطر کی دوکان کے پاس گزرا، اس کا دماغ جو پاخانہ کی بدبو سے مانوس تھا خوشبو کو برداشت نہ کرسکا اس لئے بیہوش ہوگیا، بہت علاج کیا گیا مگر سب ناکام رہے، اس کے بھائی کو علم ہوا تو وہ ایک شیشی میں پاخانہ بھر کرلایا اوراس کی ناک کے ساتھ لگادی، وہ فوراً ہوش میں آگیا'' ٹھیک اسی طرح کفار وفساق کا دماغ معصیت کے تعفن سے سڑا ہوا ہے، اس لئے ان کو حرام اور ناجائز کی بدبو نافع ہے، بخلاف مسلمان کے کہ یہ شہزادہ ہے اس کا دماغ نہایت صاف اور پاکیزہ ہے

من رأى من كم منكراً فليغيره بيده (الحدیث) کہ اگر تم کسی کو گناہ کرتے دیکھو تو اس کو ہاتھ سے روکو اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں تو زبان سے روکو اگر زبان سے روکنے کی طاقت نہیں تو دل سے برا مانو یہ ایمان کا آخری درجہ ہے، اگر ہم دوسروں کو تصویرکشی، ٹیلی ویژن دیکھنے سے منع نہیں کرسکتے تو خود اس کا ارتکاب نہ کریں، آج کل سیاسی لوگوں کا بھی حال ہے کہ جائز وناجائز دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے اپنے سیاسی کام کو آگے بڑھاتے ہیں اگر حدود اللہ ٹوٹ گئے تو خیر ہے بقول ان کے کہ جب ہماری حکومت آجائیگی تو پھر پوری طور پر اسلام نافذ کردینگے، میں کہتا ہوں انکا یہ کہنا بالکل سراسر غلط ہے مسلمان تو وہی ہے جو ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو ملحوظ رکھے اوراس کی قائم کردہ حدود سے ذرا بھی تجاوز نہ کرے جو لوگ سیاست کا کام محض تحصیل اقتدار کیلئے کرتے ہیں اوران کو ملک کی دینی ودنیوی فلاح سے کچھ غرض نہیں وہ سیاسی کام میں احکام اسلام کو ملحوظ نہیں رکھتے تو کوئی تعجب کی بات نہیں، حیرت تو ان لوگوں پر ہے جو موجودہ سیاست میں حصہ لینے کیلئے اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہمارا مقصود ملک میں صحیح اسلام نظام قائم کرنا ہے۔

ایک تو ووٹوں سے اسلامی نظام قائم کرنا ناممکن ہے جیسا کہ ہم تحریر کرچکے ہیں جس وقت خیبر پختون خواہ پر متحدہ مجلس عمل کی حکومت تھی، دوسرا آپ اس رائج نظام سے کامیاب بھی نہیں ہوسکتے کیونکہ جو چیز غیر مشروع ہو اس میں کامیابی کی توقع نہیں کی جاسکتی، اگر کبھی غیر مشروع وناجائز طریقہ پر فساق وفجار کو کامیابی ہوئی ہو تو اس پر مسلمانوں کو قیاس کرنا غلط ہے کیونکہ مسلم وکافر کی طبیعت میں زمین وآسمان کا فرق ہے کبھی ایک نسخہ ایک مزاج کیلئے بہتر جبکہ دوسرے مزاج کیلئے مضر ہوتا ہے، حضرت مفتی صاحب موصوف نے ایک قصہ تحریر فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں:

''ایک بھنگی عطر کی دوکان کے پاس گزرا، اس کا دماغ جو پاخانہ کی بدبو سے مانوس تھا خوشبو کو برداشت نہ کرسکا اس لئے بیہوش ہوگیا، بہت علاج کیا گیا مگر سب ناکام رہے، اس کے بھائی کو علم ہوا تو وہ ایک شیشی میں پاخانہ بھر کرلایا اوراس کی ناک کے ساتھ لگادی، وہ فوراً ہوش میں آگیا'' ٹھیک اسی طرح کفار وفساق کا دماغ معصیت کے تعفن

سے سڑا ہوا ہے، اس لئے ان کو حرام اور ناجائز کی بدبو نافع ہے، بخلاف مسلمان کے کہ یہ شہزادہ ہے اس کا دماغ نہایت صاف اور پاکیزہ ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ مسلمان کو کفار پر قیاس کرنا غلط ہے، یہ قیاس اس بوجھ بجھکڑے کی منطق جیسا ہے جو اس کے دماغ میں کسی کو درخت سے اتارنے کیلئے آئی تھی، قارئین کی دلچسپی کیلئے ہم اس قصہ کو نقل کرتے ہیں ”ایک شخص درخت پر چڑھ گیا اترنے کی ہمت نہ ہوئی، لوگوں کو پکارا، لوگ جمع ہوگئے اور مختلف تدبیریں سوچیں مگر اطمینان نہ ہوا، بالآخر طے پایا کہ یہ عقدہ بوجھ بجھکڑے سے حل کرایا جائے کیونکہ وہ بستی میں سب سے زیادہ عقلمند ہے، اس سے درخواست کی گئی تو وہ موقع پر پہنچا اور کہا کہ ”تم سب بے عقل ہو، میرے بغیر ایک معمولی سی بات کا حل نہیں نکال پائے اس کی تو بہت آسان تدبیر ہے، ایک لمبا رسہ اس شخص کی طرف پھینکو وہ اپنی کمر سے خوب مضبوط باندھے، پھر نیچے کے لوگ خوب زور سے جھٹکا لگا کر اپنی طرف کھینچیں، بڑی آسانی سے نیچے پہنچ جائے گا، چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا، وہ شخص اس زور سے گرا کر ہڈی پسلی ٹوٹ گئی اور مر گیا لوگوں نے بوجھ بجھکڑ سے کہا کہ یہ کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اس شخص کی قسمت خراب تھی ورنہ میں نے تو کتنوں کو اس طریقہ سے کنویں سے نکالتے دیکھا ہے“۔ جس طرح بوجھ بجھکڑ کا قیاس غلط تھا اسی طرح مسلمانوں کو کفار پر قیاس کرنا غلط ہے، مسلمانوں کو معصیت سے کامیابی ہرگز نہیں ہوسکتی، اس کی ایک واضح مثال جنگ احد کو دیکھیں کہ ایک اجتہادی غلطی کی وجہ سے فتح شکست پر بدل گئی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ حَتَّى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ وَاللّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ () إِذْ تُصْعِدُونَ وَلاَ تَلْوُونَ عَلَى أحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمّاً بِغَمٍّ لِّكَيْلاَ تَحْزَنُواْ عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلاَ مَا أَصَابَكُمْ وَاللّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (آل عمران)

ترجمہ: اور اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا (یعنی) اُس وقت جب کہ تم کافروں کو اُس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے اللہ نے تم کو دکھا دیا اُس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور حکمِ (پیغمبر) میں جھگڑا کرنے لگے اور اُس کی نافرمانی کی بعض تو تم میں سے دنیا کے طلبگار تھے اور بعض آخرت کے طالب۔ اُس وقت اللہ نے تم کو اُن (کے مقابلے) سے پھیر (کر بھگا) دیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے اور اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔ (وہ وقت یاد کرو) جب تم لوگ دُور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے اور رسول اللہ تم کو تمہارے پیچھے کھڑے بُلا رہے تھے تو اللہ نے تم کو غم پر غم پہنچایا تا کہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی یا جو مصیبت تم پر واقع ہوئی ہے اُس سے تم اندوہناک نہ ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں: اس آیت میں شکست کا سبب معصیت کو قرار دیا گیا ہے باقی چیزیں یا اس کے افراد ہیں یا اس کا اثر۔ اس کو معصیت کہنا ظاہری صورت کے اعتبار سے ہے، حقیقت میں یہ خطا اجتہادی کے قبیل سے ہے۔

واقعہ یہ ہوا تھا کہ حضور ﷺ نے تقریباً پچاس تیر انداز صحابہؓ کو ایک مورچہ پر مقرر فرما کر یہ تاکید فرمائی تھی کہ ہمیں فتح ہو یا شکست اس جگہ کو نہ چھوڑنا مگر جب انہوں نے مسلمانوں کو فتح ہوتی دیکھی تو مال غنیمت جمع کرنے کیلئے اس مورچہ کو چھوڑ دیا، کفار نے اس جانب سے حملہ کر دیا اور مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہوگئی، یہ ایک اجتہادی غلطی تھی، صحابہ کی نیت بھی بری نہ تھی بلکہ عمل آخرت کی نیت تھی آپ ﷺ بھی ان کے درمیان موجود تھے لیکن یہ غلطی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آئی اور فتح میں مانع بن گئی۔

میں مجاہدین بھائیوں کو کہتا ہوں کہ ان نفوس قدسیہ کی غلطی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آئی، ان کی فتح شکست میں تبدیل ہوگئی، کیا ہم جب غلطی کریں اللہ تعالیٰ کو پسند آئیگا؟ ہرگز نہیں ہم صحابہ کے گھوڑوں کی ناک میں جو غبار پڑ گیا اس تک بھی نہیں پہنچ سکتے ہیں جب ان کی غلطی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آئی تو ہماری غلطی بطریقہ اولیٰ پسند نہیں آئیگی، ایک ساتھی کہہ رہے تھے کہ تحریکوں میں غلطیاں ہوتی رہتی ہیں، میں نے کہا کہ جہاد ایک ایسا مقدس فریضہ ہے جو غلطیوں کو قابل برداشت نہیں مانتا اس کی ایک مثال تو ہم اوپر بیان کر چکے دوسری مثال غزوہ حنین ہے کہ صحابہؓ کے قلوب میں اپنی کثرت کا ذرا سا دھیان آ گیا محض اتنی بات سے اولاً شکست کا سامنا ہو گیا، اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

(۱) ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم فلن تغنی عنکم شیئا (آلایہ)

ترجمہ: اور غزوہ حنین کے دن کو یاد کرو جب تمہارے دلوں میں افراد کی کثرت کے وجہ سے غرور پیدا ہوا تو اس کثرت افراد نے تم کو کوئی فائدہ نہ دیا۔

اتنی چھوٹی سی غلطیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی تنبیہ فرمائی ان کی فتوحات میں رکاوٹ بن گئی تو ہماری غلطیوں سے ہماری فتوحات کیونکر رکاوٹ نہیں بنیں گی؟ جہادی اور دینی کاموں میں کامیابی وثابت قدمی حاصل کرنے کا طریقہ ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچا جائے، اس کی اطاعت کی جائے، اس بارے میں اللہ تعالیٰ، حضور ﷺ اور حضرات صحابہؓ کے چند صریح ارشادات اور واضح فیصلے ملاحظہ ہوں:

۱) وَأَوْفُواْ بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ (البقرہ)

ترجمہ: تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کردونگا اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اسْتَعِينُواْ بِالصَّبْرِ وَالصَّلاَةِ إِنَّ اللّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (البقرہ)

ترجمہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۳) لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلآئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاء والضَّرَّاء وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (البقرہ)

ترجمہ: نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روزِ آخرت پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتابوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کر لیں تو اُس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (اللہ سے) ڈرنے والے ہیں۔

۴) يَسْأَلُونَكَ عَنِ الأهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوْاْ الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُواْ الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُواْ اللّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (البقرہ)

بقیہ صفحہ نمبر 38 پر

قسط دوم

اذلة علی المؤمنین

مولانا یحیٰ افغانی صاحب

یہ چند واقعات مشتے نمونہ خروارے۔ کے طور پر نبی کریم ﷺ کی سیرۃ مبارکہ سے نقل کیا گیا، ہر ایک واقعہ کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے آیت بالا میں واخفض جناحک للمؤمنین کی عملی تفسیر کا ہم مشاہدہ کرسکتے ہیں۔ اور کیوں نہ کہ آپ ﷺ کے اخلاق مبارکہ تو قرآن پاک ہی پر عمل کرنے کا نام تھا اسوہ حسنہ کے یہ چند درخشاں پہلو اپنے اندر ہمارے لئے اپنے دوستوں اور ہم سفر ساتھیوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے معمور زندگی گزارنے کے درج ذیل رہنما اصول وفوائد رکھتے ہیں۔

(۱) اپنے ساتھیوں پر بے جا اپنی حیثیت کا رعب ہرگز نہ جمائیں، بلکہ ایک ذمہ دار ساتھی کے واسطے اپنی ذمہ دارانہ حیثیت کے باوجود ضروری ہے کہ وہ اپنے ماتحت دوستوں کے ساتھ اتنی نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے کہ وہ بے تکلفی کے ساتھ اپنے دل کی بات کہہ سکیں اور بات کرنے کے دوران انہیں اپنے مخاطب کے منصب سے متأثر ہونے کا عارضہ لاحق نہ ہونے پائے، اگر بات کرنے والا کوئی نووارد ساتھی ہو اور عارضہ جھجک میں مبتلاء نظر آجائے تو اس کو بے تکلف بنانے کیلئے اپنے متعلق حقیقت پر مبنی کوئی ایسی بات جس میں اظہار تواضع ہو ضرور کہہ دینی چاہئے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فاتحانہ شان سے مرعوب و متأثر مخاطب سے ارشاد فرمایا کہ تسلی رکھو میں کوئی بادشاہ نہیں ہو میں تو قریش کی ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت بھی کھالیا کرتی تھی۔

اگر بات کرنے والا کوئی نووارد ساتھی ہو اور عارضہ جھجک میں مبتلاء نظر آجائے تو اس کو بے تکلف بنانے کیلئے اپنے متعلق حقیقت پر مبنی کوئی ایسی بات جس میں اظہار تواضع ہو ضرور کہہ دینی چاہئے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فاتحانہ شان سے مرعوب ومتأثر مخاطب سے ارشاد فرمایا کہ تسلی رکھو میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں میں تو قریش کی ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت بھی کھالیا کرتی تھی۔

(۲) اپنے ذاتی امور خود ہی اٹھ کر سرانجام دیں مثلاً پانی کا اشتیاق محسوس ہو تو بذات خود اٹھ کر گلاس بھر دیں اور سنت کے مطابق پئیں، دوران سفر کپڑے دھونے کی ضرورت پڑ جائے تو کوشش کریں کہ اپنے ہاتھوں سے دھولیں وغیرہ، غرض یہ کہ اپنی ہر شخصی خدمت سے خود ہی نمٹا جائے اور اپنے ساتھیوں کو ایسے تکالیف سے دور رکھا جائے یہ ہے اُسوہ نبوی ﷺ۔

عبداللہ بن جبیرؓ اور عامر بن ربیعہؓ کی روایات میں تو یہاں تک صراحت ہے کہ اگر کوئی بندہ خدا خدمت کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے کسی صاحب رتبہ شخصیت کے ذاتی کام میں ہاتھ بٹھانے کیلئے آگے بڑھے تو اس کے جذبہ خدمت کی قدردانی کے باوجود بھی اس سے اپنا کام نہ کروائے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ اپنی خدمت دوسروں کے سر ڈالنے کا منشاء بسا اوقات یا تو احساس برتری ہوتا ہے اور یا پھر کاہلی وسستی۔ اول الذکر صفت بد کیساتھ موصوف انسان سے حلقہ یاراں میں نفرت آمیز پہلو تہی روزمرہ کا مشاہدہ ہے جو کہ اس قبیح عادت کی برائی سمجھنے کیلئے کافی ہے، اور ثانی الذکر خوئے بد کا حامل انسان اپنے احباب کے کاندھوں پر بوجھ بن کر اپنا وقار خود ہی کھو دیتا ہے۔ لہٰذا ہمارے لئے بحیثیت امینان رحمۃ للعالمین ﷺ ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی اس قسم خودارانہ عنصر کی حامل سنتوں سے آگہی حاصل کرے ان پر اپنے نفس کی خواہش کے برخلاف سختی سے عمل کریں۔

ذرا نبی الملاحم ﷺ کی عظمت شان کا تصور کریں اور پھر آپ ﷺ کی مبارک زبان سے ادا شدہ الفاظ کے یہ معنٰی ومفہوم غور وفکر کے ساتھ پڑھیں'' تسمہ تو میرا ٹوٹا ہے اور ٹھیک تم کرو؟ اس سے فوقیت نظر آتی ہے اور میں دوسروں پر اپنی فوقیت پسند نہیں کرتا۔

(۳) اپنے لئے امتیازی سلوک کی چاہت نہ ہو، اگر ماتحت افراد اپنی عقیدت ومحبت کی بناء پر ایسی کوئی خدمت کر بیٹھیں یا کرنا چاہیں جس سے مخدوم کی امتیازی شان ظاہر ہونے کا خدشہ ہو تو فوراً ان کی اصلاح کردی جائے، اپنے آپ کو ایک عام مسلمان کی حیثیت میں سمجھنا، عام مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر زندگی بسر کرنا اور خود کو مخدوم سمجھنے کی بجائے خادم سمجھنا رسول اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ ہے، آپ ﷺ سے چادر سے سایہ کرنے سے اور سایہ کیلئے مخصوص چھپر بنانے سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منع فرمانا اپنے اندر ہی درس واخلاق رکھتا ہے کہ امت مرحومہ کے مخصوص اور اصحاب مرتبہ حضرات اپنے لئے مخدومیت کی شان کی بجائے عامۃ المسلمین کے برابر رہنے کی حالت کو ترجیح دیں کیونکہ عجب وتکبر کے سدباب کیلئے یہ انتہائی نافع اصول ہیں۔

(۴) حضرت انس بن مالکؓ کی تینوں روایات میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں کے دلوں کو ان ہر جائز خدمت پر لبیک کہنے کی بدولت موہ لینے کی ترغیب ہے۔ اپنے ساتھیوں کی خدمت کرتے ہوئے یہ بات ذہن میں ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے عوض آخرت میں بہت کچھ ثواب عطاء فرمائے گا دنیوی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی کی خدمت میں لگنا آخرت میں سودمند نہ ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی کوئی اچھا نتیجہ نہیں دیتا ان روایات میں تو یہاں تک صراحت ملتی ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی ہر جائز خدمت دنیوی مضرت وتکلیف کے باوجود بھی خندہ پیشانی کے ساتھ کرنی چاہئے۔

(۵) اپنے ساتھی کی ہر اس غلطی کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے معاف کریں جو غلطی ہماری ذاتیات کی حد میں ہو، ذاتی حق تلفی کی بنیاد پر کسی ساتھی سے انتقام لینے کی اگرچہ شریعت مطہرہ میں اجازت بھی موجود ہے مگر بایں ہمہ اپنے ساتھے سے درگزر کرنا اور عفو وصلح کا راستہ اختیار کرنا آپس میں اچھے تعلقات کا ضامن ہے۔ اور اپنے تمام تر انتقامی جذبے کا رخ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی طرف پھیر دیں کیونکہ ان کے ساتھ عداوت رکھنے اور بغض کرنے کا ہمیں حکم ہے اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہمیں ان عالی شان اخلاق کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔

دوسری آیت کریمہ جس میں ہمارے لئے باہمی تعلقات کے متعلق جامع اصول ذکر کئے گئے ہیں سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۰ میں یہ ہے۔ انما الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

ترجمہ: سوا اپنے دو بھائیوں کے درمیاں میں اصلاح کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ اس آیت کریمہ میں مسلم قومیت کی بنیاد عقیدہ ایمان پر رکھ کر

پوری قوت کے ساتھ نسلی ، وطنی، اور لسانی قومیتوں کی نفی کی گئی ہے۔ اور آپس میں رشتہ اتحاد و اشتراک کے اظہار کیلئے ''اُخوۃ'' کا مبارک لفظ لا کر تمام امت مسلمہ کو لازوال محبت کی لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔

مسلم امت کی ایمانی بنیاد اور اخوت کے باہمی رشتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے آپس کی رنجشوں کو جنگ وجدال تک لے جانے کے کیا معنیٰ؟ اس آیت کریمہ کے بعد والی تین آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسے چھ عظیم احکام ارشاد فرمائے ہیں جن کی پابندی کئے ہوئے باہمی اخوت کے مقدس رشتے کو ہم مستحکم ومحفوظ رکھ سکتے ہیں وہ احکام خلاصتاً یہ ہیں اول یہ کہ کسی کو کسی پر ہنسنا نہیں چاہئے دوم یہ کہ ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیں تیسرا یہ کہ ایک دوسرے کو برے القابات سے نہ پکاریں چہارم یہ کہ بدگمانیوں سے بچتے رہیں پنجم یہ کہ اوروں کے عیوب اور کمزوریوں کی جستجو میں نہ پڑیں ششم یہ کہ کسی کی غیبت نہ کریں۔ ان احکام پر غور کرنے سے نتیجے پر پہنچنا بالکل بدیہی امر ہے کہ رشتہ اخوت کو جہاں بھی نقصان پہنچا ہے ان احکام پر عمل کرنے میں سستی کی نحوست سے پہنچا ہے۔ احادیث میں رسول اکرم ﷺ نے ایسے اامور کی نشاندہی بڑی بسط وتفصیل کے ساتھ فرمائی ہے جن پر عمل پیرا ہونے کی بدولت آپس میں اخوۃ کے رشتے کو یقیناً پائیدار بنایا جاسکتا ہے چنانچہ صحیحین کی ایک روایت میں ہے۔

لا تحاسدوا ،ولا تباغضوا ،ولا تجسسوا ،ولا تحسسوا ،ولا تنا جشوا ،و کونوا عباد الله اخوانا (بحواله قرطبی)

ترجمہ: ایک دوسرے کیساتھ حسد نہ کرو اور آپس میں بغض سے بچتے رہو اوروں کے عیوب کی تالاش وجستجو میں نہ پڑو اور ایک دوسرے کی (ظاہری حالت کے مشاہدہ پر اکتفا کرتے ہوئے) حقیقت کی ٹوہ میں نہ لگے رہو اور کسی پر بڑھ کر بولی نہ دو۔ اور ایک اور روایت میں ہے۔

المسلم اخ المسلم لایظلمه ولا یعیبه ولا یخذله ولا یطاول علیه فی البنیان فیستر علیه الریح الا بأذنه ولا یؤذیه بقتار قدره الا ان یغرف له غرفة ولا یشتری لبنیه الفاکهة فیخرجون بها الیٰ صبیان جاره ولا یطعمونهم ثم قال النبی ﷺ احفظوا ولا یحفظ منکم الا قلیلاً (بحواله قرطبی)

ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم کرے اور نہ ہی اس کو عیب دار بنائے گا، اور نہ ہی اس کو بے یار و مددگار چھوڑے گا اور اس کے اجازت کے بغیر اس کی دیوار سے اپنی دیوار اونچی نہ بنائے تا کہ اس کے گھر میں ہوا کا چلن بند ہو، اور نہ اس کو اپنی ہانڈی کی بھاپ سے تکلیف دے گا مگر یہ کہ اس کیلئے بھی کچھ حصہ نکال کر بھیجے اور نہ ہی اپنے بچوں کیلئے پھل فروٹ اس غرض سے خریدے گا کہ وہ اس کو لیکر باہر نکلیں اور پڑوسی کے بچوں کے روبرو کھاتے پھریں اور ان کو نہ دیں اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان باتوں کا خیال رکھو اور تم میں سے بہت تھوڑے لوگ ان کا خیال رکھے گا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی صاحبؒ نے حیاۃ المسلمین میں مذکورہ بالا آیت کریمہ کے ذیل میں متعدد احادیث ذکر کی ہیں ان میں سے چند احادیث ملاحظہ ہوں عیاض مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ سب آدمی تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے (کیونکہ فخر ظلم وتکبر ہی سے ہوتا ہے) رواہ مسلم۔

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مسلمان کو باہمی ہمدردی اور باہمی محبت وباہمی شفقت میں ایسا دیکھو گے جیسا جاندار بدن ہوتا ہے کہ جب اس کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو تمام بدن بدخوابی اور بیماری میں اس کا ساتھ دیتا ہے (رواہ مسلم) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے مسلمان بھائی کے غیبت ہوتی ہو اور وہ اس کے حمایت پر قادر ہو اور وہ اس کے حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی حمایت فرمائے گا اور اگر اس کی حمایت نہیں کی حالانکہ وہ اس کے حمایت ہر قادر تھا تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرمائے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن الفت اور لگاو کا خانہ ہے اور اس شخص میں خیر نہیں جو کسی سے نہ خود الفت رکھے اور نہ اس سے کوئی الفت رکھے یعنی سب سے روکھا اور الگ رہا کسی سے میل ہی نہ ہو (باقی دین کی حفاظت کی لئے کسی سے تعلق نہ رکھنا یا کم رکھنا اس سے مستثنیٰ ہے (احمد وبیہقی)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب ہر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

جاری ہے

صحابہ کرامؓ اور اطاعت رسول

حافظ ابو القاسم طبرانیؒ نے اپنی سند سے حضرت جریر بن عبداللہ صحابیؓ کا ایک بصیرت افروز قصہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ جریرؓ نے اپنے غلام کو ایک گھوڑا خرید لانے کا حکم دیا وہ تین سو درہم میں گھوڑا خرید لایا اور گھوڑے کے مالک کو رقم دلوانے کیلئے ساتھ لایا حضرت جریرؓ کو طے شدہ دام بھی بتلائے گئے اور گھوڑا بھی پیش کردیا گیا آپؓ نے اندازہ کیا کہ گھوڑے کی قیمت تین سو درہم سے کہیں زائد ہے چنانچہ آپؓ نے گھوڑے کے مالک سے کہا کہ آپ کا یہ گھوڑا تین سو سے زائد قیمت کا ہے کیا آپ چار سو درہم میں فروخت کریں گے؟ اس نے جواب دیا جیسے آپ کے مرضی پھر فرمایا آپ کے گھوڑے کی قیمت چار سو درہم سے زائد ہے کیا آپ پانچ سو میں فروخت کریں گے؟ اس نے کہا کہ میں راضی ہوں اسی طرح حضرت جریرؓ گھوڑے کی قیمت میں سو سو کی زیادتی کرتے رہے بالآخر آٹھ سو درہم میں گھوڑا خرید لیا آپ سے سوال کیا گیا کہ جب مالک تین سو درہم پر راضی تھا آپ نے اپنا نقصان کیوں کیا؟ آپؓ نے جوب دیا کہ گھوڑے کے مالک کو قیمت کا صحیح اندازہ نہیں تھا میں نے خیر خواہی کرتے ہوئے پوری قیمت اداء کردی کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہمیشہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا میں نے اس وعدے کا ایفاء کیا۔

(بحوالہ النووی شرح مسلم)

عورت کے ساتھ اسلام کی شفقت

آیئے آپ کو عورت کی زندگی کے مختلف مدارج کے اجر وثواب کے بارے میں بتا دیتا ہوں تا کہ یہ واضح ہوجائے کہ اسلام نے عورت کے ساتھ کس قدر نرمی کا معاملہ کیا ہے۔ شریعت کا حکم ہے کہ جس گھر میں بیٹی کی پیدائش ہو تو اللہ تعالیٰ اس گھر میں رحمت کا دروازہ کھول دیتے ہیں اگر دو بیٹیاں ہوگئیں تو باپ کیلئے دو رحمت کہ ان کا باپ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ کے اتنا قریب ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں۔

بحوالہ سکون دل (تالیف مولانا ذوالفقار احمد صاحب)

آیئنہ لے کر منہ تو دیکھو

بلال مہمند

آئی ہے جان کے ساتھ جائے گی جنازے کے ساتھ ۔اس سے آپ حیران نہ ہوں کیونکہ یہ بات تو سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ پاکستان کوصرف اورصرف اسلامی قانون کے نفاذ کیلئے قائم کیا گیا تھااوراس مقصد کیلئے دس لاکھ سے زیادہ مسلمانوں نے اپنی عزیز جانوں کی قربانیاں دی تھیں مگرستر سال گزرنے کے باوجود آج اس پاکستان کی صورت حال کل سے بہتر نہیں بلکہ ہمیشہ بیرونی اوراندرونی مختلف مسائل کا شکار رہا ،اگر ہمسایہ ممالک میں سے معدودے چند ممالک سے دوستانہ تعلقات قائم ہیں تو دوسری جانب پڑوس میں واقع بنگلہ دیش سمیت ہندوستان سے انتہائی دشمنی میں مبتلاء ملک شمار ہوتا ہے ، پاکستان کے کوئی حکمران بھی ہندوستان کی طرف سے درپیش سنگین مسائل سے نمٹنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ،پاکستان کی بنسبت ہندوستان کے تعلقات امریکہ سے بہت گہرے ہیں اس گہرے تعلقات نے ہمیشہ پاکستانی حکمرانوں کی پریشانیوں میں اضافے کا باعث بنا رکھا ہوا ہے اوراسی پریشانی کی وجہ سے پاکستانی حکمرانوں کو چین کی نیند سونے نہیں دیتی ، بہت چالاکی اور چرب زبانی کے باوجود امریکیوں کے ہاں شرف قبولیت حاصل کرنے میں ناکام رہے آپ اس کو بدقسمتی کہہ سکتے ہیں کہ ۲۰۰۱ء سے لیکر ۲۰۱۶ء تک کے اس عرصہ میں پاکستانی حکمرانوں نے امریکہ کو یہ باور کرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کہ ہندوستان کی بنسبت پاکستان نے مجاہدین کے خلاف بے شمار چھوٹے بڑے آپریشنز کیئے ،سوات میں مولانا صوفی محمد صاحب کے انقلاب سے لیکر آپریشن ضرب عضب تک بے شمار فوجی افسران اور دیگر سرکاری حکام واہلکار اپنی جانوں سے ہاتھ دو بیٹھے ہیں اس وجہ سے ہندوستان کے بجائے پاکستان نے امریکی مفادات کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا ہے ۔پاکستان اس وقت امریکیوں کی حمایت کی بنا پر در پیش مشکلات اور مجاہدین کے تابڑ توڑ حملوں کی وجہ سے آگ کی بھٹی میں گر کر جھلس رہا ہے تو دوسری طرف ہندوستانی حکومت پاکستان کی ہر حرکت پر کڑی نظر رکھتی ہے جس سے رقابتوں کا بازار گرم رہتا ہے اور ہندوستان کسی بھی صورت میں پاکستانی حکمرانوں کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا ہے ۲۰۱۶ء میں جب امریکہ نے پاکستان کو دیگر آٹھ ایف سولہ طیارہ فراہم کرنے کا اعلان کردیا تو مودی نے یہ برا مان کر امریکہ سے احتجاج کیا جس پر امریکہ نے مودی کو منایا کہ ان طیاروں کی فراہمی ہندوستان کیلئے خطرہ نہیں بلکہ پاکستان یہ طیارے مجاہدین کے خلاف استعمال کرکے مجاہدین کی کمر توڑ دینگے اس پر مودی نے سکھ کا سانس لیا اور خاموش ہوگیا،نواز کو جب مودی کی ناراضی کا علم ہوا تو اپنا حقیقی خدا چھوڑ کر بے ساختہ کہنے لگا کہ ’’مودی تم جس بھگوان کی عبادت کرتے ہو میں بھی اس بھگوان کی عبادت کرتا ہوں‘‘ ۔یہ کہہ کر نواز کا بھرم کھل گیا کہ مودی کا بھگوان اپنا بھگوان مان لیا خیر یہ بات تو چنداں حیران کن نہیں کیونکہ خدا پر ایمان تو پہلے سے ندارد بلکہ سب سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ اب تک نواز حکومت کے ڈھائی سال پورے ہوچکے ہیں،اس ڈھائی سال میں نواز شریف نے سترہ غیر ملکی دورے کیئے جس میں پینسٹھ کروڑ سے زیادہ رقم کے مصارف کا تخمینہ لگایا ہے ،جبکہ دوسری جانب ملک میں عوام غربت وافلاس سے دست وگریباں ہیں کسی کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں تو کسی کو درد روکنی والی اسپرین کی گولی خریدنے کی طاقت نہیں اس مصیبت سے بچنے کیلئے وزیر مملکت سائرہ افضل نے قوم کو یہ مشورہ دیا کہ مہنگی دوائی خریدنے کے بجائے سستی دوائیاں خریدی جائیں ،حالانکہ جو دوائی سستی ہو وہ قابل اعتماد نہیں ہوتی اور مریض اس قسم کی دوائی پر بھروسہ بھی نہیں رکھتے ،گویا عوام سے بندر بانٹ کا معاملہ جاری ہے کہ خود تو قومی خزانوں کو لوٹ رہے ہیں اور عوام کیلئے سستی دوائی لینے کا مشورہ دیتے ہیں ،یہ ملک چوروں لٹیروں کی اماج گاہ بن چکا ہے چور ڈاکو سڑکوں پر دندناتے پھر رہے ہیں،آئے روز چوری ڈکیتی اور راہ زنی کی بے شمار وارداتوں کی خبریں موصول ہو رہی ہیں ،کہیں تو بدمعاشوں نے کسی پاکدامن لڑکی کی عزت کو لوٹا تو کہیں کسی نابالغ لڑکے یا لڑکی پر اجتماعی زیادتی کی رپورٹیں تو روزمرہ کی بات ہے ۔اور کہیں کمپنیوں اور کارخانوں میں آگ لگا کر تمام عمر کی جمع پونجی کو راکھ میں تبدیل کیا گیا ۔قانون کے رکھوالوں نے خود قانون کی دھجیاں اڑائیں ۔زندہ دلان لاہور فحاشی وعریانی کو فروغ دے رہے ہیں قدم بقدم مغربی تہذیب کی تقلید کرکے ویلنٹائن ڈے اور فیشن شوز کا اہتمام کیا جاتا ہے ،سیاست دانوں نے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف گالی گلوچ کا محاذ کھول رکھا ہے اور کسی بات پر اتفاق کرنے کے بجائے ہر کسی کی عزت نفس کو پامال کرتے ہیں ۔عوامی فلاح بہبود کیلئے کام کرنے کے بجائے میک آپ کا رجحان بڑھ رہا ہے ۔مہنگائی بجلی لوڈشیڈنگ ،اشیائے خوردونوش کی کمی اور مالی بحران نے ایک وبا کی شکل اختیار کر رکھی ہے ، ملک میں بہتے دریا خشک ہوکر شہریوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ۔موجودہ حکمران پاکستانی عوام کو جھوٹے وعدوں کی ذریعے پھنسا کر اقتدار کو طول دینے کی

اب تک نواز حکومت کی ڈھائی سال پورے ہوچکی ہے اس ڈھائی سال میں نواز شریف نے سترہ غیر ملکی دورے کیئے جس میں پینسٹھ کروڑ سے زیادہ رقم کی مصارف کا تخمینہ لگایا گیا ہے ،جبکہ دوسری جانب ملک میں عوام غربت وافلاس سے دست وگریباں ہیں کسی کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں تو کسی کو درد روکنے والی اسپرین کی گولی خریدنے کی طاقت نہیں

کوشش جاری رکھتے ہیں۔ اتنے بحرانوں کے باوجود اقتدار کے ٹھیکہ داروں کی شہ خرچیاں حساب کتاب سے باہر ہے ملک میں تمام اداروں کے سربراہان ادنیٰ درجہ کے ملازم سے لیکر اعلیٰ افسران تک بھتہ خوری رشوت خوری وغیرہ جیسے جرائم کے عادی ہیں، برائے نام احتسابی ادارہ نیب کے نام پر جوادارہ قائم ہے وہ کئی مرتبہ احتساب کے عمل میں بے ضابطہ گیوں اور مالی بدعنوانی میں ملوث پایا گیا ہے، اس کمینے حکومت نے تعلیمی اداروں کو بھی نہیں بخشا کیونکہ بے شمار واقعات ایسے بھی سامنے آئے ہیں کہ طلباء کو چند ٹکوں کے عوض جعلی ڈگریاں فراہم کئے گئے ہیں اور اداروں میں افراد کی تقرری اہلیت کی بنیاد پر نہیں بلکہ رشوت کے بدلے کی جاتی ہے۔ پاکستان کی گزشتہ اور موجودہ صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے احمد رشید اپنی تصنیف کردہ کتاب ''پاکستان ہلاکت کے کنارے پر'' جس کا پشتو زبان میں ڈاکٹر زلان نے ترجمہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں ''۲۰۰۰ء کے بعد پاکستان بدترین صورتحال سے گزر رہا ہے اور اپنے پڑوس ممالک سے خراب تعلقات کے علاوہ اندرونی طور پر بھی گوناگوں فسادات کا شکار ہے گویا فسادات کا ایک انوکھا تصویر بنا ہوا ہے اور اس کا شمار ترقی پذیر ممالک میں نہیں ہوتا بلکہ بدعنوانیوں کا حامل ملک شمار ہوتا ہے''۔ حالانکہ سیاست اچھی معیاری پالیسی اور نظام کا نام ہے جبکہ پاکستان میں سیاست کو جھوٹ خودغرضی اور ابن الوقت کے نام سے متعارف کرایا گیا یہ انداز سیاست پاکستان کو غیروں کا دیا ہوا تحفہ ہے کیونکہ یہودی پروٹوکول نمبر ایک میں لکھتے ہیں: سیاست اور اخلاق میں کوئی قدر مشترک نہیں، اخلاقی اقدار کا علمبردار کبھی ماہر سیاستدانوں کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا اس کا اقتدار کبھی پائیدار اور مستحکم نہیں ہوسکتا مضبوط حکمرانی کرنے کے خواہشمند افراد کو مکر وفریب، چالاکی، عیاری، ظاہرداری اور بناوٹی رویہ اختیار کرنے پر قدرت حاصل ہونی چاہئے، دیانت، امانت، قومی کردار اور حق گوئی وغیرہ قسم کے اخلاقی اقدار کا کارزار سیاست سے کوئی تعلق نہیں رکھتا سیاست میں یہ چیزیں خوبیاں نہیں بلکہ عیب شمار ہوتی ہیں، ان اقدار کو اختیار کرنے والے حکمرانوں کا زوال ایک لازمی امر ہوتا ہے وہ ایسی تباہی کو دعوت دیتا ہے جو کسی طاقت ور ترین دشمن کے ہاتھوں میں بھی ممکن نہیں، لہٰذا ان اوصاف کو غیر یہودی حکومتوں میں پھلنے پھولنے دیجئے، ان سے ہمارا کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہونا چاہئے تا کہ مناسب وقت میں ایسے غیر یہودی حکومت کو گرانے میں آسانی ہو۔

(یہودی دانا بزرگوں کے اقوال)

اب پاکستان کے ہر حکمران نے یہودیوں کا صحیح معنوں میں تقلید کرنا شروع کیا ہے ہر سیاست دان منافقت، دوغلی پالیسی اور حالات کے مطابق اپنا موقف تبدیل کرتا رہتا ہے جیسا کہ جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تھا اس وقت عوامی نیشنل پارٹی روس نواز پارٹی تھی اور پاکستان میں روس کے مفادات کیلئے کام کرتی تھی، خدائی خدمتگار خان عبدالغفار خان نے وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد میری لاش کو پاکستان میں دفن نہ کرنا بلکہ میری لاش کو پاکستان سے باہر افغان سرزمین پر دفن کرنا ہے، پارٹی کے کارکنان نے باچاخان کی وصیت کے مطابق لاش کو کندھوں پر رکھ کر ایسے حالات میں افغانستان منتقل کردیا جب افغانستان میں مجاہدین اور روسیوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی جاری تھی اور آگ وخون کا کھیل کھیلا جارہا تھا، یعنی باچاخان کو پاکستان سے اتنی بڑی نفرت تھی کہ پاکستان میں دفن ہونا بھی نہیں چاہتے تھے، بلکہ باچاخان نے ملک خداداد پاکستان کی وجود کو بھی تسلیم نہیں کیا تھا اور خود کو سرحدی گاندھی کہتا تھا۔

پھر یہ کیسے محبّ وطن پارٹی ہوسکتی ہے۔ جب افغان انقلاب ختم ہوا اور قصہ پارینہ ہوگیا تو عوامی نیشنل پارٹی نے روس سے جدائی لیکر امریکہ سے قربت حاصل کرنے کا تہیہ کررکھا کیونکہ دور حاضر میں ڈالروں کی پیداوار امریکہ کے سامنے سرتسلیم خم کرنے میں ہے۔

اسی طرح ایم کیوایم پارٹی جو کہ بظاہر ایک سیاسی اور لبرل پارٹی ہے مگر غنڈہ گردی بھتہ خوری اس پارٹی کا شیوہ ہے اور ہندوستان حکومت کی ایجنٹ بھی ثابت ہوئی اس پارٹی کا سیاہ اور مکروہ چہرہ اس وقت بے نقاب ہوا جب اپریل ۲۰۱۵ء کو پاکستانی پولیس اور رینجرز نے کراچی میں مشترکہ کاروائی کرکے ایم کیوایم کے مرکز نائن زیرو پر چھاپہ ڈالا جس کے نتیجے میں ایم کیوایم کے اہم ارکان کی گرفتاری سمیت بھاری مقدار میں اسلحہ بھی برآمد ہوا، جبکہ بعض پارٹی کارکنان صولت مرزا وغیرہ کو عدالتی کاروائی میں پھانسی اور بعض کو عمر قید کی سزا سنائی گئی اور باقاعدہ یہ سلسلہ جاری ہے اس منفی کردار سے ایم کیوایم پارٹی کی پاکستانی عوام سے کتنی بڑی غداری ثابت ہوتی ہے۔

اس سے پہلے بھٹو کی تصویر بےنظیر نے جوانی کا اکثر حصہ بیرونی ملک گزارا، جب وطن واپس لوٹ آئی تو پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بنی اور بھٹومیشن کی مردہ لاش میں روح ڈالتی ہوئی سیاسی کیریئر کا آغاز کیا۔ فیصلہ ضمیر کا ووٹ بےنظیر کا غیر شرعی نعرہ لگا کر یہ الزام بھی لگایا کہ پرویز مشرف مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، اس الزام کے بعد راولپنڈی لیاقت باغ میں جلسے سے فارغ ہوکر قاتلانہ حملے کی زد میں آکر ہلاک ہوئی اور ذمہ داری طالبان کے اوپر ڈال دی گئی۔ مرنے کے بعد اب بھی امریکی باشندہ مارک سیگل بےنظیر کی بے گناہی کا گواہ ہے۔

بےنظیر کا شوہر نامدار اور صوبہ سندھ کا بے تاج بادشاہ آصف زرداری جو کہ ایک غنڈہ اور کرپٹ شخص ہے ماڈل ایان علی کو منی لانڈرنگ کیس میں مبتلاء کرکے خود کو لاتعلق ظاہر کیا۔ اس سے پہلے جنرل مشرف کے دور حکومت میں مختلف الزامات کے نتیجے میں کافی عرصہ جیل کے سیاہ دروازوں کے پیچھے رہا۔ ان تمام واقعات کی وجہ سے سیاستدانوں کا بھید کھل گیا پھر یہ اور اس جیسے لوگ کس طرح ملک اور اقتدار کی کرسی پر براجماں ہونے کے مستحق ہوکر کامیاب نظام کو چلاسکتے ہیں؟۔ ایک طرف پاکستان کے حکمرانوں کی یہ حالت اور دوسری طرف مجاہدین کی جانب سے حکومتی وسرکاری اہلکاروں پر تابڑتوڑ حملے اس کفری نظام کی کمر کو توڑ کر آئندہ مستقبل قریب میں اسلامی نظام کے قیام کیلئے راستہ ہموار ہوجائے گا۔ ان شاءاللہ

دنیا بھر کے جہادی تنظیموں کو ناکام بنانے میں پاکستان کا کردار

مولانا ذوالفقار صاحب

۱۹۴۷ء سے پہلے برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی اکثریت کی موجودیت اور جہادی قربانیوں کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا اس لئے انگریزوں نے بظاہر اپنا تسلط ختم کرنے کا خاکہ پیش کیا مسلمان قوم اس کو بجا طور پر کامیابی تصور کر رہے تھے کہ انگریز سے جان چھوٹ جائے گی مگر یہ ناقابل فراموش حقیقت ہے کہ انگریزوں نے فیصلہ کر رکھا تھا کہ سردست شکست تسلیم کر کے نہ صرف یہ کہ اپنی جان و مال کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے اور مسلمانوں کو مزید تقویت سے محروم رکھا جائے بلکہ انہی کو دوسرے مسلمانوں کے خلاف بطور آلہ استعمال کرنے کیلئے بھی راستہ ہموار ہوجائے۔

پاکستانی فوج کی اس شرکت کو حرمین شریفین کی حفاظت کا نام اس لئے دیا گیا کہ اگر ایک طرف یمن میں القاعدہ کا وجود ہے تو دوسری طرف بشارالاسد کی شیعہ حکومت اس کے زد میں ہے جس سے پاکستان میں موجود شیعوں کی بغاوت کا اندیشہ ہے اس معاملہ میں پاکستان ایک تیر دو شکار کا کھیل کھیل رہا ہے۔

اس کشمکش میں زمام اختیار پونجی جناح کے بیٹے محمد علی جناح کے ہاتھوں میں دے دیا گیا اور اسی طرح پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے نام سے ایک ریاست وجود میں آگئی محمد علی جناح کسی تعارف کا محتاج نہیں۔اس وقت محمد علی جناح کے بقول پاکستان ایک نوزائیدہ اور کمزور ملک تھا۔یہ ملک آہستہ آہستہ اور بتدریج ترقی کی مراحل طے کرتا رہا اور آخر اس قابل ہوا کہ تمام دنیا کے مسلمانوں اور جہادی تنظیموں کو دبانے اور کامیابی کی راہ میں رکاوٹوں کو کھڑے کرنے کی صلاحیت اس کے اندر پیدا ہونا شروع ہوگئی۔دنیا میں جہاد کو دہشت گردی کا نام دینے کیلئے ایسے علماء کے نام سے استفادہ کرتے ہیں جو بذات خود بے دین آزاد خیال یا سیکولر نظریہ کے حاملین ہیں اور عام و بے خبر مسلمانوں کے دلوں میں مجاہدین کے خلاف نفرت کا بیج بوتے ہیں۔

زیادہ تر حکمران پانچ سال حکومت پوری کئے بغیر قبل از وقت اقتدار سے ہٹا دئے گئے ہیں جس سے سیاستدانوں کی درمیاں اقتدار کی رسہ کشی اور باہمی عداوت کی واضح نشاندہی کا اشارہ ہے اس عداوت اور دشمنی کا تقاضا یہ ہے کہ اگر سیاستدانوں کی ایک گروہ مسلمانوں سے دشمنی رکھتا ہے تو دوسرا مخالف گروہ مسلمانوں سے دشمنی کے بجائے دوستی رکھتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں اور نہ کسی وقت یہ خواب شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے کیونکہ مسلمانوں سے دوستی یا دشمنی رکھنا حکمرانان پاکستان کا اپنا نظریہ نہیں بلکہ یہ نظریہ در حقیقت انگریز کا وہی عقیدہ ہے جو آزادی پاکستان سے پہلے مسلمانوں کے حق میں تھا اور اس میں کبھی تبدیلی دیکھنے میں نہیں آئی۔

پاکستان میں برسر اقتدار آنے کیلئے سب سے پہلے اہل مغرب یعنی مغربی کفار کو آمادہ کرنا پڑتا ہے اور کوئی بھی سیاستدان امریکہ سے ہدایات وصول کئے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتا کسی ناپسندیدہ شخصیت کو اقتدار سے ہٹانے کیلئے عجیب و غریب منصوبے عمل میں لائے جاتے ہیں مثال کے طور پر نواز شریف کو اقتدار سے ہٹانے کیلئے چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف کو نواز حکومت پر شب خون مارنا پڑا ۔پھر بے نظیر کیلئے راستہ ہموار کرنے کی کوشش جاری تھی کہ اس پر حملہ ہوا اور ہلاک ہوئی ۔

اس سے پہلے عوامی حلقوں میں جنرل ضیاء الحق کو ایک اسلام پسند شخصیت شمار کیا جاتا تھا مگر درحقیقت وہ مغرب کا حلقہ بگوش شخص تھا جس نے افغان مجاہدین کو روس کے مقابلے میں کامیاب نہ ہونے دیا اور افغان فتح کو جنیوا فتح میں دنیا کے سامنے متعارف کرایا کسی نامعلوم وجوہات کی بنا پر بھاولپور جاتے ہوئے ہیلی کاپٹر حادثے میں دیگر اعلیٰ افسران سمیت مارا گیا تو میڈیا نے اس کو شہید جہاد افغانستان کا لقب دیا حالانکہ اس نے تو جہاد افغانستان کو ناکام بنانے میں اتنا اہم کردار ادا کیا تھا کہ جس کا خمیازہ افغان عوام اب تک بھگت رہے ہیں۔

اس کے بعد جب پرویز مشرف کی بادشاہت قائم تھی تو افغانستان میں امارت اسلامی کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے اور قائد ملت اسلامیہ الشیخ اسامہ بن لادن شہید کو زندہ یا مردہ حالت میں گرفتاری کے ارادے سے نیٹو افواج نے امارت اسلامی کا محاصرہ کیا تو طالبان کی طرف سے سخت مزاحمت کا سامنا کر پڑ رہا تھا اور نیٹو افواج کو ناکامی ہو رہی تھی اسی اثنا میں حکومت پاکستان نے طالبان کی صفوں میں سابقہ تعلقات کی وجہ سے نقب زنی شروع کی جس سے طالبان کو نیٹو افواج کے مقابلے میں شکست ہوئی ،افغانستان کی مشرقی ولایات میں کوئی مزاحمت کا سامنا نہ ہوا،اس طرح با آسانی طالبان کا قبضہ ختم کیا گیا اور فوجی آمر جنرل پرویز مشرف نے وہ قول سچ ثابت کر کے دکھایا کہ ترکی صدر مصطفیٰ کمال میرا آئیڈیل ہے جس نے خلافت عثمانیہ کو ختم کر کے کفری نظام قائم کیا۔افغانستان سے فرار شدہ تتر بتر طالبان کو دوبارہ منظم نہ ہونے کیلئے طالبان قائدین کو گرفتار کر کے امریکہ کے ہاتھوں فروخت کیا گیا جس میں ملا عبدالسلام سرفہرست ہیں۔

اب جبکہ ۲۰۰۱ء سے لیکر تا حال امریکہ اور اس کے حواریوں کے خلاف افغان سرزمین پر جاری جہاد کا نتیجہ اگرچہ ظاہر ہونے کو ہے مگر اس کی مکمل کامیابی اس وقت تک یقینی تصور نہیں ہوسکتی جب تک افغان طالبان پاکستانی حکمرانوں پر عدم اعتماد کا اظہار کر کے

بیزاری کا عمل نہ اپنائیں۔

ملا اختر منصور کو امریکیوں کے ہاتھوں شہید کرا کر مسلمانوں کے چودہ طبق روشن کر دئے جبکہ پاکستانی حکمرانوں نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ افغانستان میں کسی بھی صورت حال میں کسی کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ مئی ۲۰۱۶ء میں ملا اختر منصور پر جاسوسی کر کے امریکیوں کے ہاتھوں شہید کروایا گیا تو اس پر وزیر داخلہ چوہدری نثار نے جھوٹ کا ایک بہت بڑا پلندہ تیار کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے امریکہ سے احتجاج بھی کیا کہ ملا اختر منصور پر پاکستانی حدود میں حملہ پاکستان کی خودمختاری پر حملہ ہے ۔۲۴ مئی ۲۰۱۶ء کو پریس کانفرنس میں کہا کہ امریکی ڈروں طیارہ پاکستانی حدود میں داخل ہوا ہی نہیں بلکہ ملا منصور اختر کو کسی اُور ملک سے نشانہ بنا کر میزائل داغا گیا ہے۔ اس نے یہ انکشاف بھی کیا کہ عجیب بات ہے کہ گاڑی جل کر راکھ ہوگئی جبکہ پاسپورٹ اتنی سخت آگ کی باوجود سلامت رہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ڈرون اٹیک کے فوراً بعد کسی نے جان بوجھ کر اس جگہ پاسپورٹ پھینک دیا ہو۔

یہ تو تھی وزیر داخلہ چوہدری نثار کی باتیں جو کہ پاکستان کو اس معاملے میں غیر قصوروار ٹھہرانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا مگر دوسری طرف امریکی حکومت کی کوئی مجبوری نہیں تھی کہ وہ اس معاملے میں پاکستان پر پردہ ڈال دے کیونکہ ملا منصور کی شہادت پر امریکی وزارت خارجہ نے ملا منصور کے قتل کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے وضاحت کی کہ ملا منصور پر ڈرون اٹیک کے فوراً بعد پاکستان کو آگاہ کیا گیا اس نے مزید کہا کہ ملا منصور اہل وعیال سے ملنے کیلئے ایران کے سفر پر تھا لیکن اس کی واپسی کا انتظار تھا جبکہ دوسری طرف امریکی اخبارات میں سرخیوں کے ساتھ یہ خبر چھپی کہ ملا منصور اختر کو نشانہ بنانے سے پہلے پاکستان سے صلاح مشورہ کیا گیا تھا۔

امریکی وزارت خارجہ کی یہ باتیں کئی وجوہات کی بنا پر مبنی برحقیقت معلوم ہوتی ہے اول یہ کہ امریکہ نے کئی بار پاکستان سے مطالبہ کیا تھا کہ افغان طالبان پر اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے مذاکرات کے گول میز پر لانے کیلئے اپنا کردار ادا کرے جب افغان طالبان پر پاکستان کا کوئی اثر نہ ہوا تو پاکستانی وزیر خارجہ سرتاج عزیز نے افغان طالبان کو دھمکی دی کہ اگر وہ مذاکرات کے گول میز پر آنے کیلئے امادہ نہ ہوئے تو اس کے خلاف کاروائی پر غور کیا جائے گا۔ لیجئے سرتاج عزیز نے غور کر کے دکھایا بھی جس کا نتیجہ سامنے ہے۔ دوم یہ کہ امریکہ کو ملا منصور کی صحیح نشاندہی میں مشکلات کا سامنا تھا اس وجہ سے امریکہ کو ملا منصور کی پاکستان واپسی کا انتظار کرنا پڑا۔ سوم یہ کہ جب ملا منصور اختر پر ڈرون حملہ ہوا تو پاکستانی خفیہ ادارے کے مسئولین اور سیکورٹی اہلکار فی سیکنڈ دس کیلو میٹر کی تیز رفتاری سے جائے وقوعہ پر پہنچ چکے تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ ڈرون اٹیک کے وقت امریکی خفیہ ادارہ اور پاکستانی خفیہ اداروں کا آپس میں رابطہ تھا۔

القاعدہ تنظیم ایک جانا پہچانا اور بین الاقوامی جہادی تنظیم کسی تعارف کا محتاج نہیں اس تنظیم کے تمام کارکن اعلیٰ دینی وعصری تعلیم یافتہ ہیں ۔اور دنیا کے کسی بھی کونے سے ناواقف نہیں افغانستان میں روسی تجاوز کے وقت سے مصروف جہاد تھے اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں کامیاب جہادی کارروائیاں کر چکے ہیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔سعودی عرب سمیت امریکہ جیسی حکومتیں اس سے خائف اور لرزہ براندام تھیں جب نائن الیون حملہ ہوا تو امریکی صدر بش خوف کے مارے واشنگٹن چھوڑ کر کلیفو رنیا بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوا غرض یہ کہ القاعدہ تنظیم کو شکست دینے کی صلاحیت کسی بھی حکومت میں نہیں تھی اور تمام دنیا میں القاعدہ ایک فاتح تنظیم کے نام سے سے روشناس تھی ۔ان مجاہدین کے جہادی سسٹم کو ناکارہ بنانے کیلئے پاکستان سعودی حکومت کا ساتھ دیتے ہیں تا کہ سعودی عرب کے موقف کی تائید ہو سکے اور القاعدہ کیلئے دہشت گرد نام پر لوگ یقین کر بیٹھے کیونکہ عرب مجاہدین کا یہ موقف ہے کہ جزیرۃ العرب میں یہود ونصاریٰ کی سکونت قران وحدیث کے حکم کے مطابق جائز نہیں جبکہ سعودی حکومت اس کو وقت کی اہم ضرورت سمجھتی ہے۔

اس تنظیم کو جس نقصانات کا سامنا ہے وہ صرف پاکستان کی وجہ سے ہے ان نقصانات میں سرفہرست القاعدہ رہبر وقائد الشیخ اسامہ بن لادن شہیدؒ کی امریکی فوج کے ہاتھوں شہادت ہے جو ایبٹ آباد میں واقع ہوئی ۔دیگر بڑے بڑے نقصانات بھی ہیں جس کے ذکر کرنے سے طوالت کی وجہ سے گریز کرتا ہوں۔

سعودی عرب نے اپنی سربراہی میں چونتیس ملکی اتحاد کا اعلان کیا بظاہر اس اتحاد کا مقصد بشار الاسد حکومت سمیت عرب ممالک میں دہشت گردی کا خاتمہ ہے کیونکہ یمن میں القاعدہ ایک مضبوط وجود رکھتا ہے اس مضبوط وجود کے خاتمے کیلئے سعودی عرب نے پاکستان کو اپنی اس ذمہ داری کی یاد دہانی کرائی جو کہ آزادی پاکستان سے مشروط تھی اس کے جواب میں پاکستان نے معذرت ظاہر کی جس پر سعودی وزیر خارجہ نے کئی مرتبہ اسلام آباد کا چکر لگایا اور بالآخر پاکستانی حکومت کو ایک دھمکی دیکر چلا گیا اس دھمکی سے خوف زدہ ہو کر حکومت پاکستان نے حرمین شریفین کی حفاظت کے نام پر اس چونتیس ملکی اتحاد میں شمولیت اختیار کی اور یمن میں اپنی فوج اتاری تا کہ القاعدہ کو آگے بڑھنے سے روکا جا سکے پاکستانی فوج کی اس شرکت کو حرمین شریفین کی حفاظت کا نام اس لئے دیا گیا کہ اگر ایک طرف یمن میں القاعدہ کا وجود ہے تو دوسری

افواج پاکستان نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو زیر اثر لانے کیلئے سوڈان جیسا ملک جس کے باشندہ گان کی غربت وافلاس مثالی ہے کو بھی نہیں بخشا۔ضرب مومن اخبار صفحہ اول ۲۲ مئی ۲۰۱۶ء رپورٹ کے مطابق ۲۰۲ افراد پر مشتمل ایک فوجی دستہ سوڈان روانہ کر دیا گیا بریگیڈیئر ریاض احمد نے علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اس دستہ کو الوداع کہتے ہوئے میڈیا کو بتایا کہ گذشتہ کئی سالوں سے پاکستانی فوج دنیا بھر میں امن مشن پر کام کر رہے ہیں اور اس کو پاکستان کیلئے خوش آئند قرار دیا۔

طرف بشار الاسد کی شیعہ حکومت اس کے زد میں ہے جس سے پاکستان میں موجود شیعوں کی بغاوت کا اندیشہ ہے اس معاملہ میں پاکستان ایک تیر دو شکار کا کھیل کھیل رہا ہے۔

فلسطین میں اسرائیل کے خلاف برسر پیکار جہادی تنظیموں کو کچلنے کے خاطر جنرل مشرف نے اسرائیل کو رسمی طور پر تسلیم کرنا وقت کی اہم ضرورت بتایا اور اس کیلئے با قاعدہ کوششیں کیں لیکن پاکستانی غیور مسلمانوں نے مشرف کے اس قبیح ارادے کو خاک میں ملا دیا۔

مقبوضہ کشمیر میں ہندوؤں کے خلاف کشمیری مسلمانوں نے جہاد کا علم اٹھایا تو اب پاکستانی حکمران اس پاکیزہ جہاد کو ذاتی مفاد میں استعمال کرنے اور جہادی نظریہ کو قوم پرستی وطن پرستی میں تبدیل کرنے پر زور دیتا ہے۔ کشمیری مجاہدین کو امداد کے بہانے اپنے زیر اثر لانے کیلئے بین الاقوامی سطح پر آواز بلند کرتے رہتے ہیں کہ کشمیریوں کے جائز مطالبہ کو اقوام متحدہ کے اس فیصلے کے مطابق حل کیا جانا چاہئے کہ جس میں جواہر لال نہرو سے یہ طے ہوا تھا کہ کشمیری عوام کی تقدیر کی فیصلے کا انحصار کشمیریوں کی استصواب رائے پر ہوگا۔ پاکستان کے اس مطالبہ سے کشمیری مجاہدین نے کشمیر میں جہادی سرگرمیاں ترک کر دئے اور اس طرح یہ مسئلہ جہاد کے بجائے ایک سیاسی مسئلہ بن کر رہ گیا۔ افواج پاکستان نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو زیر اثر لانے کیلئے سوڈان جیسا ملک جس کے باشندہ گان کی غربت و افلاس مثالی ہے کو بھی نہیں بخشا۔ ضرب مومن اخبار صفحہ اول ۲۲ مئی ۲۰۱۶ء رپورٹ کے مطابق ۲۰۲ افراد پر مشتمل ایک فوجی دستہ سوڈان روانہ کر دیا گیا بریگیڈیئر ریاض احمد نے علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اس دستہ کو الوداع کہتے ہوئے میڈیا کو بتایا کہ گذشتہ کئی سالوں سے پاکستانی فوج دنیا بھر میں امن مشن پر کام کر رہے ہیں اور اس کو پاکستان کیلئے خوش آئند قرار دیا۔

سوڈان میں پاکستانی فوج کی موجودیت اور ضرورت صرف اس لئے کہ سوڈان میں لوگوں کا رجحان اسلام کی طرف بڑھ رہا ہے وہاں کے لوگوں نے شراب کی کارخانوں کو جلا کر راکھ میں تبدیل کیا اس عمل سے دنیا کو سوڈانی مسلمانوں سے خطرہ لاحق ہوسکتا ہے اس خطرہ کو ٹالنے کیلئے پاکستانی فوج کو امن مشن کے نام پر تعنیات کیا گیا۔ حالانکہ جس کا اپنا گھر محفوظ نہ ہو وہ دوسروں کیلئے امن کہاں سے لا کر دے سکتا ہے جبکہ پاکستان میں صورت حال یہ ہے کہ فوج، رنجر اور پولیس نفری میں اس قدر کمی ہے کہ جس کو پورا کرنے کیلئے دھڑا دھڑ بھرتیاں ہو رہی ہیں اور تعلیم یافتہ یا غیر تعلیم یافتہ کی شرط کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ آپ نے میڈیا پر کئی مرتبہ سنا ہوگا کہ ملک میں انتخابات کے دوران پولنگ بوتھوں پر تعنیات کیلئے درکار پولیس، فوج اور رنجر نفری کی کمی ہوتی ہے۔ اگر امن مقصود ہے تو پاکستان میں امن نام عنقاء پرندہ ہے کہ نام تو ہے لیکن پرندہ نہیں۔

پاک چین دوستی، پکی لازوال دوستی کا راگ آلاپتے ہوئے پاکستانی حکمران نہیں تھکتے کیونکہ چینی گائے سال بارہ مہینے دودھ دیتی رہتی ہے۔ ۲۰۱۴ء میں چینی وزیر اعظم نے پاکستان میں چوالیس ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کر کے پاک چین اقتصادی راہداری کا منصوبہ منظور کیا پاکستانی حکمرانوں نے شکریہ ادا کرنے کے بجائے چینی وزیر اعظم نے اسلام اباد پارلیمنٹ ہاوس میں تقریر کرتے ہوئے پاکستان کا شکریہ ادا کیا اس پر ساری دنیا کے تجزیہ نگاروں نے تبصرے کئے کہ چینی وزیر اعظم کو شکریہ ادا کرنے کے بجائے پاکستانی وزیر اعظم کو شکریہ ادا کرنا چاہئے تھا حالانکہ چینی وزیر اعظم اتنا بے وقوف تو نہیں تھا کہ الٹا منطق بولتا چلا گیا۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ منطق صحیح اور برمحل تھا کیونکہ پاکستان چین کیلئے جو قربانی دیتا ہے یہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں کیونکہ چین میں صوبہ یاغور کے مسلمانوں کو دبانا کسی کی بس کی بات نہیں سوائے پاکستان کی۔ یاغور مسلمانوں کی مظلومیت کی ایک لمبی چوڑی کہانی ہے کہ انہوں نے عرصہ دراز سے چینی حکومت کے خلاف آزادی حاصل کرنے کیلئے اور بدھ مت، زرطشت مذاہب کے بجائے اسلامی نظام قانون کے قیام کی خاطر پینتیس لاکھ شہداء کی قربانی دے کر بھی ناکام رہے وہاں کے مجاہدین کو جہاد سے دستبردار کرنے کیلئے پاکستانی حکمران خود کو مسلمان ظاہر کر کے الٹے قدموں پر چلنے کیلئے مجاہدین کو امادہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی چینی حکومت کی سب سے بڑی آرزو ہے جسے حکومت پاکستان تہہ دل سے پورا کر رہا ہے۔

نیکی اور برائی کے اثرات

عن ابی هريرة رضی الله عنه عن رسول الله ﷺ قال ان العبد اذأخطأ خطيئة نكتت فی قلبه نكتة سوداء فأن هو نزع و استغفر صقلت فأن عاد زيد فيها حتیٰ تغلوا قلبه فهو الران الذی ذكر الله تعالیٰ (كلا بل ران علیٰ قلوبهم ما كانوا يكسبون (سورة المطففين)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر گناہ چھوڑ کر توبہ و استغفار کرے تو دل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ اگر دوبارہ گناہ کرتا ہے تو یہ سیاہ نقطہ بڑھتے بڑھتے پورے دل کو سیاہ کر دیتا ہے یہ وہی زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی اس آیت میں فرمایا ''كلا بل ران علیٰ قلوبهم جس کا ترجمہ یہ ہے ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال بد کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔

(ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان)

توحید اور رسم

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مؤمنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں
نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبیؐ سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم وگمان میں
وہ بدلہ گیا آکے ہندوستان میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

مولانا الطاف حسین حالیؒ

حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ کی نرالی آرزو

جب آنحضرت محمد ﷺ کا وصال ہوا تو تمام صحابہ کرامؓ پر صدمے کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا اور سب پر گریہ طاری تھا۔ اس حالت میں اکثر صحابہؓ یہ کہتے سنے گئے کہ ،، کاش ہم آپ ﷺ سے پہلے مرگئے ہوتے ،، کیونکہ کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں آپ ﷺ کے بعد فتنوں میں مبتلاء نہ ہوجائیں۔

لکنی واللہ ما أحب ان أموتُ قبلہ لأ صدقہ میتاً کما صدقتہ حیاً.

لیکن خدا کی قسم! مجھے یہ خواہش نہیں تھی کہ میں آپ ﷺ سے پہلے انتقال کرجاؤں کیونکہ کہ میں یہ چاہتا تھا کہ جس طرح میں نے آنحضرت ﷺ کی حیات میں آپ کی تصدیق کی ہے اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی تصدیق کروں۔ چنانچہ معن بن عدیؓ جنگ یمامہ تک بقید حیات رہے آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن خطابؓ سے ان کی مؤاخات قائم کرادی تھی چنانچہ ان دونوں نے یمامہ کے جنگ پر ایک ساتھ جام شہادت نوش کیا۔
(البدایہ والنہایہ ص۳۳۹ج۶)

من جانب ادارہ احیائے خلافت برائے نشر اشاعت

برائے رابطہ

Facebook:Ihyaekhilafat www.ihyaekhilafat.com